تاریخ دربار دہلی

۱۲ دسمبر ۱۹۱۱ء

یعنی حضور ملک معظم جارج پنجم کی رسم تاجپوشی ہندوستان

جسمیں

اوّل سے لیکر آخر تک دربار کے تمام حالاتِ چشم دید لکھے
گئے اور ہر مقام کے نقشے بھی لگائے ہیں

مرتبہ

سید ظہور الحسن مالک کارخانہ احسن التجارت قومی پریس دہلی
کٹرہ نظام الملک زیر جامع مسجد

ہلالی پریس دہلی میں طبع کراکے شائع کیا

السلطان نمبر

جس طرح دہلی افسردہ قدوم میمنت لزوم شہنشاہ الہند
حضور جارج خامس اور انکے دربار تاجپوشی سے فخر و مباہات
کے اعلیٰ درجہ پر پہنچی اسیطرح دربار دہلی کی یہ تاریخ ملکۂ اسلام
عالیجناب نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ والیۂ ریاست
بھوپال کے اسم گرامی سے منسوب ہوکر فلک اعزاز پر دوامی مقام
حاصل کرتی ہے

مسلمانان ہند کی جماعت میں جو رتبہ بھوپال کی اسلامی ملکہ کو اللہ تعالےٰ
نے دیا ہے وہ آنیوالی نسلوں کے الواح قلوب پہ ہمیشہ نقش رہیگا
لہذا نہایت ادب سے اس تاریخی یادگار کو جناب عالیہ کی ذات
بابرکات سے نسبت دیکر امید کرتا ہوں کہ ایزد سبحانہ و تعالےٰ
اس نام و کام کو تا ابد برقرار رکھے۔ آمین

کمترین زمن
سید ظہور الحسن دہلوی

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝

دہلی نے عروج واقبال اور سطوت وجبروت کے ہزارون نمونے دیکھے تاریخ گذشتہ مین جو کچھ گذرا ہے۔ اُس کے در و دیوار پر لکھا ہوا ہے۔ اسکے ہزارہا کھنڈرون کا ہر ہر افتادہ پتھر بجائے خود ایک صفحہ تاریخ ہے اور زبان حال سے جیسی دلچسپ داستان کہن یہ سنا رہا ہے۔ ہندوستان کا کوئی شہر نہین سُنا تا۔ لیکن اسکی آخری اقبالمندی کے آگے جس کا تذکرہ ان اوراق پر کیا گیا ہے۔ ساری دنیا کے شہرون کی شان وشوکت مٹ گئی۔ اور اب سچ یہ ہے کہ دنیا کا کوئی شہر۔ خواہ کیسا ہی بڑا ہو اسکی برابری کا دعوے نہین کرسکتا۔

یہ شرف جو ۱۹۱۱ء کے خاتمہ پر دہلی کو حاصل ہوا وہ ساری دنیا مین یادگار ہے۔ اور یہ ایسی ترقی اور خوش نصیبی ہے جو آجتک دنیا کے کسی شہر کو نہین نصیب ہوئی تھی۔ اس مبارک موقع پر ایک مغربی شہنشاہ کے اپنی مشرقی قلمرو کے تاریخی مرکز مین آکے رسم تاجپوشی ادا کرنے سے درحقیقت مشرق ومغرب باہم ہم آغوش ہوگئے تھے۔ حضور قیصر ہند جارج پنجم ادام اللہ ملکہ ودولتہ کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے دنیا کا ایک سرا دوسرے سرے سے ملگیا تھا اور تقدیر کے منجم نے دہلی کے سواد مین اس بات کی پیشین گوئی کردی تھی کہ جو سلطنت مشارق ومغارب ارض پر متصرف ہو کے ساری دنیا مین ایک متحدہ دولت قائم کرنے والی ہے جو سارے ملکوت کے نظم ونسق کی ذمہ دار بننے والی ہے جو دنیا کے تمام مذاہب کو ایک برادرانہ رشتہ مین منسلک کرنے والی ہے

جو قوموں اور امتوں کے تعصبات کو مٹا کے انہیں شیر و شکر بنانیوالی۔ اور مادے کے جھگڑے مٹا کے عالم میں ایک عام امن و امان قائم کرنے والی۔ اور سارے عالم ارضی کو ایک غیر متعصب مہذب و شائستہ اور علمی حکومت سایہ میں لانے والی ہے۔ وہ دولت برطانیہ عظمےٰ ہے جسکے جھنڈے کے نیچے دنیا کے تمام مذاہب جملہ امتیں اور کل قومیں آزادی و امن و امان اور بے تعصبی اور بے شری کے ساتھ زندگی بسر کریں گی۔ اور وہ مبارک عہد نظر آئے گا جس کی خوشخبری کل مذاہب عالم سُناتے آئے ہیں *

اس میں شک نہیں کہ دہلی کی سواد میں اس موقع پر دنیوی شان و شوکت او حشمت عظمت کی غیر معمولی ترقی نظر آئی تھی مگر یہ ضمنی چیزیں تھیں۔ سطحی نگاہ والے شایقین کو بیشک ایک بہت ہی دلچسپ تماشا اور بڑا ابھاری کروفر نظر آگیا تھا لیکن دربار کا باطنی اور حقیقی اثر اس ظاہری نمایش سے بدرجہا زیادہ بڑھا ہوا تھا جس نے دنیا کو بتا دیا کہ سارے صفحہ ہستی پر کس طرح ایک ایسی سلطنت قائم ہو سکتی ہے جو قومی و مذہبی تعصبات سے مبرا ہو اور ہر قسم کی مخالفتوں کو مٹا کے دنیا والوں کو شیر و شکر کر دے۔ بتا ہی نہیں دیا بلکہ پیشینگوئی کر دی اور یقین دلا دیا کہ ایسی ایک یونیورسل دولت ضرور قائم ہوگی۔ اور وہ یہی ہماری دولت برطانیہ ہوگی۔ جسکے تاجدار نے آج مغربی تخت سے اُٹھ کے اپنے مشرقی سریر شہنشاہی پر جلوہ افروز ہو کے آنے والے مبارک واقعات کی جھلک اسی وقت دکھا دی۔

اور اسی سے دہلی کا یہ فخر کہ اُسی کی سواد میں ایسی عظمت و جبروت کی شان پہلے پہل نظر آئی کل شہروں کے مفاخر سے بڑھا ہوا ہے ہاتفان غیب اُسے یہ مبارکباد سُنا رہے ہیں کہ آیندہ صدیوں میں اُس آنے والی یونیورسل سلطنت و دولت کا دارالسلطنت وہی ہوگا اور اُس کی اس خوش نصیبی کا حال سُن کے کون کہہ سکتا ہے کہ دنیا کا کوئی اور شہر عظمت و جبروت میں دہلی کی ہمسری کی ہوس کر سکتا ہے۔

حضور جارج پنجم نے اس موقع پر دہلی میں دربار کیا۔ اُس کے حالات

انگریزی میں تو کثرت سے لکھے گئے ہیں۔ لیکن اُردو میں کوئی ایسی کتاب میری نظر سے نہیں
گذری جسمیں کل حالات درج ہوں۔ اور جیسا یہ دربار عالی وقار تھا ویسا ہی ظاہر بھی
کر دیا گیا ہو۔ حالانکہ ضرورت ہے کہ ہندوستان کی ہر زبان میں اسکے مفصل و مشرح
واقعات شائع کئے جائیں۔ تاکہ ہندوستان کے ہر گروہ اور دولت برطانیہ کے ہر طبقہ رعایا
کو اپنے ملک اپنی سلطنت اور اپنی شہنشاہی کا یہ عروج و اقبال معلوم ہو جائے +

خصوصاً اہل ہند کو اس امر کے معلوم ہونے کی شاید ضرورت ہو کہ اس عالیشان دربار
اور ایسے شہنشاہ فلک پایہ گاہ کے ورود مسعود سے اُن کے وطن اور انکے قدیم دار السلطنت
کو کیا شرف حاصل ہوا۔ اور اس دربار کے ساتھ ہی ہندوستان کی اُمیدیں کسقدر وسیع ہو گئیں
اسمیں شک نہیں کہ قدیم سلطنت کے زوال کے بعد سے ہندوستان ایک عجیب ناکامی و نامرادی
میں مبتلا تھا۔ اگرچہ برٹش عہد کی برکتوں نے اُس کی آبادی بہت بڑھا دی تھی۔ تمدن روز افزوں
ترقی کر رہا تھا۔ تجارت و فلاحت یوماً فیوماً بڑھتی جاتی تھی۔ ہر طرف امن و امان قائم تھا۔ ٹھگوں
اور ڈاکوؤں سے راستے صاف ہو گئے تھے۔ تار برقی۔ ریل اور ڈاک خانہ کی ترقی کی وجہ سے
دور و دراز شہروں اور صوبوں کی مسافتیں گویا گھٹ گئی تھیں۔ اور باہمی تعلقات یکجہتی
عروج پاتے جاتے تھے۔ یہ سب کچھ تھا مگر ہندوستان کی ایک محروم القسمتی اور مایوسی سب پر
بالا تھی۔ جو اُسے افسردہ خاطر اور مضمحل بنائے ہوئے تھی۔ وہ محروم القسمتی یہ تھی کہ ہندوستان اپنے
شہریار جہاں پناہ اور اپنے تاجدار گردوں پائگاہ کی زیارت سے محروم اور اُسکے قدموں سے دُور تھا۔

یورپ کی مغربی قوموں کو چاہے بادشاہ کے ہونے نہ ہونے کی پرواہ نہ ہو۔ مگر ہندوستان مشرق
میں ہے۔ اور ہم مشرقی لوگ بادشاہ کے دم سے جیتے اور بادشاہ کے نام پر جانیں فدا کرنے کو تیار
رہتے ہیں۔ ہمارا نظم و نسق ہی نہیں بلکہ ہماری زندگی بادشاہ کی زیارت سے وابستہ ہے۔
ہمارے دلوں پر نقش ہے کہ ہماری جانیں بادشاہ کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ جبتک وہ جیتا ہے
ہم بھی جیتے ہیں۔ اور جس دن وہ نہو گا ہم بھی نہ ہونگے۔ ہماری وطنی روایات سے ثابت ہو سکتا ہے

کہ ہم ہیں کے اکثر لوگ بادشاہ کی وفات پر اپنی جانیں دیدیا کرتے تھے۔ اور اپنے شہر آگدیا تھے
خود بھی فنا ہوجاتے تھے۔ لہذا ہماری خوشیاں۔ ہماری مسرتیں اور ہماری سچی ترقیاں
اُسی وقت تک ہوتی ہیں جبتک ہمارا بادشاہ ہم میں موجود رہتا ہی ایسی قوم کو جو بادشاہ کی ذات
سے اسقدر وابستہ ہو بغیر بادشاہ کی زیارت کے کسی بات میں مزہ نہیں آسکتا۔ اور جبتک
وہ بادشاہ کے قدموں سے دور رہتی ہے کسی چیز سے لطف نہیں اُٹھا سکتی۔

بادشاہ کے ساتھ ہماری گرویدگی تو اس قدر ہے مگر قسمت نے مدت سے ہمیں اِس
برکت سے بالکل محروم کردیا تھا۔ کہنے کو تو پچاس ہی سال ہوئے۔ لیکن سچ پوچھیئے تو ہندوستان
کی رعایا کو اس نعمت عظمےٰ سے محروم ہوئے کئی صدیاں گزرگئیں۔ کیونکہ دولت مغلیہ کے
آخری تاجدار برائے نام بادشاہ تھے۔ اور سارے ہندوستان میں بدنظمی پھیلی ہوئی تھی
اور وہ سلاطین اس قابل ہی نہیں ہوتے تھے کہ اُن کے ہونے سے ہندوستان کو ایک
بادشاہ کی موجودگی کا لطف آسکتا۔ بلکہ سارا ملک محسوس کررہا تھا کہ دنیا میں ہمارا کوئی
بادشاہ ہی نہیں۔ لہذا حضور **جارج پنجم** کے تشریف لانے سے ہندوستان کو
کئی سو برس بعد بادشاہ کا جمال جہاں آرا نظر آیا۔ جس کی رونق افروزی سے جیسی
ہمیں مسرت حاصل ہوئی اُسے اہل مغرب کے آزاد دل محسوس ہی نہیں کرسکتے۔

بہر تقدیر ان مصالح اور ضرورتوں کو دیکھ کے اور اپنے دلی جوش مسرت کے ظاہر
کرنیکے لیئے میں نے دربار شہنشاہی کی یہ تاریخ مرتب کی۔ تاکہ کروفر اور جاہ وجلال کی جو تصویریں
میری آنکھیں دیکھ چکی ہیں۔ دوسروں کی آنکھوں کے سامنے بھی قائم کردوں۔ اور ایک مرقع بنا
کے زمانے کے ہاتھ میں دے دوں تاکہ وہ اُسے بعد والی نسلوں کے سامنے قائم رکھے۔ اور
ہندوستانیوں کی وفاشعاری اور اپنے شہنشاہ معظم کے ساتھ اُنکی گرویدگی کا ثبوت ابدالآباد تک قائم رہے
میں نے اِس رسالہ کو مرتب و مکمل تو کرلیا۔ مگر اپنی بے بضاعتی اور بے مقداری کی وجہ
سے اِسکی جرأت نہ ہوتی تھی کہ اسے پبلک کے ملاحظہ میں بھی پیش کروں۔ میری آرزو تھی

کہ شہنشاہ معظم کی اقبال مندی کی حکایہ تذکرہ کسی ایسے اقبال مند رئیس کے مبارک ہاتھوں سے
اشاعت پائے جس کی مربی گری سے میری کوششوں میں چار چاند لگ جائیں۔
اور جس کے نام نامی سے ملک میں اس تالیف کا وقار قائم ہو۔ اسی خیال سے میں
سراپا آرزو و امید بن کے اسے بارب تمام اختر برج امارت دُر است گوہر صدف عفت و عظمت

ہر ہائینس حضور نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ
جی سی۔ ایس آئی سر پرآرائے ریاست دارالاقبال
بھوپال دامت بالعزۃ والعفۃ والکمال باقبالہا کے

ملاحظہ میں پیش کیا۔ محتشم الیہا نے اسے بہت پسند فرمایا۔ اپنے مبارک نام سے معنون
کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اور کمال فیاضی و قدردانی سے اس کی اشاعت کے
مصارف بھی اپنے ذمہ لیے جس کا میں جسقدر زیادہ شکر گزار ہوں کم ہے۔

ممدوحہ محترمہ دام اقبالہا کی اس توجہ و ذرہ نوازی سے میرا حوصلہ بڑھ گیا۔ اور مجھے
اس رسالہ کے شائع کرنے کی جرأت ہوئی۔ اور یقین ہے کہ جب ایسی رئیسہ عالی وقار نے
اس کی مربی گری قبول فرمائی ہے تو ملک بھی اسکی بے حد قدر کرے گا۔ اور صرف یہی نہیں
کہ اس رسالہ کو پڑھ کے ہندوستانیوں کے دلوں میں اپنے شہنشاہ جہاں پناہ کی
محبت و وفاداری کا شوق جوش زن ہوگا۔ بلکہ ہمارے عالی مرتبہ حکام ذوی الاحترام پر
بھی روشن ہو جائے گا کہ ہم لوگ اپنے بادشاہ کے تخت و تاج سے کس قدر محبت
رکھتے ہیں۔ اور ہماری اطاعت و وفاداری کسقدر سچی ہے۔

خاکسار
سید ظہور الحسن عفی عنہ

مقام دہلی
دسمبر ۱۹۱۲ء

فہرست مضامین کتاب دربار دہلی دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا باب

اس شاہنشاہی تاریخ اور تمام درباری تقریبات لکھنے سے پہلے ہم شہنشاہ معظم کے مختصر حالاتِ زندگی آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں - اسکے بعد آپکے نزول اجلال دہلی سے روانگی تک کے حالات تمام و کمال قلمبند کرینگے ٭

شہنشاہ ہند حضور جارج پنجم اور ملکہ معظمہ میری

۳ - جون ۱۸۶۵ء کو ملک معظم جارج پنجم پرنس آف ویلز بہادر ولیعہد انگلستان کے مشکوسے محل میں پیدا ہوئے - آپ ایڈورڈ ہفتم آنجہانی و ملکہ معظمہ الگزینڈرا کے دوسرے فرزند ارجمند ہیں - جس طرح کوئن وکٹوریہ کی پیدائش کیوقت کسی کو یہ خیال نہ تھا کہ یہ شہزادی ایک روز دنیا کی سب سے بڑی ملکہ بنے گی - اسی طرح پرنس جارج کی پیدائش کے وقت بھی کسی کو آپکے دنیا اور انگلستان کا سب سے بڑا نامور تاجدار ہونے کا خیال نہ تھا البتہ چند نجومیوں نے جنھوں نے آپکی جنم پتری دیکھی تھی - آپکی پیدائش کیوقت پیشین گوئی کردی تھی کہ یہ شہزادہ تاجدار انگلستان ہوگا - اور جارج خامس کا معزز لقب پائیگا شاہی

خاندان کے دیگر بچوں کی طرح آپ کی تعلیم و تربیت بھی نہایت سادگی کے ساتھ ہوئی۔ کھانے پینے۔ کھیل کود سیر تماشہ کسی کام مین شاہانہ تکلف امیرانہ طمطراق سے کام نہیں لیا گیا۔

ایک عرصہ تک شاہان انگلستان کا طریقہ ہے کہ ولی عہد سلطنت یعنی خلف اکبر کو بری اور جنگی تعلیم دیجاتی ہے اور اسے ایک سپہ سالار بنایا جاتا ہے۔

فرزند ثانی کو بحری فوج کی خدمت دیجاتی ہے۔ اور اسے امیر البحر بنایا جاتا ہے لیکن ابتدا مین پرنس وکٹر اور پرنس دونون کو بحری فوج مین داخل کیا گیا اور بحری تعلیم حاصل کرتے رہے۔

سب سے پہلا جہاز جس پر کنگ جارج اور شاہزادہ وکٹر نے کام سیکھا "برطانیہ" تھا۔ اس جہاز پر مثل دیگر ملازمون اور کام سیکھنے والون کے دونون شاہزادون کو صبح سے شام تک محنت و مشقت کرنی پڑتی تھی۔ صبح ساڑھے چھ بجے سے رات کے ساڑھے نو بجے تک کامل پندرہ گھنٹے جہاز پر کام کرنا پڑتا تھا۔ امتیاز صرف اسقدر رکھا گیا تھا کہ شب کو سونے کے لیئے دونون شاہزادون کو ایک چھوٹا سا کمرہ دیدیا گیا تھا۔ اسمین دوسرے کا دخل نہ تھا۔

اس جہاز پر شاہزادہ عالیمقام نے ملاحون اور افسرون میں ایسی ہر دلعزیزی اور محبت پیدا کر لی تھی۔ وہ جو لوگ جو اس وقت شاہزادہ کے اُستاد تھے اور اب بڑی بڑی عمر پا کے گورنمنٹ سے پنشن پا رہے ہیں۔ اپنے سیلر کنگ کی کھانیون اسکی سادگی۔ اطاعت و فرمانبرداری پر اپنی جان نثار کرنے کو اس بڑھاپے میں تیار ہیں۔ شاہزادہ جارج نے بسا اوقات اپنے جہاز کے افسرون سے کشتی چلانے۔ بازی جیتنے میں انعام اور تمغے حاصل کیئے۔

آپکی عمر چودہ برس کی تھی اس وقت مع شاہزادہ وکٹر کے جہاز "بچانتی" نام پر سفر دنیا کے لیئے روانہ ہوئے۔ دونوں شاہزادہ اس جہاز پر سوار ہو کے ان مشہور مقامات پر پہنچے۔ جہان جہان انگریزی جھنڈا لہراتا ہے۔ کنگ جارج اور پرنس وکٹر اپنی اپنی ڈائری میں

روزمرہ کی کیفیت درج کرتے تھے۔ جو طبع ہو چکی ہے۔ ہر ایک مقام کو دیکھنے سے دونوں شاہزادوں کے دل پر جو جذبہ طاری ہوتا تھا۔ اس کا فوٹو وہ اپنی قلم سے ڈائری میں کھینچ لیتے تھے۔

واضح رہے کہ شاہزادگان والاجاہ کا یہ سفر محض سیر و تفریح کے لیئے ہی نہ تھا۔ بلکہ وہ اس سفر میں اپنے تعلیمی فرائض برابر ادا کرتے رہے۔ ہر ایک قسم کی مشق "ورزش توپ چلانا۔ بندوق چھوڑنا۔ تارپیڈو پر کام کرنا۔ غرض جہاز کا پورا کام برابر کرتے رہے۔

اس بحری تعلیم کے علاوہ کچھ وقت نکال کے اپنے ایک اتالیق سے فرانسیسی زبان بھی سیکھنی شروع کر دی تھی۔ آپکا بحری اتالیق مسٹر لامیں ریاضی بھی سکھاتا تھا۔

سنہ ۱۸۸۳ء میں پرنس جارج تعلیم سے فارغ ہو کے ملازم ہو گئے۔ اور جہاز "کنیڈا" پر نارتھ امیریکن اسٹیشن پر مقرر ہوئے۔ قریب ایک سال آپ شمالی امریکہ اور جزائر غرب الہند کے مختلف مقامات پر کام کرتے رہے۔ ایک مرتبہ کنگ جارج "اوٹاوہ" تشریف لے گئے۔ اس زمانہ میں کنیڈا کے گورنر جنرل مارکوئس آف لارن تھے جنہیں۔ آپکی پھوپھی بیاہی ہوئی تھیں۔ گورنر جنرل نے اپنے بھتیجے کی بہت خاطر کی۔

اپنی انیسویں سالگرہ کے روز شاہزادہ جارج نے سب لفٹنٹ کا درجہ حاصل کیا اپنی بحری تعلیم میں کنگ جارج نے ہمیشہ اپنے ہمچشموں اور اُستادوں میں نیک نامی سرخروئی حاصل کی۔ کبھی کسی سے کمتر ثابت نہیں ہوئے۔

بحری کالج گرین وچ میں آپنے پانچ امتحان دئے۔ سی مین شپ نیویگیشن تارپیڈو گنری۔ پائلٹیج۔ چار امتحان میں آپ اول نمبر پاس ہوئے۔ بحیثیت لفٹنٹ آپ جہاز تھنڈرر پر کام کرتے رہے۔ کچھ عرصہ بعد ڈریڈ ناٹ پر بدل دئے گئے۔ اسکے بعد کامل تین سال تک جہاز الگزینڈرا پر اپنے چچا ڈیوک آف اڈنبرا کی ماتحتی میں کام کیا جن کے سپرد میڈیٹرینین سی کی کمان تھی۔

پورٹسمتھ مین کچھ عرصہ توپ چلانے کی تعلیم حاصل کرکے کنگ جارج جہاز "نارتھمبرلینڈ" پر مقرر کر دئے گئے۔

۱۸۹۰ء مین جہازی نمایش کے موقع پر آپ ایک تارپیڈو کشتی کے انچارج افسر تھے ایک کشتی کو ڈوبتے سے بچانے میں آپنے خاص اعزاز حاصل کیا۔ یہ کشتی طوفان مین بہ گئی تھی۔ اِس خدمت کے صلہ میں آپ کو "گن بوٹ تھرش" کا کمان افسر بنا گیا اِس موقع پر آپ "جمیکا" بھی تشریف لے گئے۔ اور وہان لنگٹن میں ایک بڑی صنعتی نمایش کے افتتاح کی رسم ادا کی۔

کنگ جارج اسوقت تک بالکل آزادی کے ساتھ بڑے شوق اور سرگرمی سے بحری تعلیم حاصل کر رہے تھے کہ یکایک ۱۴ جنوری ۱۸۹۲ء کو پرنس آف ویلز کے خلف اکبر شاہزادہ البرٹ وکٹر ڈیوک آف کلارنس نے ایک عالمگیر وبا میں قضا کی۔ پرنس جارج کو اپنے برادر معظم کی اِس اچانک موت سے جو صدمہ ہوا وہ ناظرین خود اندازہ کر سکتے ہین ایک مقام پر ایک گھر میں ایک والدین سے پیدا ہوئے۔ پرورش پائی۔ ایک عرصہ تک پہلو بہ پہلو تعلیم پاتے رہے۔ پھر یکایک ایسی جدائی کا صدمہ کیسا ہوا ہوگا!

۲۴۔ اگست ۱۸۹۱ء کو پرنس جارج انگلستان تشریف لائے اور جہاز "میلمپس" کی کمان آپکے سپرد کیگئی۔ چند ماہ بعد یہ حادثہ وقوع میں آیا شاہزادہ وکٹر نے اسی بیماری یعنی میعادی بخار مین قضا کی۔ جس میں ان کے دادا پرنس البرٹ ۱۸۶۱ء مین فوت ہوئے تھے پرنس البرٹ یعنی شوہر ملکہ وکٹوریہ کی وفات ۱۴۔ دسمبر ۱۸۶۱ء کو ہوئی۔ اور شاہزادہ البرٹ وکٹر نے پورے اکتیس برس ایک مہینہ کم ٹھیک اسی تاریخ کو قضا کی۔

۱۸۹۲ء میں پرنس جارج ڈیوک آف یارک بنائے گئے۔ اور اسی سال اپنے برادر حقیقی کی منسوب پرنسس "مے آف ٹک" سے شادی ہوئی۔ کوئن میری جو بچپن کے زمانہ مین پرنسس "مے" کے نام سے مشہور تھیں کوئی غیر نہیں ہیں۔ آپکا شجرہ نسب ذیل صورت مین واقع ہوا ہے۔

مورثِ اعلیٰ جارج ثالث ہیں۔ ان کے چار فرزند ہوئے۔ اول جارج چہارم۔ دوسرا ولیم چہارم۔ تیسرا ایڈورڈ ڈیوک آف کینٹ۔ چوتھے ڈیوک آف کیمبرج۔ ان میں جارج چہارم اور ولیم چہارم نے لاولد قضا کی تیسرے بھائی سے ملکہ معظمہ وکٹوریہ آنجہانی ہوئیں۔ جن سے سلسلہ اولاد اس قدر پھیلا کہ آج یورپ کے شاہی خاندان وکٹوریہ کی اولاد سے معمور ہیں مشکل سے کوئی ایسا بادشاہ یورپ کا ہوگا جہاں وکٹوریہ کی اولاد نہ ہو۔ چوتھے بھائی ڈیوک آف کیمبرج کے بھی ایک لڑکی تھی جسکا نام پرنسس میری ہی تھا۔ ان کی دختر جناب ملکہ میری ہیں اس طریقہ سے ملکہ میری کنگ ایڈورڈ کی خالہ زاد بہن اور کنگ جارج آپ کے بھتیجے ہوتے ہیں لیکن رشتۂ ازدواج سے دونوں خاندان ایک عرصہ بعد پھر شیر و شکر ہوگئے۔

کوئن میری کی والدہ شاہزادی میری بڑی فیاض اور رحم دل تھیں۔ اور یہ ورثہ آپکو اپنی والدہ سے بڑا قیمتی ملا ہے۔ جس کی وجہ سے نہ صرف انگلستان کی رعایا بلکہ ایک دنیا جس کا آپ اپنے شوہر کے ہمراہ سفر کرچکی ہیں۔ آپکی شفقت خسروانہ کا قائل ہے۔ شاہزادی میری کی تعلیم بھی بہت سیدھے سادہ طریق پر ہوئی۔ اور جب وہ ذرا ہوشیار ہوئیں تو اپنی والدہ کے بڑے بڑے پبلک رفاہ عام کاموں میں ہاتھ بٹانے لگیں۔ آپکے اُستاد کہا کرتے ہیں کہ شاہزادی مدمے،، کو ابتدا میں پڑھنے اور فن موسیقی کے حاصل کرنے میں کمال رغبت تھی شادی سے پیشتر شاہزادی میری کی زندگی بالکل سادی تھی لیکن اس سے یہ مطلب نہیں کہ وہ تعلیم سے بالکل بے بہرہ اور دیگر امرا کی بچیوں کی طرح نشۂ دولت میں مغرور تھیں۔ یا ان کے والدین ان کی تعلیم سے غافل تھے۔ شادی کے ہوتے ہی شاہزادی میری کو آداب شاہانہ سکھانے شروع کئے گئے۔ کیونکہ انھیں ایک روز ملکہ انگلستان بننا تھا۔

شادی کے بعد کچھ عرصہ تک تو ڈیوک و ڈچز آف یارک کی حیثیت سے وہ پبلک میں کبھی شاذ و نادر ہی آتے تھے۔ کیونکہ پبلک کاموں کے لیئے ملکہ انگلستان کوئن وکٹوریہ کے ولیعہد پرنس آف ویلز موجود تھے۔ پرنس جارج و پرنسس مے،، نے اپنی اس نئی زندگی کا

آغاز اس محل مین کیا۔ مارک کا ٹیج کہتے ہین۔ شادی البرٹ وکٹر کی وفات سے ڈیڑھ سال بعد ۶۔ جولائی ۱۸۹۳ء کو سینٹ جمیس پیلیس کے گرجا مین ہوئی۔

رعایائے انگلستان نے جس قدر اظہار خوشی اس موقع پر کیا اس کے شکریہ مین کوئن وکٹوریہ نے ایک چھٹی شائع کی جسکے یہ فقرے ملکہ وکٹوریہ کی بے مثل محبت کا اظہار کرتے ہین "خوشی اور غم دونون موقعونپر میری رعایا نے جس سچی اور گہری ہمدردی کا اظہار کیا ہے مین اُسے اچھی طرح محسوس کرتی ہون۔ میری رعایا اس بات سے بے خبر نہ ہوگی کہ کس طرح میرا ننھا سا دل انکی چھوٹی سی چھوٹی خوشی اور بڑے سے بڑے غم کے کام مین کھٹکا دیتا ہے۔ اور یہی وہ زبردست مضبوط رشتہ ہے جس سے رعایا اور بادشاہ کی بہبودی اور سچی قوت بندہی ہوئی ہے۔

۲۲۔ جنوری ۱۹۰۱ء کو ملکہ معظمہ وکٹوریہ قیصر ہند نے اِس عالم فانی سے عالم جاودانی کو کوچ کیا۔ اور اعلیحضرت ملک معظم ایڈورڈ ہفتم سریرآرائے تخت سلطنت پرنس آف ویلز بنائے گئے ۱۹۰۲ء ۲۰۔ دسمبر مین جارج ایڈورڈ الکزنڈر رائیڈمنڈ پیدا ہوئے ۱۹۰۵ء ۱۲۔ جولائی مین جان چارلس فرانسس فرزند خامس پیدا ہوئے۔ ملکہ معظمہ وکٹوریہ کی وفات کے بعد پرنس جارج و پرنسس میری اسٹریلیا کی سب سے پہلی پارلیمنٹ کے مبارک رسم کے افتتاح کے لیئے اسٹریلیا تشریف لے گئے۔ اس سفر سے اور افتتاح پارلیمنٹ کی تقریر سے تمام دنیا کو یہ بات ظاہر ہوگئی کہ پرنس آف ویلز بہادر محض بحری فوج اور جہازی کامون ہی مین تجربہ کار نہیں ہیں۔ بلکہ رموز خسروانہ اور میدان تدبر ملکی مین بھی ویسے ہی ہوشیار ہین۔

امریکہ کا ایک زبردست مصنف لکھتا ہے کہ کنگ جارج پنجم اپنے آپکو ایک معمولی ملاح سے ذرا بھی بڑھکے نہیں سمجھتے۔ وہ فوق البھڑک لباس شاہی طمطراق سے بالکل نفرت کرتے ہین۔ انکا خیال یہ ہے کہ جس طرح کشتی کے ناخدا کو صرف یہی خیال رہنا واجب ہے کہ میری کشتی گرداب بلا مین پھنسکر نہنگ اجل کے ہاتھون گرفتار نہ ہو جائے اسیطرح

میرا بھی یہ فرض ہے کہ سلطنت عظمٰے کا وہ بڑا جہاز جسکے ساتھ وہ چھوٹی چھوٹی کشتیاں ہزاروں اور سینکڑوں بندھی ہوئی ہیں۔ ان سب کی نگرانی کرتا ہوں۔ اور کسی مصیبت و آفت میں نہ پھنسنے دوں ٭ اس میں کوئی شک نہیں کہ اپنی معلومات کو زیادہ وسیع کرنے کے لیے کنگ جارج نے اپنی ساری دنیا میں پھیلی ہوئی سلطنت کی چپہ چپہ زمین کی سیر کرلی ہے۔ اور ان کے نزدیک وہ سب ایسے ہی ہیں۔ جیسے انگلستان کے چھوٹے چھوٹے اضلاع دہلی دربار ۱۹۰۳ء کے دو برس بعد پرنس جارج وپرنسس میری سلطنت عظمٰے ہندوستان کی پوری سیر کے لیے رونق افروز ہوئے۔ اور ۹۔ نومبر ۱۹۰۵ء سے ۱۹۔ مارچ ۱۹۰۶ء تک ہندوستان میں قیام پذیر رہے اور حسب ذیل مقامات کی سیر فرمائی۔ بمبئی۔ اودے پور۔ ریاست اندور۔ جے پور۔ بیکانیر۔ لاہور۔ پشاور۔ راولپنڈی۔ جموں۔ امرتسر۔ دہلی آگرہ۔ گوالیار۔ لکھنؤ۔ کلکتہ۔ دارجلنگ۔ رنگون۔ مانڈلہ۔ مدراس۔ میسور۔ بنگلور۔ حیدرآباد۔ الور۔ بنارس۔ نیپال۔ علیگڈھ۔ شملہ۔ کوئٹہ۔ کراچی۔ غرض اس سفر ہندوستان میں آپنے کوئی بڑا حصہ۔ یا شہر یا صوبہ دیکھنے سے باقی نہیں چھوڑا۔ دہلی اور کلکتہ کے قیام کی تاریخیں قریب قریب وہی ہیں جو اس سفر میں رکھی گئی تھیں۔ اور اب پورے ۶ سال بعد اسی مبارک تاریخ کو وہ ہندوستان کے قدیم پایہ تخت امپیریل دہلی میں دربار قیصری کا انعقاد فرمانے کے لیے رونق افروز ہوئے۔

ہندوستان سے واپس تشریف لیجاکر جو تقریر آپنے لندن گلڈ ہال میں کی اوسکا ایک ایک حرف آب زر سے اور ہندوستانیوں کے دل میں نقش کالحجر ہونا واجب ہے۔

۶۔ مئی ۱۹۱۰ء کو اعلیٰ حضرت ملک معظم ایڈورڈ ہفتم نے بہت ہی قلیل عرصہ بیمار رہ کر اس عالم فانی سے کوچ کیا۔ اور کنگ جارج پنجم تخت نشین ہوئے ٭

مدینہ جہاز کا نقشہ جسمیں ملک معظم ہندوستان تشریف لائے تھے

دوسرا باب

خیر مقدم
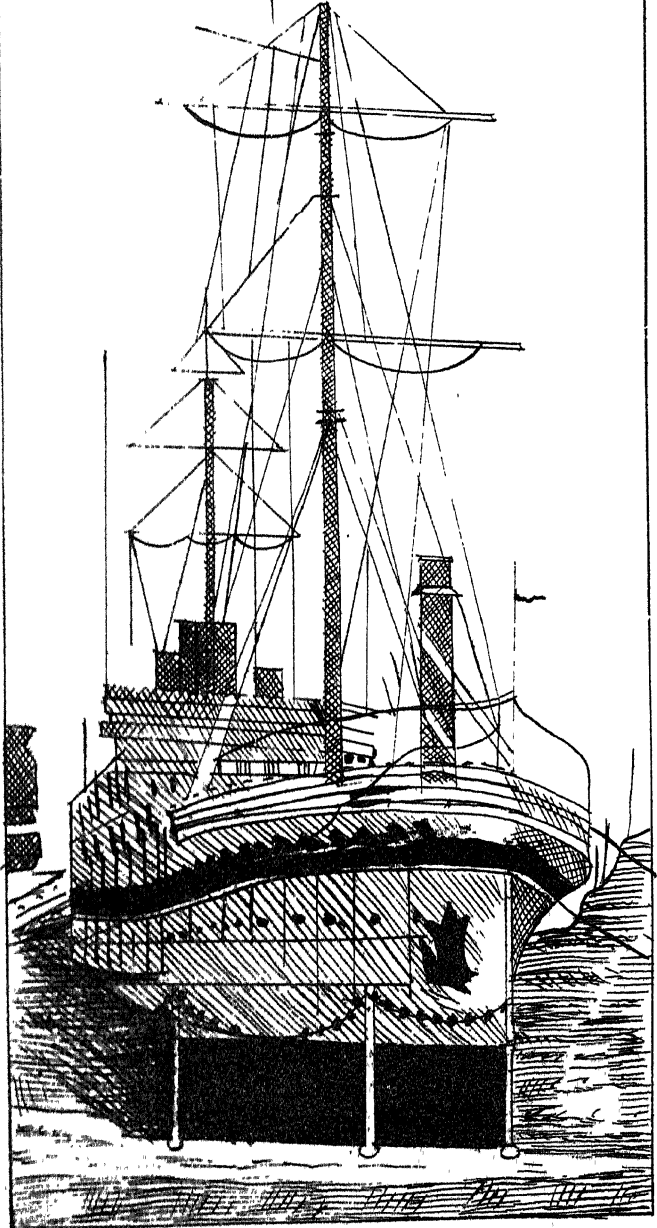
کلاہ گوشۂ دہلی بہ آفتاب رسید
کہ سایہ بر سرش انداخت این چنین سلطان ۔

آج قدیم دار السلطنت دہلی کی سرزمین کا دماغ ساتوین آسمان کی خبر لاتا ہے۔ اور اس کی خاک کا ہر ذرہ اپنی تابندگی بخت پر خورشید انور کو آنکھ دکھاتا ہے۔ کیونکہ ایک ایسے شہنشاہ عالیجاہ مع اپنی محترم شریک تخت و دولت کے اسکو اپنے قدم میمنت لزوم سے مفتخر بنا رہی ہین جن کا سکۂ حکومت اس وقت بفضل خدا چار دانگ عالم مین ۔ دان ہے اور آفتاب عالمتاب ۲۴ گھنٹہ روز و شب مین ہر وقت ان کی عملداری کے کسی نہ کسی حصہ کو روشنی و حرارت کی رسد پہنچانے کے لیئے سرگردان

دہلی کی سرزمین نے بیشمار انقلابات دیکھے ہین اور اہل ہنود مین اندر پرست کہلانے کے وقت سے لیکر زمانہ شاہان مغلیہ مین "جہان آباد" لقب پانے کے وقت تک بڑے بڑے راجگان باوقار و شاہان ذوی الاقتدار اپنی تاجپوشی یا کشور کشائی کے جشن منانے کے لیئے اس مین داخل ہوتے ہین ۔ لیکن یہ کہنا ہرگز مبالغہ نہ ہوگا کہ "عہد" تاریخی مین دہلی کو کبھی ایسے جلیل القدر فرمانروا کے خیر مقدم کا فخر نصیب نہیں ہوا جیسا کہ

اعلیحضرت شاہ جارج پنجم قیصر ہند و علیا حضرت ملکہ میری

کے مین قدم سے آج حاصل ہونے والا ہے۔ خوشا بخت تیرے اے دہلی اگر تو بیسیون دفعہ

بنی اور بگڑی اور بگڑ کر پھر بنی اور ہر دفعہ دستبرد روزگار کے صدمے سے پہنچنے کے بعد تیرا حسن اسی طرح دوبالا نظر آیا جس طرح طلائے خالص بھٹی مین تاؤ کھا کر زیادہ چمک دمک پیدا کرتا اور کسی حسین کا رنگ مار ابجین کے بعد اور نکھرتا ہے۔ بیشک وہ حوادث تیرے لیئے ترقی کی منازل ہفت خوان تھین جنکو مشقت و صعوبت اٹھا کر طے کرنے سے تیری قسمت بلند ہوتی گئی۔ اور آخر کار آج تو اپنی رفعت بخت کی اس معراج کمال پر پہنچی۔ کہ دنیا کا سب سے بڑا شہنشاہ معہ اپنی شریک زندگی کے تیری سرزمین پر اپنی تاجپوشی کی مبارک و مسعود رسم ادا کرنے آیا ہے اور عظیم الشان مملکت ہند کی حکومت و دولت عزت و شرافت اور عظمت و اقتدار کا انتخاب ان کے قدم اپنی آنکھون پر لینے کے لیئے فراہم ہوا ہے وہ شہنشاہ فلک بارگاہ جو بفضل خدا کرۂ ارض کے ۵/۱ رقبہ پر حکمران ہے اور دنیا کی ایک ثلث آبادی وفادار و عقیدتمند رعایا کی حیثیت مین اس کی اطاعت و فرمانبرداری پر نازان ہے یہی وجہ ہے کہ آج قدیم دار السلطنت دہلی مین اعلیحضرت شہنشاہ معظم و علیا حضرت ملکہ معظمہ کے خیر مقدم کی خاطر عظمت و شکوہ کا وہ سامان مہیا ہے جو اس سے پہلے یقیناً چشم فلک نے نہ دیکھا ہوگا۔ لیکن شوکت و حشمت کے اس نظر فروز سامان سے بڑھکر جو بات آج خیر مقدم شہنشاہی کے لاثانی شاندار نظارہ مین ناظر کے دل مین موثر ہوگی۔ وہ یہ ہے کہ ساڑھے اکتیس کروڑ باشندگان ہند کے جو سربرآوردہ قائم مقام اسوقت دہلی مین مجتمع ہین۔ وہ فرقہ۔ عقیدہ۔ رنگت۔ قومیت و عادت و خصائل و رسم و رواج زبان و طرز بیان وغیرہ مین باہم بے حد اختلاف رکھتے اور ایکدوسرے سے سنیکڑون ہزارون میل کے فاصلہ پر رہنے کے باوجود اپنے دلون کو عقیدت شہنشاہی کے مشترک جذبہ سے یکسان متحرک پاتے ہین اور تمام لوگ اپنی آنکھین حضور شہنشاہ معظم و ملکہ معظمہ کے قدمون کے نیچے بچھانی چاہتے ہین۔

ایک سرے سے دوسرے سرے تک وہ امن و امان قائم کیا ہے کہ اس وقت

نہ صرف تمام صوبجات برٹش انڈیا کے گورنر۔ لفٹننٹ گورنر۔ چیف کمشنر و کمشنر۔ اور سارے اعلیٰ سول و ملٹری افسر۔ بلکہ ایک سو تیس ریاستوں کے حکمران ہزارہا جاگیردار و سردار اور ہر حصہ ملک کے سربرآوردہ و باثر اشخاص اعلیحضرت شہنشاہ معظم و علیا حضرت ملکہ معظمہ کے حضور مین اظہار عقیدت و اطاعت کرنے کے لیئے دہلی مین مجتمع ہین۔ اور اسقدر اشخاص کے لیئے اپنے علاقون۔ ریاستون۔ جاگیرون اور محکمون سے غیر حاضر ہونے کے باوجود کسی جگہ کوئی کھٹکا نہین ہونے پایا۔ یہ ایک آئینی گورنمنٹ کی سب سی بڑی خوبی ہے اور اسی مین ہمارے شہنشاہ فلک بارگاہ ہندوستان کے سابق شخصی حکمرانون سے ممتاز ہین اور حضور ممدوح کا دربار اعلان رسم تاجپوشی وہ خصوصیتین رکھتا ہے جو آیندہ یقیناً صفحہ تاریخ پر یادگار رہین گی۔ اور ہندوستان کی نہ صرف موجودہ بلکہ آنیوالی نسلونکی عقیدت و محبت تاج برطانیہ کے ساتھ بڑھائین گی۔

اعلیحضرت شہنشاہ معظم نے چھہ سال قبل بحیثیت ولیعہد ہندوستان کی سیاحت فرمانے کے وقت اس ملک کے ساتھ جس دلچسپی و محبت کا اظہار فرمایا تھا۔ اور یہان سے معاودت فرما ہوکر ہمدردی کا زیادہ عنصر شریک انتظام کرنے کا جو قیمتی مشورہ برٹش پبلک و حکام انگریزی کو دیا تھا۔ اور اب تخت سلطنت پر جلوس فرمانے کے بعد اپنے مختلف پیامون مین آپ نے ہندوستان کے والیان ریاست و رعایا سے جو خوشگوار وعدے فرمائے ہین۔ اور اپنی مبارک رسم تاجپوشی کے اعلان کے خاطر اس ملک مین قدم رنجہ فرماکر جس گہرے تعلق کا ثبوت بہم پہنچایا ہے۔ اور اپنی رونق افروزی کے بعد تین مختصر مگر پرمغز و موثر تقریرون مین شفقت و مکرمت کے جو خیالات ظاہر کیئے ہین۔ وہ بخوبی اسکا یقین دلاتے ہین۔ دربار دہلی مین حضور ممدوح کا جو اعلان شہنشاہی پڑھا گیا۔ وہ انشاءاللہ اسی قسم کے محبت آمیز و مسرت انگیز مضامین پر مشتمل ہے اور قوی امید ہے کہ ہندوستان کی مشرقی حیثیت پر نظر کرکے اس مین بعض ایسی مراعات کا اعلان کیا گیا ہے

جو ساری آبادی کے لیئے خاص فخر و امتنان کا موقعہ بہم پہونچائیگا۔

مسدس در تہنیت دربار دہلی

از نتیجہ فکر منشی سید محمد تقی حیدر صاحب نقی بجنوری

خشک سالی سے ہوا تھا چمن دل پامال — نخل ہر ایک تھا پژمردہ شجر کی تمثال
واہ رے تیرے کرم واہ رے تیرے افضال — کردیا گلشن ایجاد کو ایکدم مین نہال

شکر فیض تو چمن چون کنداے ابر بہار
تیرے پروردہ ہین سب باغ مین کیا گل کیا خار

ہوگئے آب کرم سے تر و تازہ اشجار — قمریان کرنے لگین شکر خدائے غفار
کھولی نغمہ کے لیئے بلبل دل نے منقار — اور غنچون کے چٹکنے سے ہوا اظہار

اے نقی گلشن عالم مین بہار آئی ہے
لے کے ہمراہ وہ خوشخبری یار آئی ہے

ہین جوانان چمن ایکطرف صف بستہ — اک طرف دیکھتی نرگس ہے کسی کا رستہ
ہے لیئے خسرو گل ایکطرف گلدستہ — سوسن اک سمت یہ کہتی ہے سخن برجستہ

آج آتی ہے گلستان مین سواری کسکی
دیتی پھرتی ہے خبر باد بہاری کس کی

کسکی خوشبوئے محبت کی ہے نسرین کو لگن — آج آتی ہے نظر اودہی چمپا کی پھبن
سر تعریف مین مصروف ہے کسکی ہمہ تن — جوئی رابیل سے کہتی ہے کہ اے میری بہن

کون وہ گل ہے کہ جسپر ہین فدا گل سارے
قمریان ساری فدا صدقہ ہین بلبل سارے

ہوگا کس کے لیئے شوق مین دہوالا — آج کس کی لی ہوا یاد مین بیلا بالا

انتظاری سے چنبیلی کو پڑا کیون پالا — جام کیون سر پہ لیئے اپنے کھڑا ہی لالہ

آج کس ساقی گلرو کی ہے آمد آمد
آج کس دلبر دلجو کی ہے آمد آمد

موتیا کرتا ہی ہر صبح نچھاور موتی — دن مین تارونکی فلک سے خور خاور موتی
آج ہونگے یہ ہم لوگون کے یاور موتی — لائین دریائے محبت کے شناور موتی

موتیا ہم بھی نہین اور خور خاور ہم بھی
موتی اُس گل پہ کرین آج نچھاور ہم بھی

پاس گو کچھہ بھی نہین او بت خود بین ہیرے — طبع موزون ہی مضامین ہین رنگین ہیرے
ہین کہیں کان جواہر یہ ددا دین ہیرے — میرے موتی ہین گہر ہائے مضامین ہیرے

یہی قربان مین اُس گل پہ کرونگا اک دن
طعن سو جان سے بلبل پہ کرونگا اک دن

چاندکی فوج ہی گردون پہ ستارے جیسے — ہین شہنشاہ کی اقلیم مین فوجین ایسے
صاف ہوتی ہی یہی بات عیان ہر شے سے — ہو گئے خلق مین ظلمت کے اوجالے کیسے

جیسی بالائے فلک مہر کی سواری آئی
آج دہلی مین شہنشہ کی سواری آئی

خود تماشائی ہی اور خود ہی تماشا عالم — ہا ہئے ایسا نہ سنا اور نہ دیکھا عالم
کچھہ عجیب خلق مین ہی آج خوشی کا عالم — متفق ہو کے یہی کہتا ہی سارا عالم

رونق افروزئی سرکار مبارک ہووے
آج دہلی کا یہ دربار مبارک ہووے

ہم نے اس عہد مین واللہ ہے پایا آرام — دزد کا خوف نہ کچھہ بیم عدو کے ناکام
انتظام ایسے ہین موبستہ نہین فرق کا نام — وہ ہی انصاف کہ صادق ہی کسی کا یہ کلام

عدل نوریست کز و فلک ہنور گردد
در نشیمش ہمہ آفاق معطر گردد

ہوے دنیا مین چلن شام و سحر کا جبتک ۔ دور گردون یہ رہی شمس و قمر کا جبتک
رزق پیدا ہوا یان جن و بشر کا جبتک ۔ سلسلہ جاری رہے علم و ہنر کا جبتک

تو سلامت رہے اقبال ہو افزون تیرا
حضرت حق مین دعا گو ہے نقی یون تیرا

ولہ

ہزار شکر تمنا دلون کی بر آئی ۔ کہ موج بحر خوشی آج یہ خبر لائی
وہ آبرو دے تجھے ہندوستان مبارک ہو ۔ نصیب مین نہین اوروں کے جسکی پرچھائی
تو جتنا ناز کرے آج تجھکو ہے زیبا ۔ ہوئی ہے تیری طرح کسکی عزت افزائی
یہ مانا تیری ہمیشہ وقار سے گذری ۔ یہ سچ کہ تیری نرالی ہے شان یکتائی

عجب طرح مگر اب کے تجھے عروج ہوا
ترا ستارہ بھی عزت وہ برج ہوا

وہ آیا جسکی تمنا تجھے تھی مدت سے ۔ وہ آیا تونے بلایا جسے اطاعت سے
تری وفاؤن نے تجھکو کیا ہے شاہ پسند ۔ یہ سچ مثل ہے کہ عظمت ملی ہے خدمت سے
مطیع حکم ہمیشہ سے سر بلند رہے ۔ وفا پرست ہمیشہ رہے ہین راحت سے
تو ارد لطف و عنایات شاہ ہون تجھپر ۔ یہ فخر تجھکو ملا ہے تری عقیدت سے

ملک معظم دہر اہیر مل آتے ہین
جہان مین تیری توقیر کو بڑھاتے ہین۔

تری ہی ذات سے ہے بمبئی کو فخر ملا ۔ یہین تو پہلے ورود شہنشہی ہوگا
سنا ہے بمبئی پھولی نہین سماتی ہے ۔ کوئی عجب نہین گر اسکو ناز ہی آتا

حضور جارج پنجم یہین پہ اُترین گے — یہین تو ختم ہوئی ہی مسافت دریا
روانہ ہونگے یہین سے سوئے جہان آباد — یہ آبرو تری اے ہند۔ واہ کیا کہنا۔

ترے بلاد مین اک انتخاب ہی دلی
جواب کا ہی کوے لاجواب ہی دلی

جو مدتون سے خوشی دلمین تھی ہوئی وہ عیان — کہ آیا کشور ہندوستان و انگلستان
وفا پرست رعایا کا سرپرست آیا — خدا کا شکر کہ اب مشکلین ہوئین آسان
وہ آیا مصلح اقوام و مذہب و ملت — کہ درد اب نہ رہیگا کسی کا بیدرمان
وہ آیا صبر ہے مدّاح جس کی آمد کا — دکھائی دینے لگا دور سے وہ شاہی نشان

ہمارے درد کا اب چارہ ساز آپہنچا
خوش آمدید۔ مدینہ جہاز آ پہنچا

دہلی کی عرض

از نتیجہ فکر سید یوسف علی اشہر لکھنوی۔ منشی فاضل اندریاست رام پور

کبھی میرا نصیبا بھی جوان تھا — میرا مداح بھی ہر اک جہان تھا
وفور شوق سے ہر مملکت مین — میرا ہی واقعہ ورد زبان تھا
کبھی ایسا بھی گزرا ہے زمانہ — یہ خطہ مفخر ہندوستان تھا
بھرا تھا موتیون سے میرا دامن — میرے آغوش مین ہر حکمران تھا
تھی سارے ہند مین میری ہی زینت — کہ گویا لعل گدڑی مین نہان تھا
کچھ ایسی تھی انوکھی زیب و زینت — کہ مجھ پر باغ جنت کا گمان تھا
شجر تھے پر ثمر جو ہر روش پر — تو شاخون پہ ہجوم بلبلان تھا
رہی محفوظ یہ گلشن خزان سے — ہر اک مرغ چمن کا یہ بیان تھا

نہ سایہ تک پڑے گل پر کسی کا
ہر اک کانٹا بجائے پاسبان تھا

نہ پوچھو کچھ میری اُس دم کی حالت
کہ جب مالک میرا شاہ جہان تھا

فقط کافی ہے یہ تعریف اوسکی
کہ اپنے وقت کا نوشیروان تھا

ہوئی جب بند آنکھ اُس قدردانکی
سیہ تب آنکھ مین میری جہان تھا

پڑی تھی گرچہ مجھپر یہ مصیبت
مگر اللہ مجھپر مہربان تھا

جو اورنگ زیب نے پائی حکومت
تو میرا حسن جب تک ایکسان تھا

گذرتا بس گیا جون جون زمانہ
تو میرا دن بہ دن وقت زیان تھا

اک عرصے تک غرض یونہی رہی مین
میرا جو حال تھا سب پر عیان تھا

محمد شاہ کا جب وقت آیا
تو میرا رنگ پہلا سا کہان تھا

ہوئی ایرانیون کی جب چڑھائی
میرا برباد سارا خانمان تھا

رہا جو حسن وہ نادر نے لوٹا
ہر آئینہ جو کچھ مجھپر عیان تھا

میرے پیارون پہ پھر تلوار کھنچی
ہر اک مقتول قتل ناگہان تھا

رگ گل پر جہان آئی نہ جو کھون
وہین اک خون کا دریا روان تھا

بلا کا واقعہ یہ پیش آیا
ہر اک انگشت حیرت در دہان تھا

جسے کہتے تھے پایہ تخت دہلی
اُسی پر یہ مصیبت کا سمان تھا

ہوئے جب شاہ عالم جلوہ افروز
حکومت مین میری ہندوستان تھا

ہوئی جب سلطنت یورپ کی مجھمین
تو مجھکو اپنی زینت کا گمان تھا

میری ملکہ نے کی دنیا سے رحلت
تو مجھپر یاس کا عالم عیان تھا

شہ ایڈورڈ نے جب مجھکو چھوڑا
میری آنکھون سے اک دریا روان تھا

اگر دربار اکثر یہان ہوئے تھے
ہوا ہر قسم کا سامان یہان تھا

قدم رنجہ ہوا ہر اک گورنر
ہجوم والیان وراجگان تھا

مگر کب سیر چشمی مجھکو ہوتی
میرا تو دوسرا ہی کچھ گمان تھا

شرف مجھکو قدوم شاہ سے ہو
یہی مطلب یہی میرا گمان تھا

لو اب اللہ نے وہ مجھکو بخشا
جو میرا مدعا میرا گمان تھا

سُنی تھی جب سے مین نے آمد شاہ
تو ہر دم لفظ آمین ورد زبان تھا

مگر اب دیکھ لین سب میری نگہت
ہاں اب کیا اور پہلے کیا سمان تھا

وہی انداز جو میرا کبھی تھا
وہی منظر جو پہلے جانستان تھا

میرے پیارے کو آنے تو یہان دو
کہونگی پھر کہ یہ عالم یہان تھا

مجھے دین سرفرازی جارج پنجم
بھلا میرا مقدر یہ کہان تھا

سدا مہکے گُل اقبال یورپ
ہمیشہ سے یہی میرا بیان تھا

یہ پڑھ کر بزم سے اُٹھو جو اشہر
تو سب کہنے لگے جادو بیان تھا

تیسرا باب

دہلی کا عظیم الشان منظر

جہان تک تاریخ شہادت دیتی ہے کسی مرزوبوم یا کسی ملک مین ایسا نہین ہوا یہ بالکل ایک پہلی مثال ہے اور اس سے دوربین نظرین اور روشن ضمیر لوگ صدہا نتائج مرتب کر سکتے ہین۔ دہلی مین بیشک غیر ممالک کے بادشاہ آئے اُسے فتح کیا اسپر حکومت کی اور آخیر اس گردونگار مین جا ملے۔ جس مین ان سے پہلے مل چکے تھے۔ مگر جو سلطان یا جو شاہ آیا اول تو وہ مشرق ہی سے آیا۔ خواہ عربی ہو یا تاتاری۔ مغل ہو یا ترکی مگر خون آشام

تلوار اپنے ہاتھ میں لے کے آیا صلح۔ آشتی۔ محبت اور رحم کے ساتھ کسی نے اس مقومی
یعنی سرزمین ہندوستان کیطرف مراجعت نہیں کی بلکہ ہر ایک کی آمد انسانی کرب بلا
مصائب بربادی۔ آفات اور ہلاکت کے ساتھ ہوتی خون کے دریا بہ گئے۔ خاندانون
اور خانوادون پر پانی پھر گیا۔ بڑے بڑے شجاع اور بہادر موت کے گھاٹ اُتار دے
گئے۔ ہزارون لاکھون عورتیں رانڈ اور بچے یتیم ہو گئے۔ غرض کسی غیر شاہ کا ہندوستان
میں آنا قیامت سے کم نہیں ہوا۔ مشرقی شعرا معشوق کی آمد کو قیامت سے کم نہین بتاتے
یہ خیال ان کا ممکن ہے کہ انہیں کی ذات کے لیئے موزون ہو۔ اور ان کے معشوق
کے آنے سے انہین پر قیامت برپا ہو جاتی ہو۔ مگر سچی بات یہ ہے کہ کسی بیرونی شاہ
کا ہندوستان مین قدم رکھنا واقعی قیامت بنجاتا تھا۔

مگر اس وقت زمانہ بالکل پلٹا کھا چکا ہے نئی اُمنگین پیدا ہو رہی ہیں۔ جدید جذبات
کا اُبھار ہے۔ نیک اور مبارک شوق مفید ولولے اور پاکیزہ مذاق نیا جنم لے رہے ہین
آزادی اور راحت کی دونڈی گھر گھر پٹ رہی ہے۔ بجائے اسکے کہ جدید شاہ کی آمد
ہندوستان مین زلزلہ ڈالدے گھر گھر خوشی منائی جا رہی ہے۔ چھیاسٹھ کروڑ آنکھین
شوق اور بیتابی کے ساتھ دہلی مبارک دہلی معزز و مکرم دہلی اور شریف دہلی کی طرف
اُٹھ رہی ہین۔ اور ان چھیاسٹھ کروڑ آنکھون کی ٹکٹکی بندھ رہی ہے۔ محض اسلیئے
کہ انگلستان۔ آئرلینڈ۔ اسکوٹ لینڈ۔ چین ماچین۔ افریقہ۔ اسٹریلیا۔ اور ہندوستان
وغیرہ کا شہنشاہ اس میں جلوہ افروز ہے۔ اور محض اپنی رعایا کو برکت دینے اور
ان کے دلون کو مسخر کرنے کے لیئے آیا ہے۔ ہندوستان اس تاجپوشی کی رسم سے
پہلے بھی اس کا تھا۔ اور اب بھی اس کا ہے۔ مگر تاجپوشی کی رسم پوری کرنے
سے بعد اس لاثانی شہنشاہ نے اس ادعا کا عملی ثبوت دیدیا کہ انگلستان کے
تاج کے کل جواہرات مین اگر کوئی قیمتی جواہر ہے تو وہ ہندوستان ہے اس سے

زیادہ وقعت ہندوستان کی اور نہیں ہو سکتی۔ بڑے بڑے عظیم الشان ممالک کا ہندوستان کے آگے کچھہ خیال نہ کیا گیا۔ اور باوجود اس کے کہ لندن پایۂ تخت انگلستان مین تاجپوشی کی رسم ادا ہونے پر بھی ہندوستان مین اسکی تکمیل کی ضرورت پڑی آج سے ہندوستانی اس بات کو اچھی طرح سمجھہ لین کہ ان کی وقعت شہنشاہ کی نظرون مین کتنی ہے۔ اور شہنشاہ انہیں کتنا عزیز سمجھتا ہے۔ اس سے کل غلط فہمیان مٹ جائینگی کہ انگلستان کے وزرا ہندوستان کو کچھہ مال ہی نہیں سمجھتے۔ اسلیئے پارلیمنٹ مین اسکا بہت کم ذکر ہوتا ہے۔ اس بر اعظم کی باگ ایک وزیر اُسکے جلسہ وزرا، کو دے رکھی ہے۔ باقی اسکی کوئی پروا نہیں کیجاتی یہ سب خیالات حرف غلط کی طرح مٹا دیئے گئے۔ اور فی الواقع اس دربار تاجپوشی سے نقش بر آب ہوگئے۔ مشرق اور مغرب میں جو تباین کلی تھا اور ایک بڑی گہری کھاڑی حائل تھی جس نے دونون کو بالکل جدا جدا کر رکھا تھا آج وہ دونون ایک ہو گئے۔ اور زبان حال سے مشرق اور مغرب کا معانقہ صاف طور پر گویا ہے ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تاکس نہ گوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

اس شاہانہ تاجپوشی نے اس بات کو ثابت کر دیا کہ انگریزی قوم کے مقاصد اور قسمتیں ہندوستان کے ساتھہ ایسی ہی وابستہ ہین جیسے کہ ہندوستان کے مقاصد اور قسمت انگلستان کے ساتھہ وابستہ ہین۔ اب کچھہ بھی مغائرت نہین رہی آج ایک عرصہ دراز اور مدید مدت کے بعد مشرق و مغرب عملی طور پر گلے ملے ہین اور یہ گلے ملنا یا قرآن السعدین جیسے دونون کے لیئے مبارک ہے۔ اسی قدر دونون کی زندگی بھی ہے۔

مگر اس عرصہ مین یعنی قیام سلطانی مین کیا کیا ہوا۔ کیسے کیسے حیرتناک دلچسپ کرنے والے تماشے دیکھے گئے۔ جلوس کی کیفیت اور اسکا جاہ و جلال دربار تاجپوشی

کا عجیب و غریب منظر اور شاہی میلہ کا ہجوم اور حیرت انگیز لطف۔ صدہا مردانہ اور سپاہیانہ کھیل تماشے تمام دنیا کے آدمیون کا مجمع۔ جرمنی۔ فرانسیسی۔ امریکی۔ اطالی۔ پرتگیزی۔ بلجی۔ اسپینی۔ افریقی۔ بربری۔ عربی۔ رومی۔ شامی۔ چینی۔ ایرانی۔ تبتی۔ برہمی۔ غرض دنیا کی کل قومون کے افراد کا ایک جگہ جمع ہونا یہ ایسا حیرتناک منظر تھا جسے المپس کے تمام یونانی دیوتا مشرق کے کل جنات اور چین کے سارے جادوگر معہ الف لیلہ کے جن کے پیدا نہیں کر سکتے یہ اس شہنشاہ بحر و بر یعنی جارج پنجم کی لاثانی قوت اور بے نظیر ہر دلعزیزی کی ایک جیتی جاگتی نظیر ہے۔ یہ منظر صدیون تک یادگار زمانہ رہے گا۔ ہماری آیندہ نسلین صدہا کتابین اسکے لیے تصنیف کرینگی۔ صدہا برس تک بطور تمثیل کے تاریخون مین یہ تاجپوشی درج کیجائے گی۔ اسپر بحثیں ہونگی ہزارون نتیجے مرتب ہونگے۔ اور جب انگلستان اور ہندوستان کا نام آئیگا۔ تو یقیناً اس تاجپوشی کے دربار کا ذکر تازہ ہو جائے گا۔ نہ ہم ہونگے اور نہ یہ زمانہ مگر نسلاً بعد نسل یہ ذکر جاری رہیگا۔ اور روز بروز اس کی یاد تازہ ہوتی جائے گی۔ ہمارا شہنشاہ کتنا خوش قسمت اور زور آور ہے کہ اُسنے نہ صرف ہندوستان کی بلکہ تمام دنیا کی آنکھیں اپنی طرف پھیر لی ہین اور یہ پہلا سلطان ہے جس نے ایسی حیرت انگیز کارروائی کی اور ایک ہی تاریخ مین تمام دنیا کی آنکھیں اپنی طرف پھیر لین۔

ایشیا۔ کی طبیعت مین خدا نے شاہ پرستی رکھی ہے۔ گورنمنٹ سے چاہے اُنھین کیسی ہی شکایتیں ہون۔ سرکار سے مقابلہ کرنے کو خود ہی رام بھی پیدا ہو جائیں مگر جہان بادشاہ کا نام آیا۔ ہر شخص کے دل مین سچی عقیدت اور فدایانہ محبت جوش زن ہو گئی۔

ہندوستان کے ہر فرقہ ہر طبقہ اور ہر آدمی نے عمر بھر کی کاوشیں رنجشین بھلا کر جس یکدلی اور خلوص سے اپنے قیصر کا خیر مقدم کیا ہے۔ اُسکی مثال ہندوستان تو کیا دنیا

مین نہ ملے گی۔ عام طور پر جب گورنمنٹ کسی سرکاری تقریب کے لیئے دھوم دھڑکا کرنا
چاہتی ہے اور رعایا سے غیر معمولی رونق دلوانا چاہتی ہے تو جاننے والے جانتے ہین
کہ کس قدر جبر و تعدی سے کام لیا جاتا ہے۔ مگر ہز مجسٹی کے خیر مقدم کی شان و شوکت
جو کچھہ رعایا نے کی وہ محض خلوص دل سے۔

دہلی بیشک عروس البلاد ہوگی۔ مگر نہ آنکھون نے دیکھی اور نہ کانون نے سُنی
ہم نے جو دہلی کو دیکھا تو گویا ایک دُلہن ہے۔ جو عین عالم شباب مین بیوہ ہو گئی اور
اپنا بناؤ سنگار اُتار دیا۔ لیکن رعایا نے اپنے بادشاہ کے خیر مقدم مین دہلی کو
پھر سولہ سنگار سے آراستہ کر دیا۔ اور جس طرف سے جلوس کا گذر تھا۔ وہ دو طرفہ
نہایت تکلف سے آراستہ کیا گیا تھا۔ مکانون پر انگریزی جھنڈے رنگ برنگے پردہ
اڑ رہے تھے۔ خوشنما سنہری حروف مین خدا بادشاہ کو سلامت رکھے یا شہنشاہ
سلامت رہین۔ جامع مسجد کے شرقی اور جنوبی اور شمالی دروازون پر پڑے ہوئے
سنہری حرفون مین خوش آمدید بہت دور سے رونق دے رہا تھا۔ سچ تو یہ ہے
کہ دہلی کی یہ سجاوٹ اور آئینہ بندی ایک تاریخی یادگار رہے گی۔

بازارون کی یہ حالت تھی کہ ان مین پیدلوں اور سوارون کے ہجوم کی وجہ سے راستہ
چلنا لفظاً و معناً دشوار ہو گیا تھا۔ پندرہ پندرہ منٹ اور آدھ آدھ گھنٹہ تک گاڑیان
رُکی رہتی تھیں۔ اِس قدر گاڑیان اُس وقت دہلی مین چل رہی تھیں کہ اگر چند منٹ کے
لیئے ایک گاڑی رُک جاتے تو اُسکے پیچھے گاڑیون کی قطار جمع ہو جاتی تھی۔ مگر اس
وقت موٹر کارون کی بن آئی تھی۔ وہ کسی کے وہم و گمان مین بھی نہ تھا۔ اندازہ کیا جاتا
ہے کہ پانچہزار موٹر کار سے کم اِس موقع پر دہلی مین جمع نہ ہوئے ہونگے کہین کہین
تو دس دس بیس بیس موٹر کار گزرنے کے بعد ایک آدھ گھوڑا گاڑی بھی نظر آجاتی تھی۔
جو خوش نصیب لوگ یہان موٹر کارون سے مستفید ہو کر آئے تھے۔ وہی وقت اور کام

کی پابندی کرسکتے تھے۔ اور بعض سڑکون کے چوکون پر دونون طرف گزرنے والی سواریون کا اتنا ہجوم ہوتا تھا کہ موٹر کارون کو بھی کئی کئی منٹ تک کھڑا رہنا پڑتا تھا۔

انداز کیا جاتا ہے کہ دربار کے موقع پر دہلی میں آٹھ دس لاکھ سے کم آبادی نہوگی خاص شہر پناہ کے اندر جس قدر آبادی ہے۔ اوس سے سہ چند لوگ سمائے ہوئے تھے شہر والون نے حتی المقدور مکان کرایہ پر دینے میں کمی نہیں کی۔ مگر بعض لوگون نے مکانات کا اس قدر زیادہ کرایہ حاصل کرنا چاہا کہ عین وقت تک اون کو کرایہ دار نہ ملے۔ اور اکثر مکان خالی پڑے رہے۔

ہم اپنے ناظرین کو قبل اس کے کہ کیمپون کا نظارہ دکھائیں پہلے ورود قیصری اور جلوس کی سیر کرانا چاہتے ہین۔ اور موافق پروگرام کے ہر روز کی کاروائی سلسلہ وار دکھانا چاہتے ہیں۔ کیمپون کی تیاری کا حال سب سے بعد لکھیں گے۔

دربار دہلی کا پروگرام

دربار دہلی کا پروگرام اطلاع عام کے لیئے شایع کیا جاتا ہے کہ کون تقریب کس تاریخ عمل میں آئی۔ اس سے کتاب کا لطف پورا حاصل ہوگا۔

۷ دسمبر جمعرات۔ جلوس قیصری صبح ۱۰ بجے (۲) تیسرے پہر تین بجے سے ۴ بجے تک والیان ریاست سے قیصر ہند کی ملاقات۔

۸۔ دسمبر جمعہ صبح کے ساڑھے دس بجے سے ایک بجے تک والیان ریاست سے ملاقات تین بجے ۴۰ منٹ پر ہز امپیریل میجسٹی اڈورڈ ہفتم آنجہانی کے میموریل کی تختی کے افتتاح کی رسم قیصر ہند نے ادا فرمائی۔ شب کو ۸ بجے قیصر و قیصرہ ہند کی طرف سے شاہی دعوت۔

۹- دسمبر ہفتہ صبح ساڑھے گیارہ بجے سے ڈیڑھ بجے تک والیان ریاست سے ملاقات۔ ساڑھے تین بجے۔ پولو ٹورنمنٹ کی آخری بازی۔ اور فٹ بال ٹورنمنٹ کا افتتاح۔

۱۰- دسمبر اتوار صبح ساڑھے دس بجے ملٹری کیمپ میں شاہی نماز۔

۱۱- دسمبر پیر صبح ۱۱ بجے فوجوں کو پولو گراونڈ مین جھنڈے تقسیم کئے گئے ساڑھے تین بجے پولو کا افتتاح۔

۱۲- دسمبر بروز منگل دوپہر ٹھیک بارہ بجے دربار قیصری۔ ۸ بجے رات کو شاہی دعوت اور ملاقات۔

۱۳- دسمبر۔ بدھ ۱۰ بجے ۴۵ منٹ پر والنیٹر افسران اور دیسی فوجی افسرون کی شاہی کیمپ مین قیصر ہند سے ملاقات۔ ساڑھے تین بجے قلعہ معلے دہلی میں گارڈن پارٹی۔

بادشاہی میلہ اور قیصر ہند کے درشن

جلوس علماء و مشائخ۔

جلوس اہل ہنود۔

دنگل کشتی۔ ہاتھیون اور مینڈھون کی لڑائی و دیگر کھیل تماشے۔ آتشبازی و شب کی روشنی جو سارے شہر اور سارے کیمپون میں کی گئی۔

۸ بجے شاہی دعوت قلعے مین۔

۱۴- دسمبر جمعرات۔ ساڑھے دس بجے فوجون کا جائزہ۔ ساڑھے تین بجے ہاکی ٹورنمنٹ کا افتتاح۔ ساڑھے نو بجے رات سے تقسیم خطابات۔ وتمغہ جات۔

۱۵- دسمبر جمعہ۔ پولو گراونڈ میں پولس کے جوانون کا معائنہ ۲ بجے جنگی ٹورنمنٹ دوڑیں ۵ بجے افتتاح سنگ بنیاد گورنمنٹ ہوس ۹ بجے شب کو مکہ زنی یعنی باکسنگ ٹورنمنٹ کا خاتمہ۔

۱۶- دسمبر۔ ہفتہ۔ قیصر و قیصرہ ہند کی روانگی۔ امپریل دہلی سے

ملک معظم شہنشاہ ہند کی موٹر کا
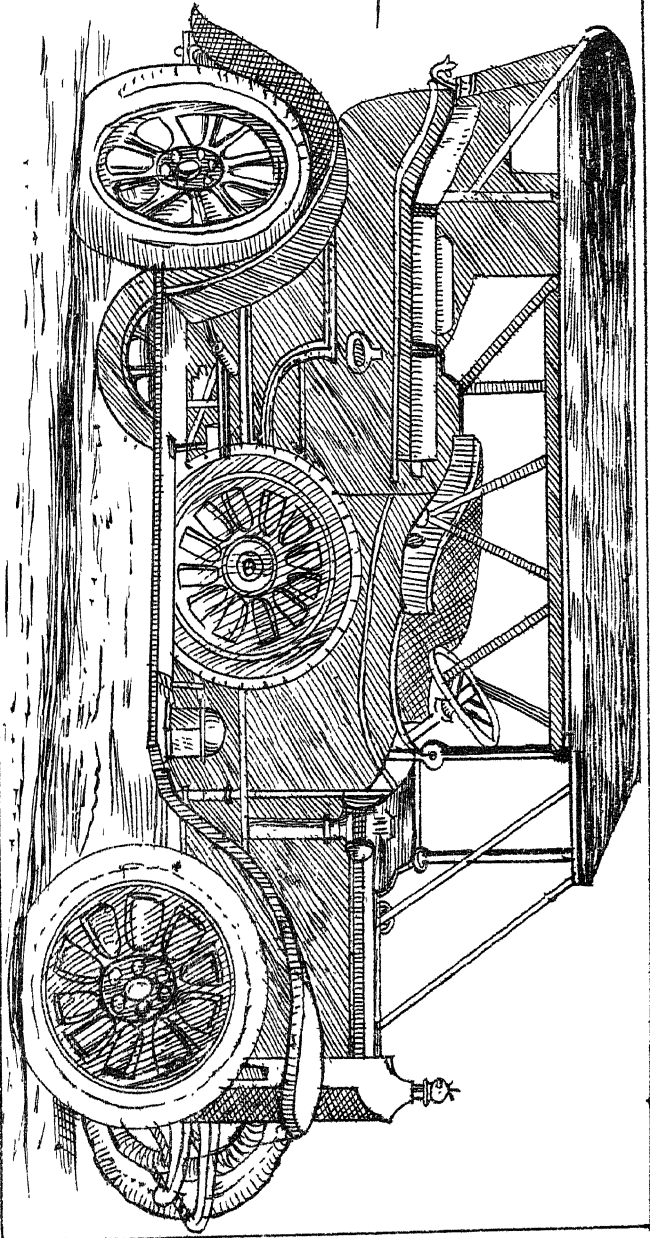
ورودِ قیصری

اور

شہنشاہی جلوس

وقت ۸ بجے صبح مطلع بالکل صاف برفی ہوا کے جھکڑ جو ۵ تاریخ چل رہے تھے اور جس سے ہاتھ پیر ٹھٹھرے جاتے تھے مطلق نہ تھے۔ سکون اور خاموشی کُرہ باد پر چھایا ہوا تھا۔ گرد وغبار کا کہین نام ونشان نہ تھا۔ سارے شہر اور اُسکی آبادی مین ایک لطف آرہا تھا۔ ۶ تاریخ شب بھی عجیب لطیف شب تھی قریب قریب کُل کیمپون اور شہر مین رتجگاہ ہورہا تھا۔ لوگ جوق جوق برآمدون کی تلاش مین ادہر اُدہر پھر رہے تھے نشستون کے ٹکٹ خرید رہے تھے۔ ٹکٹ بیچنے والون کے دماغ آسمان پر تھے وہ سیدھے منہ بات بھی نہ کرتے تھے۔ ادہر خریداران ٹکٹ پلے پڑتے ہین۔ اور اُدہر ٹکٹ فروش ہین کہ رخ نہیں کرتے۔ اور اگر بات کرتے بھی ہین تو اس قدر کہ حضرت جلدی ٹکٹ لیجئے پھر جگہ نہ ملے گی۔ سامنے کی کرسیون کے دس۱۰ روپیہ گدے والی بنچون کے بیس ۲۰ روپیہ۔ اور پہلو والی کرسیون کے پانچ پانچ روپیہ۔

جامع مسجد کے گرد کوٹھون پر اور برآمدون کے نیچے ٹھٹ کے ٹھٹ آدمیون کے پھر رہے ہین۔ اور سب یہی پوچھتے پھرتے ہین کہ کونسا کوٹھا خالی ہے بغرض یہ ہے کہ جتنے کوٹھے اور بلند مقامات اب تک خالی پڑے ہوئے تھے ۶ کی شب کو سب رُک گئے۔ بات یہ ہو کہ لوگون کو اس کا علم نہ تھا کہ عام طور پر لوگ اپنے شہنشاہ کا جلوس بآزادی بلا روک ٹوک دیکھ سکیں گے۔ ورنہ جتنے ٹکٹ مختلف مقامات کے فروخت ہوگئے وہ بھی نہ ہوتے۔

پولس لین سے لگاکے فتحپوری ۔ چاندنی چوک ۔ اور پھر ڈفرن اسپتال
سے لگاکے جامع مسجد اور اُس کے سامنے والی پریڈ کی نشستون کی بھی یہی کیفیت تھی
کہ لوگ گرے پڑتے تھے اور ٹکٹ خرید رہے تھے ۔ اِس پر بھی جیسا ٹھیکہ دارون کا
خیال تھا ٹکٹ فروخت نہیں ہوئے ۔ سعادت خان کی نہر سے لگاکے جامع مسجد
تک ہزارون نشستیں خالی تھیں ۔ اور عین جلوس کے موقع پر اخیر مقامی افسرون نے
انپر بلاٹکٹ بیٹھنے کی اسلیئے اجازت دیدی تھی کہ خالی جگہ بُری معلوم ہورہی تھی ۔
کمیٹی جامع مسجد نے اگرچہ سیڑھیون کا ٹھیکہ سولہ ہزار چھ سو روپے میں دیدیا
تھا ۔ مگر اندر کا سارا حصّہ جس میں سیڑھیون سے دہ چند زیادہ آدمی آسکتے ہیں عام مسلمانون
کے لیئے مسٹر بیرن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر کے حکم سے خالی بلاقیمت رکھا تھا ۔
کمیٹی نے ٹکٹ چھپوا لیئے تھے ۔ انکی تعداد نہیں معلوم کہ ہزار تھی دو ہزار تھی یا اس سے
زیادہ تھی ۔ وہ ٹکٹ بلاقیمت کمیٹی کے ممبرون نے سو سو پچاس پچاس اپنے خاص
خاص احباب کو دیدئے تھے کہ تم تقسیم کردو ۔ اور اون سے رجسٹر پر دستخط لے لیئے
تھے ۔ اِن ٹکٹون سے مطلب یہ تھا کہ ہماشما بیلڈ فار کرکے اندر نہ چلے آئین اور زیادہ
مجمع سے پریشانی نہ بڑھے ۔ یہ خیال بہت ٹھیک تھا مگر مشکل یہ تھی کہ ہر شخص کی
دلی آرزو تھی کہ میں اپنے شہنشاہ کا دیدار دیکھون ۔ اور یہ بھی نا ممکن تھا کہ ہر شخص
کو جامع مسجد کا ٹکٹ مل سکتا ۔ یا وہ خرید سکتا ۔ مگر خداوند تعالےٰ نے ایسے سب
آدمیون کی دلی مراد پوری کردی یعنی علی الصباح ہزارون آدمیون کا ایک
جم غفیر جامع مسجد کی سیڑھیوں پر جمع ہوا ۔ اور یہ وہ غول تھا جسکے پاس ٹکٹ نہ تھے
اِس غول کے آگے ٹکٹ والی جماعت تھی ۔ دربان ٹکٹ دیکھ دیکھ کے اندر جانے
دیتا تھا ۔ جب زیادہ ہجوم ہوگیا تو دروازہ بند کردیا گیا ۔ تھوڑی دیر کے بعد کسی ضرورت
سے کھولا گیا ۔ تو پھر کیا دروازہ بند ہونا تھا ۔ اِس زور کا ریلا چلا کہ پناہ خدا کی آدمی

پر آدمی گرنے لگا۔ کئی لڑکے پاؤں کے نیچے دب گئے مگر خیر ہوگئی کہ کسی کے زیادہ چوٹ نہیں آئی۔ ہزاروں آدمیوں کا مجمع بھلا دس پانچ پولسمین کیا انتظام کر سکتے تھے۔ ہزاروں آدمی ٹکٹ اور بغیر ٹکٹ سب جامع مسجد کے اندر داخل ہو گئے۔ اور بہت سے شرفاء پولس کے ڈنڈوں کی زیر مشق بنے۔

لوگ ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر دہلی کو دل سے دعا دے رہے تھے کہ صرف ان ہی کی توجہ سے ہم نے آزادی سے بلا کسی خرچ کے جامع مسجد جیسی محفوظ اور شاندار عمارت سے اپنے بادشاہ کے دیدار کا نظارہ کر لیا۔ شب ایسی گذری جیسی عید کی رات گزرتی ہے۔ اس رات جس کی صبح عید کی صورت دکھاتی ہے۔ عجیب چہل پہل اور جاگ گھروں میں رہتی ہے۔ اس سے زیادہ کیفیت جلوس والی شب کی تھی۔ کہ لوگ ۲ بجے رات سے جامع مسجد کے اندر جا بیٹھے تھے۔ جنکے پاس ٹکٹ تھے یا کسی ملاقاتی کے ذریعہ سے۔ اور جن کے پاس ٹکٹ نہ تھے وہ سامنے پریڈ کے میدان میں زمین پر صفیں بنائے بیٹھے تھے۔ اور اپنے پاس خورو نوش کا سامان بھی لیتے آئے تھے۔ جامع مسجد کے گرد کے مکانوں کی یہ کیفیت تھی کہ کسی محلے کی چھت خالی نہ ہوگی۔ جو عورتوں سے بھری ہوئی نہ ہو۔ ہر محلہ میں رات بھر ڈولیاں اوتری تھیں۔ سوائے جامع مسجد کے میدان کے اور کہیں سے عمدہ نظارہ سواری کے دیکھنے کا نہ تھا اسی وجہ سے کیا عورت کیا مرد سب اسی طرف چلے آرہے تھے رات بھر یہی کیفیت رہی تھی۔ کہاروں نے اس شب بیس بیس روپیہ سے کم پیدا نہیں کئے۔ میرے سامنے رات کے ایک بجے ایک سواری نے ڈولی کا کرایہ چاندنی چوک سے جامع مسجد کا عہ دیا۔ اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ کیا حالت ہوگی لوگ علی الصباح سات بجے اور آٹھ بجے سے نکل کھڑے ہوئے تھے کہ کہیں راستے نہ رُک جائیں۔ حالانکہ انسپکٹر جنرل پولس پنجاب نے جیسا کہ سُنا گیا تھا یہ اعلان

دیدیا تھا کہ ساڑھے ۹ بجے راستے بند ہو ن گے مگر لوگ شوق جلوس میں بیتاب سویرے ہی سے نکل کھڑے ہوئے
تھے کیونکہ پونے دس بجے کے قریب آدمیون کا سمندر چارون طرف لہریں مار رہا تھا ٹکٹ فروشوں کے
شتر غمزے خواب خرگوش میں پڑے ہوئے خرّاٹے لے رہے تھے۔ وہ ٹکٹ جنکی قیمت دس دس روپے
مانگی جاتی تھی آٹھ آٹھ آنے کو نہیں خرید تا تھا اور لوگ شہنشاہ ذی جاہ کو دل سے دعا دے رہے
تھے کہ کچھ روک ٹوک ہی نہ تھی جسکا جی چاہے مقررہ مقامات پر علاوہ شاہراہون کے آزادی سے
کھڑا ہو کے دیکھے جسطرف نظر جاتی تھی آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے جامع مسجد کے اندر کے دالان اور دالانون
کی چھتون اور تینوں طرف کے برج لبالب آدمی ہی آدمیون سے لبریز نظر آتے تھے۔ پھر جامع مسجد کے
اردگرد کے دو منزلہ اور سہ منزلہ کوٹھونکی یہی کیفیت تھی کہیں تل رکھنے کو جگہ نہ تھی۔ قلعہ کے بائین
میں مغربی رخ مدرسے کے طلبہ اور تماشائیون سے لبالب بھرا ہوا تھا۔ پریڈ کے میدان کی سڑک کے
علاوہ کل پشتے۔ سموسے اور چٹان اور میدان آدمیون سے بھرے ہوئے تھے کسی قسم کی روک
ٹوک مطلق نہ تھی۔ پولس کا انتظام بہت اعلیٰ درجہ کا تھا۔

فوجین دور دیہ گوردن اور کالون کی صف بستہ تھین سوارون کے پرے۔ پیادہ فوجکی صف بندیان
طرح طرحکی وردیان چمکتے ہوئے ہتھیار مصفا بندوقین ایک عجیب کیفیت پیدا کر رہی تھین۔ جدہر نظر
اٹھاتے شاہراہون پر دو طرفہ فوج ہی فوج نظر آ رہی تھی۔ ان سب مین گھگر یا پلٹن سب سے زیادہ
خوشنما معلوم ہوتی تھی۔ سپاہیون کے سرخ سرخ چہرے۔ سپاہیانہ تیور۔ شجاعانہ آن بان اور دلیرانہ
طرز و انداز انگریزی قوت کا نقشہ ناظر کی نظرون مین کھینچ رہا تھا۔ اُسوقت ہزارون لاکھون کان تو پون
کی آوازون کا انتظار کر رہے تھے کہ کب شاہ سلیم گڈہ کے اسٹیشن پہنچیں اور کب توپونکی سلامی اُتاری جائے۔
شہنشاہ کے ورود کا نظارہ کرنے سے پہلے آپ سلیم گڈہ اسٹیشن کی اور سیر کر لین تا کہ آپ کی واقفیت
تقریبات دربار مین کوئی کمی نہ رہ جائے۔ یہان بھی فوج ایک کھلے میدان مین صف بستہ تھی۔ فوج کا
منہ اسٹیشن کی طرف تھا تمام اسٹیشن پر سُرخ رومی بانات کا فرش ہو رہا تھا۔ اس باناتی فرش کے
قریب برک تار کا شاہی گارڈ آف آنر کھڑا کیا گیا تھا۔ اسکے پیچھے سمت راست کے تر ادیون مین

جتنی رجمنٹین دہلی مین آئی تھین انکے دستے صف باندھے ہوئے ایستادہ تھے انکی رنگا رنگ کی وردیون نے ایک باغ کھلا رکھا تھا۔ فوجی دستون اور رسالون کی سرخ وردیان۔ توپخانہ والونکی نیلی اور سوارون کی سبز وردیون کی لہرون نے ایک عجیب سمان باندھ دیا تھا۔ پھر گورکھون اور والنٹریون کی خاکی وردی نے تو گویا ان سب رنگون پر نفیس سنجاف کا کام کیا تھا پیدلون نے کندھون پرسے اپنی بندوقین اُتار کر زمین پر ٹکا دی تھین اور سوار گھوڑون سے نیچے اُتر آئے۔

ان کے پیچھے قدیم بہادر اپنے اپنے تمغے آویزان کئے ہوئے شان وشوکت کے ساتھ کھڑے کئے گئے تھے۔ ان مین بہت سے بہادر دیسی اور انگریز جنھون نے غدر ۱۸۵۷ء مین داد مردانگی دی تھی پر اجمائے ہوئے اپنے شہنشاہ کا شوق انتظار کر رہے تھے۔ ان کی ڈاڑھیان اور سر بال معہ بھوؤن اور پلکون کے سفید گالا سے ہوگئے۔ یہ لوگ اپنی اُسی پرانی وضع کی وردی پہنے ہوئے تھے۔ اسمین شک نہیں یہ بہادر سپاہی سب سے زیادہ خوش ہونگے۔ کیونکہ وہ دل مین خیال کرتے ہونگے کہ ہم ہی نے یہ شہر فتح کیا تھا۔ اور جس کے لیئے فتح کیا تھا۔ آج وہ شہنشاہ صلح اور امن کے ساتھ تشریف لا رہا ہے۔

اسکے بعد گورنر جنرل کی سرکردگی مین اعلیٰ عہدہ دار پہنچے والیسرائے کے ساتھ آپکی بیگم صاحبہ اور آپکی صاحبزادی تھین ہزایکسی لنسی فاختئی رنگ کا ریشمی سایہ زیب تن کئے ہوئے تھین جو تمام طلائی کام سے لپا ہوا تھا۔ ٹوپی بھی اعلیٰ درجہ کی تھی جو بہت ہی شاندار معلوم ہوتی ہی گردن مین بہت ہی خوشنما گلوبند پڑا ہوا تھا جسنے حسن کو دوبالا کر دیا تھا اسی طرح والیسرائے کی صاحبزادی نہایت عمدہ لباس مین تھین۔ دوسری طرف ہندوستانی اسٹاف بھی بہت ہی شاندار معلوم ہوتا تھا انگریزی افسر نیلی اور خاکی وردیون مین تھے۔ مہاراجہ سندھیا کی نیلی وردی زیادہ خوشنما اور نمایان تھی۔ امپیریل کیڈٹ کور کے سرپرتاب سنگھ سفید جبہ پہنے ہوئے تھے اور نیلی لنگی انکے سر پر بندھی ہوئی تھی کرنیل نواب محمد اسلم خان اپنی زرق برق وردی مین علیحدہ ممتاز تھے۔ نواب رامپور کی نیلی وردی تھی اور مہاراجہ بیکانیر کی سفید وردی تھی۔ کمر مین پیٹی اور سر پر لنگی بندھی ہوئی

تھی پلیٹ فارم پر مہاراجہ اودے پور بھی تھے۔

قلعہ کا دیوان عام

والیان ریاست نے اپنے قیصر کے خیر مقدم کے لیئے جو عالیشان شامیانہ دیا تھا اُس مین نہایت عمدہ ترکی قالین بچھا ہوا تھا اور رنگ برنگ کے پردہ ایسے خوشنما معلوم ہو رہے تھے کہ باید وشاید۔ ایک چھوٹا سا شامیانہ سامنے تھا۔ اور اُس سے بالکل ملا ہوا بڑا شامیانہ تھا جس مین قریباً ایک فٹ اونچا لکڑی کا چبوترہ سُرخ بانات سے ڈھکا ہوا رکھا تھا۔ اس چبوترہ یا تخت پر صدر مین دو زرنگار کرسیان قیصر اور قیصرہ کے لیئے رکھی ہوئی تھین اس تخت کی پشت پر چار فوجی افسر ایک سکھ۔ ایک ہندو اور دو مسلمان زرین وردیان پہنے اور طلائی مورچھل لیئے ہوئے۔ چوبدارون کی خدمت انجام دے رہے تھے۔ تخت کے سامنے ایک نعل نما فرش سُرخ بانات کا تھا۔ جس کا حاشیہ زردوزی تھا۔

اس حاشئیے کے اطراف مین وہ اول درجے کے والیان ریاست کھڑے ہوئے تھے جو بادشاہ کو سلام کرنے کے لیئے منتخب کئے گئے تھے۔ ساڑھے نو بجے تک والیان ریاست آ چکے تھے۔ حضور نظام نے اپنی آبائی متانت اور شاہانہ سادگی مین سب پر سبقت لی آپ صرف ایک زرین طرہ یا کلغی اپنی دستار مین لگائے ہوئے تھے۔ اور اُس کے سوا کوئی زیور یا جواہر نہ تھا۔ لباس نہایت سادہ سیاہ فراک اور پتلون تھا۔ جس مین کلابتو تھا نہ زرین فیتہ۔ ہز ہائینس کی اس سادگی کا ایسا اثر پڑا کہ ہر شخص ثناخوان تھا۔ ایک تو آپ فرمانروایان ہند کے آفتاب۔ اُسپر یہ سادگی۔ سب کی نگاہ آپ ہی پر پڑتی تھی۔ بلوچستان کے سردار اور خیبر و سرحد کے جرگے کے بڑے بڑے لوگ جو اس دربار کے لیئے خاص طور پر مدعو کیئے گئے تھے۔ حیرت اور اشتیاق سے پوچھتے تھے کہ نظام کون ہین اور جب یہ معلوم ہو جاتا تو حیرت سے کہتے تھے کہ یہ عمر اور بُردباری۔ مہاراجہ میسور اطلسی

قبا اور سفید پاجامہ پہنے ہوئے تھے۔ سبز پگڑی تھی جسپر ایک لچھا مروارید کا لپٹا ہوا تھا اور
گلے مین ایک بیش قیمت گلوبند جواہر تھا۔ مہاراجہ بہادر بڑودہ سفید انگرکھا غالباً ڈہاکہ کی
ململ کا پہنے ہوئے تھے۔ اور پگڑی مین ایک عمدہ طرۂ جواہر لگائے ہوئے تھے۔ مہاراجہ
کشمیر کا لباس بھی سادہ تھا۔ اور اُن کی بڑی بھاری ململ کی پگڑی یا صافہ پر طرہ بھی نہ
تھا۔ راجپوتانہ کے اکثر رجواڑے رنگا رنگ کارچوبی پوشاک سے آراستہ تھے مہاراجہ اندور
کا لباس بہت خوشنما تھا۔ اور مہاراجہ گوالیار کی جامہ زیبی نظرون مین کھبی جا رہی تھی دوسرے
رؤسا سب زرکار لباس پہنے کھڑے تھے۔ اور بعض نے تو ایسا بدنما اور رنگین لباس زیب
تن فرمایا تھا کہ بیساختہ امیر حبیب اللہ خان کا مقولہ یاد آتا تھا کہ ہندوستان کے والیان
ریاست زنانہ لباس کے سوا کوئی امتیاز نہین رکھتے۔ سب سے زیادہ دلچسپ لباس
شان اسٹیٹ کے رؤسا اور برما کے سردارون کا تھا۔ شان اسٹیٹ سلطنت برطانیہ کے زیر حفاظت
چند ریاستون کا مجموعہ ہے۔ جو سرحد چین پر واقع ہین۔ یہان کے سردار از سرتا پا سنہری
چغہ مین چھپے تھے۔ بالکل یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی حیدرآبادی دولھا طلائی خلعت پہنے
ہوئے ہے اُن کے سرون پر پگوڈے یعنی مندر کی شکل کی ایسی اونچی اونچی ٹوپیان تھین۔ اور ناک
نقشہ بالکل چینیون کا سا تھا۔ سرحدی جرگون مین بلوچستان کے سردار نہایت سادہ لباس
پہنے ہوئے بعض تو معمولی سفید یا گاڑھے کی بڑی پگڑیان اور ڈھیلے ڈھالے کرتے
پہنے ہوئے تھے ایک نوجوان رئیس کا کرتہ بھی اس قدر میلا تھا کہ شاید مہینون سے نہ بدلا گیا ہو
اگر اُن کے سینون پر۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ اور اسی طرح کے دوسرے اعلی انگریزی تمغے نہ
ہوتے تو کسی کو یہ خیال بھی نہ ہوتا کہ یہ شہنشاہ کے درباری ہین۔ انکی تعداد پچاس سے کم نہ ہوگی
اور سب پُرانی وضع کی توڑے دار بندوقین اور عباسی تلوارین لیئے ہوئے تھے۔ دو تین عرب
سردار بھی خلیج فارس سے آئے تھے جن مین سلطان لاہج نہایت شاندار تھے اور ان
کے سیاہ چغہ پر ایسی متانت برستی تھی جو رؤسا کے زرق برق لباس مین نہ تھی۔ ایک

عرب سردار جو کسی بڑے ملک کے فرمانروا معلوم ہوتے تھے۔ اپنی سادگی میں سب پر فوقیت رکھتے تھے
اُن کے سر پر عربی بالون کا چکر جو عرب پگڑی کی بجائے استعمال کرتے ہین رکھا ہوا تھا۔ اور عربی
وضع سے کمر مین جھبیہ یا خنجر وغیرہ باندھے ہوئے تھے جسکے چھپانے کے لیئے وہ ایک کمل کا ایک بڑا عربی جبہ
بھی پہنے ہوئے تھے۔ پائجامہ کے بجائے اونچی تہمد تھی۔ جس سے پنڈلیان نظر آرہی تھین۔ البتہ نعلین کے
بجائے اوسیوقت بوٹ پہن لیا تھا۔ اونھون نے قیصر کو سلام بھی عربی وضع سے کیا۔ نہ ہاتھ اُٹھایا
اور نہ جُھکے۔ صرف زبان سے آداب عرض کیا۔ سبسے زیادہ خوبصورت خورد سال مہاراجہ
جودھپور معلوم ہورہے تھے جنکی نفیس پوشاک اُن کے بوٹا سے قد پر بہت دلفریب معلوم
ہورہی تھی۔ ان کی عمر گیارہ بارہ برس کی ہے۔ چہرہ بدن سے صورت سے ذہانت اور متانت
کیا تھ سادگی اور بے تکلفی ٹپکتی ہے۔ یہ سفید چوڑیدار پائجامہ اور انگرکھا پہنے ہوتے تھے۔
مگر جب وہ قیصر کے سامنے پیش ہوئے تو گھٹنون سے نیچے کارچوبی خلعت پہن لیا تھا۔ نواب
رامپور بھی سرخ یونیفارم شاہی اے ڈی کانگ کا زیب بر کیئے ہوئے تھے سبسے خورد سال نواب
صاحب بھاولپور تھے جنکی عمر سات آٹھ سال سے زیادہ نہ ہوگی۔ مگر ان کا ڈریس نہایت
سادہ سیاہ رنگ کا تھا سیاہ پنجابی کوٹ اور سیاہ پائجامہ پہنے ہوئے تھے۔ ہین تو کمسن مگر
متانت اور آداب دربار مین بڑے بڑون سے کم نہ تھے۔ ہر مجسٹی کو جس سنجیدگی اور سلیقہ سے سلام کیا ہے
اُسپر اکثر لوگون نے تعریف کی۔ سلام کرکے جب وہ سیدھے ہاتھ کو جانے لگے۔ تو اتفاقیہ نہ خیال رہا کہ
کدھر جانا چاہیئے۔ اور یورپین افسرون کے حلقہ مین چلے گئے۔ مگر جب ایک افسر نے بڑھکر بتلایا
کہ ادھر سے تشریف لیجایئے تو بہت شائستگی سے اُس کا شکریہ ادا کیا اور چلے گئے۔

ایسے دربارون سے ایک عمدہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ رؤسا ایک جگہ باہم جمع ہوکر تبادلہ خیالات
کرتے۔ زمانہ کی روش اور باہمی حالات سے واقف ہوتے ہین۔ اور برٹش گورنمنٹ کے
اثرات و برکات سے متمتع ہوتے ہین۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ ہر چھوٹا سا راجہ اور والی
ملک خود مختاری کا دعویٰ رکھتا تھا اور اپنے ہمسایہ کا جانی دشمن تھا۔ ہر رجواڑہ

دوسرے رئیس کے خون کا پیاسا رہتا تھا۔ اور خونریزی ۔خانہ جنگی۔ اور تعاقب ہوا کرتی تھیں۔ اگر دو راجہ کہیں ملتے تھے۔ تو زیادہ تر میدان جنگ میں۔ اب برٹش گورنمنٹ کے پرتو سے ان میں ہندوستان کے مختلف اقطاع کے فرمانروا ایک پلیٹ فارم پر تشریف لاتے اور ایک ساتھ اُٹھتے بیٹھتے ہیں واقعی یہ دیکھکر بڑی خوشی ہوئی۔ کہ تمام والیان ریاست باہم نہایت ارتباط اور بے تکلفی سے ملتے تھے۔ ہمارے حضور نظام سے ملنے کے سب مشتاق تھے۔ اکثر رجواڑوں کو مدارالمہام بہادر نے لیجا کر حضور سے ملایا۔ اعلیٰ حضرت نے سب سے نہایت اخلاق اور بے تکلفی کے ساتھ گفتگو فرمائی۔ جس سے سب محظوظ ہوئے۔ حضور اور مہاراجہ میسور خاصکر اکثر ایک ہی جگہ کھڑے رہے مسٹر اوڈوائر سے ہز ہائیس نہایت گرمجوشی سے ملے۔ اور دیر تک باتیں کرتے رہے بیگم صاحبہ بھوپال سفید رنگ کا ریشمی برقعہ پہنے ہوئے جس پر تاج کی شکل کا سر کا لباس تھا۔ کرسی پر ایک طرف رونق بخش تھیں۔ ایک خاتون کو زمرۂ فرمانروایان ہند میں دیکھکر یہ ظاہر ہوتا تھا۔ کہ اس دیار کے طبقہ اناس میں بھی خدا نے بیدار مغزی اور فرمانروائی کی قوت عطا فرمائی ہے۔

برطانیہ کی عظمت اور شوکت بھی اسی وقت ظاہر ہوتی تھی۔ کہ دور دور دراز ملکوں کے عظیم الشان فرمانروا قیصر اعظم ہند کے سامنے سر جھکائے تشریف لائے تھے۔ اور اسکی دریا دلی بھی ظاہر ہوئی تھی۔ کہ ملک کا اتنا بڑا حصہ دیسی حکومت کے زیر نگین رکھا ہے اگر برطانیہ نے کچھ نہ سہی ان عناصر اضداد کو یکجہتی عطا فرمائی تو دنیا کا سب سے بہتر اور مبارک فرض ادا کیا۔

ساڑھے نو بجے کے قریب اُس آفیسر نے جو اسوقت انتظام کے لیے مقرر ہوا تھا۔ دربار کو بتلانا شروع کیا۔ کہ کس طرح درمیانی فرش کا حاشیہ چھوڑ کر دو طرفہ کھڑے ہوں اور بائیں ہاتھ والے یعنی جو قیصر ہند کے دست راست پر ہوں۔ وہ چبوترے کے

سامنے فرش پر کھڑے ہو کر تسلیم بجا لائیں۔ اور داہنے ہاتھ سے نکل کر چھوٹے شامیانے کے نیچے کھڑے ہوں۔ داہنے ہاتھ والے یعنی جو قیصر کے بائیں ہاتھ پر تھے۔ وہ اسی طرح سامنے آکر تسلیم کریں۔ اور بائیں طرف سے نکل جائیں۔ ماسٹر آف دی سری منی نے ساڑھے نو بجے سے ہی رؤسا کو کھڑا کر دیا تھا۔ اور چونکہ شاہ کے آنے میں بھی ذرا دیر تھی اسوجہ سے رؤسا کو عرصہ تک کھڑا رہنا پڑا۔ اول درجہ کے والیان ریاست سامنے قطاریں لگا کر کھڑے ہو گئے۔ اور دوم درجہ کے رؤسا دوسری قطار میں کھڑے ہوتے تھے ان میں اول نمبر مہاراجہ سرکشن پرشاد کا تھا۔ جو حضور کے بالکل پیچھے کھڑے ہوئے تھے اور دوسرا نمبر کرنل سر افسر الملک کا۔ بعد کو اور والیان ریاست تھے۔ تیسرا نمبر اول درجہ کے سرداروں کا تھا۔ دوسری قطار سے ذرا پیچھے ایک کونہ دفعدار میجر ازین وردی پہنے ہوئے گولڈ اسٹک جسپر پر ایک خوبصورت تاج بنا تھا کھڑا تھا۔ اتفاق سے یہ حیدر آباد کا رہنے والا تھا۔ سرداران بلوچستان اور رؤسا سندھ تخت کے داہنی طرف بیٹھے ہوئے تھے اور سرحدی صوبہ کے رؤسا تخت کے بائیں طرف بیٹھے تھے۔ اور اُن کے سامنے پولیٹیکل افسر اور شاہی اسٹاف کے لوگ کھڑے ہوتے ساڑھے نو بجے کے قریب تمام اعلیٰ حکام صوبہ و پولیٹیکل افسر کرنل اسلم خان و نواب صاحب رامپور اسٹیشن پر استقبال کے لیے چلے گئے۔ اور رؤسا نہایت اضطراب میں زبان حال سے یہ کہہ رہے تھے ؎

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ؎
کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ؎

ٹھیک دس بجے شہنشاہ ہند کی سفید رنگ کی ٹرین پلیٹ فارم پر آکے پہنچی شہنشاہ ہند اور شہنشاہ بیگم کی گاڑی ٹھیک اس شامیانے کے پاس جہاں رومی بانات بچھی ہوئی تھی آکے ٹھیری دروازہ کھلا شہنشاہ ہند جارج پنجم نے اپنی گاڑی سے نکل کے دہلی کی سرزمین پر قدم رکھا اعلیٰ حضرت فیلڈ مارشل کی وردی پہنے ہوئے تھے جو طلائی

احکام سے مزین ہو رہی تھی آپکا مبارک چہرہ خوشی سے شادان و فرحاں تھا۔ آپ کے تبسم سے آپ کا غیر معمولی اخلاق اور نرم دلی نمایاں تھی۔

آپ کے بعد ملکہ معظمہ نے سرزمین دہلی پر گاڑی سے قدم رنجہ فرمایا۔ آپ سفید ساٹن کا لباس زیب تن کئے ہوئے تھیں آپکے سائے ہیں نہایت اعلیٰ درجہ کا کام اور پھول بوٹے بنے ہوئے تھے جنکی زینت گارٹر اور کراؤن آف انڈیا کے تمغوں سے دوبالا ہوگئی تھی آپ کی ٹوپی پر نیلے پر لگے ہوئے تھے جو بہت ہی شاندار معلوم ہوتے تھے گورنر جنرل کی بیگم صاحبہ اور صاحبزادی نے آپکا استقبال کیا اور پھولوں کا ایک گلدستہ آپ کی نذر کیا اِس کے بعد ہزایکسی لینسی نے شہنشاہ ہند کی خدمت میں مفصلہ ذیل اعلیٰ عہدہ داروں کو پیش کیا۔ سرجان ہیوٹ کرنیل سرائے میک موہن۔ جنرل گرمس ٹن۔ کرنل واٹسن۔ جنرل برڈ وڈ جنرل کیری اور میلیس۔ ڈی سی کرنیل اسٹنٹ میجر منی۔ میجر اسٹاکلے۔ کپتان ہاک کرنیل برڈ۔ آئی۔ ایم۔ الیس میجر اونریل۔ ڈبلیو جی کیڈ یکن۔ کپتان اشبرنر۔ کپتان ہل۔ اور پھر دیسی شہزادے اور اُمرا انکے بعد پیش ہوئے انکے بعد مفصلہ ذیل حکام پیش ہوئے۔ گورنر بمبئی۔ گورنر مدارس لفٹنٹ گورنر پنجاب۔ کمانڈران چیف۔ لفٹنٹ گورنر بنگال۔ لفٹنٹ گورنر برہما۔ لفٹنٹ گورنر مشرقی بنگال اور آسام۔ لفٹنٹ گورنر صوبہ جات متحدہ چیف جسٹس بنگال۔ پھر ان کے بعد گورنر جنرل کے اکزیکیٹو کونسل کے ممبر پیش ہوئے۔ جو مفصلہ ذیل ہیں۔ انریبل سرگائی فلیٹ ووڈ ولس۔ آنریبل مسٹر جے ایل جین کنس۔ انریبل مسٹر آر ڈبلیو کارلائل۔ آنریبل مسٹر ایس ایچ بٹلر انریبل سید علی امام۔ آنریبل مسٹر ڈبلیو ایچ کلارک۔ ان کے بعد یہ عہدے دار پیش ہوئے بحری کمانڈر انچیف۔ جنرل افیسر کمانڈنگ جنوبی فوج چیف آف دی جنرل اسٹاف جنرل آفیسر کمانڈنگ شمالی فوج۔ ریذیڈنٹ میسور۔ ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ ایجنٹ گورنر جنرل سینٹرل انڈیا۔ ایجنٹ گورنر جنرل اور چیف کمشنر بلوچستان ریذیڈنٹ حیدر آباد۔ چیف کمشنر صوبہ جات وسطی چیف کمشنر اور ایجنٹ گورنر جنرل شمال مغربی

سرحدی صوبہ۔ جنرل آفیسر کمانڈنگ میرٹھ ڈویژن۔ سپرنٹنڈنٹ ریلوے بورڈ۔ ایڈ جوٹنٹ جنرل ہندوستان کمشنر دہلی۔

جب یہ سب لوگ پیش ہو چکے تو ملک معظم جارج پنجم سیڑھیوں سے نیچے اترے آپکی شاہی سلامی اتاری گئی۔ اور آپنے گارڈ آف آنر کا ملاحظہ فرمایا۔ اسکے بعد شہنشاہ ہندتین بوڑھے پنشن یافتہ فوجی افسروں کے پاس تشریف لائے جنمیں ایک انگریز اور دو ہندوستانی تھے ان کی ڈاڑھیاں سفید تھیں اور سب کے سینوں پر مختلف تمغے آویزاں تھے شہنشاہ اعظم نے چند منٹ تک ان سے گفتگو کی اسکے بعد ملک معظم ملکہ معظمہ کے ساتھ سلیم گڈھ کے پشتے کے جلوس سے گزر کے لال قلعہ میں تشریف لائے یہ جلوس باقاعدہ ترتیب دیا گیا تھا اور کل عہدہ دار اپنی اپنی جگہ پر استادہ تھے۔

حضور قیصر ہند کی رعایا پروری اور پدرانہ شفقت کا ہر وقت ثبوت ملتا رہتا ہی مگر یہ بھی کوئی معمولی بات نہ تھی۔ کہ سامنے گارڈ آف آنر جو تین قطاروں میں صف بستہ تھا دیسی فوج کا تھا۔ اور جیسے ہی اعلیٰ حضرت قلعہ کے دروازہ میں پہنچے صوبہ دار میجر نے گارڈ کو اٹنشن کمان دیکر مشتاقان نظارہ خسرو عالم پناہ کو آمد کا مژدہ جانبخش سنایا سب نے گردن اٹھا اٹھا کر دیکھنا شروع کیا۔ تو کچھ انگریزی ہیٹیں جنپر پر لگے ہوئے تھے۔ دکھائی دیں اور اُسکے بعد دو چتر شاہی نظر آئے۔ جنکے نیچے قران السعدین مہر و ماہ کا مجمع تھا پہلے عرض بیگی سُرخ یونیفارم پہنے ہوئے آئے۔ انکے بعد دو اور مصاحب شاہ اور ان کے بعد دو اعلیٰ افسر ننگی تلواریں کھینچے ہوئے بادشاہ و ملکہ کی طرف منھ کئے ہوئے پچھلے پاؤں چلے آرہے تھے انکے سامنے خسرو ہندوستان اور ملکہ جہانیاں نہایت تمکنت و وقار کے ساتھ آہستہ آرہے تھے۔ ہر مجسٹی کے دیکھتے ہی ہر شخص کا دل محبت سے اُبلنے لگا۔ آنکھیں اور آنکھوں کے ساتھ دل ہر قدم پر بچھے جاتے تھے چاہیے تو یہ تھا کہ جب رئیس کے پاس سے گذریں۔ وہ تسلیم بجالائیں۔ مگر دفور عقیدت کا یہ عالم تھا کہ تمام روسا اعلیٰ حضرت

کو دیکھتے ہی ایکدم جھک گئے اور ہز مجسٹی سب کا سلام نہایت اخلاق اور خندہ پیشانی کے ساتھ ہاتھ سے لیتے ہوئے تخت پر جلوہ فرما ہوئے خیال تو یہ تھا کہ حضور ممدوح کرسی جواہر نگار پر رونق افروز ہونگے۔ اور سامنے رؤساء س آفتاب درخشاں کے گرد ستاروں کیطرح حلقہ کرکے بیٹھنے لگے۔ مگر اعلیٰ حضرت کی شفقت کے قربان جائیے کہ روسا کو ایستادہ دیکھکر آپ بھی کھڑے رہے۔ اور ملکہ جہانیاں آپکے دست چپ کی طرف تخت پر ایستادہ تھیں لارڈ کریو وزیر ہند اور حضور والسرائے تخت سے نیچے ملک معظم کی داہنی جانب ایستادہ تھے۔ لارڈ ٹفنٹری سامنے داہنے ہاتھ پر اور ڈیوک اور دیگر اراکین سلطنت اُنسے ملے ہوئے کھڑے تھے انکی پشت پر لیڈی ٹفنٹری اور انربیل مس وشیا بیرنگ جو ایک چھوٹی سی پری معلوم ہوتی تھیں ایستادہ تھیں ہز مجسٹی کا لباس سُرخ بانات کا تھا اور ہاتھ میں عصائے شاہی تھا۔ یہ عصا کوئی ہاتھ بھر کا ہوگا گنگا جمنی بنا ہوا تھا اور اسکی موٹھ کے بجائے ایک چھوٹا سا تاج تھا۔

ہز مجسٹی پر اسوقت واقعی شان شہنشاہی برس رہی تھی اور وہ دبدبہ تھا کہ نگاہ روبرو نہیں ہوتی تھی کاش وہ لوگ یہ سماں دیکھ سکتے جو یہ کہتے ہیں کہ یورپ کے درباروں میں ایشیائی شان وشوکت آہی نہیں سکتی۔ مگر یہ شوکت ووقار وہیبت وجبروت کسی بادشاہ میں نہ دیکھی۔

جبکہ اسکندر اعظم دنیا کو زیرنگیں کرتا ہوا اقلیم ہند میں وارد ہوا اور یہاں کے اُن لوگوں نے جو خدائی کے دعویدار تھے اسکے سامنے جبین نیاز جھکائی۔ اسوقت ہر شخص پر بیخودی کا عالم طاری تھا ہز مجسٹی کے رونق افروز ہوتے ہی ماسٹر آف دی سرمیز نے روسا کے سلام کی اجازت لی۔ اور ہمارے حضور نظام نہایت ہی متانت کے ساتھ آگے بڑھے۔ قیصر ہند کے سامنے پہنچکر تسلیم کی اور ملکہ معظمہ کو بھی سلام کیا۔ اور داہنے ہاتھ سے جاکر بیرونی چھوٹے شامیانے میں کھڑے ہوئے۔ مہاراجہ بڑودہ نے بھی

اسی طرح بڑھکر سلام کیا اور بائیں ہاتھ کی طرف سے باہر کے شامیانے میں آرہے اُس کے بعد دیگر مہاراجگان یکے بعد دیگرے آآکر سلام کرتے گئے۔ اور ہز مجسٹی نے نہایت ہی خندہ پیشانی سے سب کا سلام لیا۔ اور اپنا ہاتھ کلاہ مبارک پر رکھکر ہندوستانی طریقہ سے سبکو سلام کرتے گئے۔ اعلیٰ حضرت کا اخلاق مشہور ہی۔ اور اُسی اخلاق کا یہ اثر تھا کہ ابتک ہر کہ و مہ اپنے شہزادے کو دلیں بٹھائے ہوئے ہے۔ اسوقت بھی بعض عہدہ داروں کی عدم توجہی سے روساء کو جو ملال خاطر ہوگا۔ وہ حضرت قیصر ہند کے اخلاق نے مٹادیا رؤسا میں جتنے اول درجے کے با اختیار فرمانروا تھے وہی پیش کئے گئے باقی کل سادہ رؤسا دوسری قطار میں ایستادہ رہے بڑی کیفیت تو اسوقت ہوئی جب برہما کے قریب کسی ملک کے راجہ پیش ہوئے۔ اُنہوں نے ایک بہت بڑا سفید کپڑا کھولکر تخت پر ہز مجسٹی کے قدموں کے پاس رکھا۔ اور اُسپر قدمبوسی ہوئی۔ اسی طرح ملکہ معظمہ کے سامنے بھی انہوں نے بہت اطمینان کے ساتھ وہی کیا۔ اس طول عمل میں کوئی دس منٹ تو صرف ہوئے ہونگے۔ اور سب حیرت سے یہ چینی طریقہ دیکھ رہے تھے۔ راجپوتانہ کے اکثر اور بعض دیگر روسا نے اپنی تلوار ہز مجسٹی کے سامنے تخت پر رکھکر زمین بوس ہونے کی عزت حاصل کی بعض مہاراجہ تو اس بھدّے طریقہ سے سلام کرتے تھے۔ کہ دیکھ کر بُرا معلوم ہوتا تھا اور پھر بجائے پیچھے ہٹنے کے منہ پھیلاتے ہوئے اِدھر اُدھر دیکھتے تھے۔ اگر مغلیہ دربار میں ایسا کرتے تو شاید ہی کھڑے رہنے پاتے۔ مگر ہمارے قیصر آیۂ رحمت بنکر آئے تھے جنے جس طرح چاہا سلام کیا کسی نے روکا ٹوکا نہیں۔ وہ بد دستار جو غالبًا سلطان لاہج تھے تہمد ہی باندھے ہوئے تھے جس سے پنڈلیاں تک کھلی ہوئی تھیں اور ایک بڑا کمبل اوڑھے ہوئے تھے۔ سلام کے لئے جھکے بھی نہیں تسلیم بھی نہ بجا لائے۔ مگر کسی نے حرف نہ رکھا۔

خوردسال مہاراجہ جودہپور اور بہاولپور کے ننھے سے رئیس نے سلام کیا۔ تو ہز مجسٹی اور ملکہ معظمہ دونوں نے تبسم فرمایا۔ رؤسا کے پولٹیکل افسر و رزیڈنٹ سب

اپنی اپنی جگہ پر ہی کھڑے رہے۔ اور صرف رؤسا کو سلام کی عزت دیگئی۔
رؤسا جب سب سلام کرکے بیرونی شامیانہ میں جمع ہوگئے۔ تو ڈیوک آف منچسٹر نے
سلام کرکے دربار برخاست کرنے کی اجازت چاہی۔ اور جب اجازت ملگئی تو پھر دو عرض بیگی
دو شاہی تیر انداز جنکے ہاتھ میں نہایت خوبصورت تیر تھے۔ وہ ایڈورڈ کانگ ملک معظم اور ملکہ
معظمہ حضور ویسرائے اور وزیر ہند و دیگر ممبران اسٹاف باہر تشریف لائے۔ جب ہز مجسٹی
رؤسا کی صفوں سے گذرے تو انہوں نے فرط عقیدت سے سر نیاز خم کیا بیرونی
شامیانے میں ملکہ معظمہ ٹھہر گئیں اور ملک معظم نے والسرائے کو ساتھ لے کر گارڈ آف
آنر ملاحظہ فرمایا اور تینوں قطاروں میں تشریف لے گئے۔ بعد کو واپس تشریف لاکر
گھوڑوں پر سوار ہونے کا ارادہ کیا۔

اسوقت قلعہ کا نظارہ قابل دید تھا۔ ہر جگہ ہر سڑک ہر دیوار اور برج پر گورہ فوج
پرہ جمائے ہوئے تھی۔ جہاں دیواریں خمدار یا حلقہ نما تھیں۔ وہاں یہ انسانی دیواریں
جنکی سرخ اور نیلی وردیاں عجب بہار دے رہی تھیں کچھ عجب لطف دکھاتی تھیں دیوار و
پر جو کانس۔ اور کنگرے تھے۔ انپر بھی سپاہی پرہ جمائے ہوئے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ
بجائے جھنڈیوں اور چوکھٹوں کے انسانی تصویروں سے در و دیوار کو زینت دی گئی ہے
جب سواری گذرتی تھی۔ تو سب رایل سیلوٹ دیتے تھے اور ہزاروں فوج کے پرہ
شہنشاہ جم جاہ کے سامنے پرچم فتح و ظفر جھکاتے تھے۔

ایک فوجی جنرل نے سرخ بانات سے مڑھی ہوئی چوکی لاکر رکھی اور ہز مجسٹی کا رہوار
صبا رفتار جو مشکی رنگ کا تھا لاکر اُسکے پاس کھڑا کیا گھوڑے پر فوجی کاٹھی تھی جسپر سیاہ کا
زین پوش پڑا تھا۔ ہز مجسٹی نے گھوڑے پر سوار ہوکر وائسرائے کو سوار ہونے کی اجازت
دی۔ اور لارڈ ہارڈنج اپنے مشکی گھوڑے پر سوار ہوگئے۔ اتفاقاً رکابیں برابر نہ تھیں
اور ایک جنرل نے دوڑ کر رکابیں ٹھیک کیں اُسکے بعد جلوس روانہ ہوا۔

قیصر کے بائیں والسرائے بہادر تھے اور سامنے ایڈیکانگ اور عرض بیگی وغیرہ اس کے بعد اسٹیٹ کریج آئی جس میں نہایت خوبصورت اور اعلی درجہ کے چھ گھوڑے جتے ہوئے تھے ملکہ معظمہ اسپر رونق افروز ہوئیں اور لارڈ چیمبرلین آپکے سامنے بیٹھے پیچھے دو چوبدار چتر لیئے ہوئے کھڑے تھے۔ اور امپیریل کیڈٹ جلوس میں تھے۔ اس کے بعد لارڈ کریو وزیر ہند کی گاڑی روانہ ہوئی۔ جس کے ساتھ انکے چیف ایڈیکانگ گھوڑے پر ہمراہ تھے۔

جسوقت قلعہ کے دہلی دروازہ سے باہر جلوس نکلنا شروع ہوا پیادہ فوجوں نے بندوقوں سے سلامی اُتاری ہر ایک پلٹن کی کچھ کچھ وقفہ سے بندوقیں چلنا اس سکوں میں عجیب و غریب کیفیت پیدا کرتا تھا۔ ادہر اڑدہا پیکر توپوں کی گرج نے آسمان سر پر اُٹھا لیا تھا ایک سو ایک سلامی کی توپیں اس شان سے سر ہوئیں کہ ایک کونہ سے دوسرے کونہ تک ایک نئی روح تماشائیوں کے اجسام میں حلول کر گئی اور ایک تحت سبکی نظریں لال قلعے کی طرف منعطف ہوگئیں۔ ہزاروں لاکھوں آدمیوں کو جنہوں نے ٹکٹ نہیں خریدے تھی شہنشاہ ہند کی مہربانی سے ایسے معقول مقامات پر کھڑا کیا گیا تھا کہ جو جلوس کے گذرنے کی سڑکوں سے بالکل ملے ہوئے تھے۔ پولیس کا کسی قسم کا تشدد جیسا کہ عموماً ایسے مجمعوں میں ہوتا ہے مطلق نہ تھا سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ سارا مجمع تعلیم یافتہ اور شرفا ہی کا نہ تہا بلکہ ادنی سے ادنی طبقے کے لوگ بھی جو تمدن وشائستگی اور تعلیم سے ناآشنا ہیں اپنے شہنشاہ کا پرتنویر دیدار دیکھنے کے لیے ہزاروں کی تعداد میں موجود تھے مگر وہ بھی ویسے ہی ساکن اور اسی طرح سکوت میں نہایت تہذیب اور شائستگی کیساتھ بیٹھے ہوئے تھے یا کھڑے ہوئے تھے اور کسی قسم کی بے عنوانی ان میں کے ایک فرد بشر سے بھی نہیں ہوئی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک زبردست پوشیدہ قوت ہی جس نے اس جم غفیر کو اس سکون خیز حالت میں قائم کر رکھا ہے۔ ورنہ انسان کا کام نہیں ہے کہ وہ آدمیوں کی اس یلغار کو ایک لمحہ کے لئے قابوں میں رکھ سکے اس سے زیادہ شہنشاہ ہند کی برکت یا محبت اور کیا

ہوسکتی ہی جس نے لاکھوں بندگان خدا کو محو حیرت بنا دیا تھا۔ اتوپوں کے سر ہوئے اور تین یا ر
کسی ہزار بندوقوں کے چھٹنے کے بعد یکایک شاہی جھنڈا قلعے پر لہرانے لگا۔ ادہر جھنڈا اڑا
اور ادہر قلعے کے دروازے سے شاہی جلوس کا آغاز ہوا۔ یہی وہ قلعہ ہی جہاں سی شاہجہان اپنی
پوری شان شوکت کے ساتھ نکلے تھے۔ اور جہاں سے اورنگ زیب عالمگیر ہر جمعہ کو
نماز دوگانہ ادا کرنے کے لیے جامع مسجد میں آیا کرتے تھے اور اسکے بعد اکثر مغل شاہوں کا
جلوس یا سواری اسی قلعے اور اسی راستے سے ہمیشہ نکلی ہے وہی قلعہ ہی اور وہی رستہ ہی
مگر اس کا عالم بدل گیا ہی اور اب اس کے تعلقات وسیع ہو گئے ہیں پہلے ہندوستان کے
ساحل تک اس کا سلسلہ تھا اور اب سات سمندر پار سے اس کا تعلق قایم ہو گیا
ہی۔ اب اسپر ایک ایسا شاہنشاہ حکومت کر رہا ہی جسکی عملداری میں آفتاب نہیں چھپتا

جلوس کا ورود شہر میں

قلعے کے لاہوری دروازہ کی طرف ہندوستانی رجواڑوں کا خدم وحشم اور انکی اردلی
کے سپاہی مع ریاست کے جلوسی سامان کے پرا جمائے کھڑے تھے اور وہ ڈھلوان قطعہ
زمین جو دہلی دروازہ کی طرف ہی مدارس کے طلبار سے بھرا ہوا تھا طلبار کی رنگین پگڑیاں
عجیب لطف دکھا رہی تھیں یہ معلوم ہو رہا تھا کہ ایک دریا اپنے کئی رنگوں کے پانی کیساتھ
موجیں مارتا ہوا بہ رہا ہی دہلی اور ضلع دہلی کے مدارس کے طلبار یہاں موجود تھے۔
ان کے دوسری طرف لڑکیاں کھڑی ہوئی تھیں جو اپنے رنگ برنگ کے لباس
میں اس مجمع میں عجیب شان پیدا کر رہی تھیں۔

جامع مسجد اپنے شاندار گنبدوں اور میناروں سے اس مجمع کثیر میں عجیب لطف دکھا رہی
تھی اسکی سیڑھیوں پر جہاں گدے دار بینچیں لکڑی اور لوہے کی کرسیاں چاروں طرف
بچھی ہوئی تھیں آدمی ہی آدمی بھرے ہوئے تھے اسکے اندر کے دالانوں میں چاروں طرف

آدمیوں کا ٹڈی دل معلوم ہو رہا تھا اس کے والانوں چھتوں اور گوشے اور برجیاں آدمیوں سے لبالب بھری ہوئی تھیں یہاں سے ایک نظر دوڑانے سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام دنیا کے باشندے یہیں امنڈ آئے ہیں۔ ٹھیک طور سے یہ اندازہ کرنا کہ تمام تماشائیوں کی تعداد کس قدر تھی بالکل ناممکن ہے۔ اس عالی شان مسجد کی چھتیں چاروں طرف آدمیوں سے اس طرح پٹی تھیں کہ تل رکھنے کو جگہ نہ تھی بہ نسبت اور مقامات کے جامع مسجد میں مسلمانوں کی تعداد زیادہ تھی کوئی روک ٹوک نہ تھی جس کا جہاں جی چاہا اور موقع ملا جا کھڑا ہوا اور اس طرح سب نے اپنے شہنشاہ کی صورت کو دیکھ لیا۔

بائیں جانب ایک کھلے ہوئے میدان میں جامع مسجد کے قریب ایک بڑا گروہ تماشائیوں کا کھڑا ہوا تھا اور جامع مسجد سے چاندنی چوک اور وہاں سے موری دروازہ اور موری دروازے سے باوسٹے تک اور باوسٹے سے شاہی کیمپ تک آدمی ہی آدمی نظر آتا تھا۔

جامع مسجد سے قلعے تک تقریباً نصف میل کا فاصلہ ہے یہاں دوبٹالین ہائی لینڈرز اور ساتویں برگیڈ کے ایک رسالہ نے سڑک کی ناکہ بندی کر رکھی تھی گورڈونسنز کی چھ کمپنیوں نے قلعے کے دہلی دروازے سے باہر کی سڑک تک گھیرا ڈال رکھا تھا۔ اور اسکے بعد تھرڈ واسکرز سے ہارس استادہ تھا اسی طرح گوروں کے اور رسالے قلعے کے دروازہ کے دونوں طرف برہنہ تلواروں کے ساتھ صف بستہ تھے پریڈ کے میدان میں کئی توپخانے کھڑے تھے۔ ٹھیک ساڑھے دس بجے سرجان ہیوٹ صاحب بہادر دربار کمیٹی کے میر مجلس سامنے سے موٹر میں گزر اور جنرل سر جیمس ولکاکس جو اسوقت پچاس ہزار فوج کی کمان کر رہے ہیں گھوڑے پر آگے سے گزرتے ہوئے معلوم ہوئے۔ یہ گویا جلوس کے پیش خیمہ تھے۔

اعلیٰ حکام کا جلوس

اعلیٰ احکام کے جلوس میں حسب ذیل اصحاب شریک تھے ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب،

چیف کمشنر صوبہ جات وسطے معہ اپنے اسٹاف کے لفٹنٹ گورنر صوبہ جات متحدہ لفٹنٹ گورنر مشرقی بنگال اور آسام ۔ لفٹنٹ گورنر بہار لفٹنٹ گورنر بنگال ۔ لفٹنٹ گورنر پنجاب کل حکام معہ اپنے اپنے اسٹاف کے تھے مگر مدراس اور بمبئی کے گورنروں کے ساتھ ان کا اسٹاف اور باڈی گارڈ بھی تھا کل لفٹنٹ گورنروں کے اسٹاف مختصر تھے مگر گورنر مدراس اور بمبئی کے جلوس نے ان کے مدارج میں ایک امتیاز پیدا کر دیا تھا ۔

شاہی جلوس

اس کے بعد شاہی جلوس کا سلسلہ شروع ہوا شاہی جلوس مسٹر لی فرینچ انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب کی سرکردگی میں شروع ہوا اس جلوس میں مفصلہ ذیل حکام تھے انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب ۔ آفیسر آرمی ہیڈ کوارٹرز انگریزی رسالے کی بدرقے کی رجمنٹ ۔ شاہی توپخانہ بدرقے کا اسٹاف آرمی ہیڈ کوارٹرز اسٹاف ۔ سپہ سالار ہند کا اسٹاف ۔ ہندوستانی نفیرچی اسسٹنٹ ہیرلڈ (یعنی نائب منادی) انگریزی نفیرچی ۔ دہلی ہیرلڈ باڈی گارڈ گورنر جنرل اسٹاف ۔ اس کے بعد شہنشاہ کا اسٹاف اور ملازمین کا جلوس آیا ۔ اس اسٹاف میں کرنل نواب سر محمد اسلم خاں اپنے زریں لباس اور شاندار صورت سے نمایاں معلوم ہوتے تھے انہیں میں شہنشاہ ہند مسٹر ان اٹنڈنٹس اور ہز ایکسلنسی گورنر جنرل اور شاہی اسٹاف کے بیچ میں آہستہ آہستہ گھوڑے پر تشریف لا رہے تھے جامع مسجد کے نیچے پہنچتے ہی انگریزی پلٹن نے آپکی سلامی اتاری یہ شاہانہ جلوس سب سے زیادہ شاندار تھا تین فوق البھڑک اسٹاف بہت سے ممتاز افسروں کے شہنشاہ کی جلو میں تھے جنرل بیڈن دہلی ہیرلڈ اور ملک عمر حیات خان ٹوانا اسسٹنٹ ہیرلڈ انگریزی اور ہندوستانی نفیرچیوں کے بیچ میں بہت بھلے معلوم ہوتے تھے انکی پوشاکیں سنہری کام سے بہت مزین تھیں ۔ سفید گھوڑوں پر یہ سوار تھے ان کے قریب ہی گورنر جنرل کا اسٹاف تھا شہنشاہ کا اسٹاف نمودار ہوا ۔ ان میں شہنشاہ ہند کے

تین ہندوستانی ایڈی کانگ تھے اول مہاراجہ گوالیار جو برٹش میجر جنرل کی وردی پہنے ہوئے
تھے اور وکٹورین گرانڈ کراس کا تمغہ ان کے سینہ پر آویزاں تھا۔ دوسرے مہاراجہ بیکانیر تھے
جو اپنے کیمل کور کی خوشنما وردی پہنے ہوئے تھے اور ان کے سینے پر انڈین امپائر کا گرانڈ کراس
تمغہ رونق دے رہا تھا تیسرے نواب رامپور تھے جو ایک سیدھا سادھا نیلے رنگ کا لباس
پہنے ہوئے تھے۔ ان کے علاوہ دوسرے ایڈی کانگ بھی جلوس میں ادہر اُدہر تھے
پھر گورنر جنرل کا باڈی گارڈ آیا اس کے بعد ہاؤس ہولڈ رسالہ آیا انکی وردیاں نہایت آب و
تاب کی تھیں اگرچہ ٹوپیاں سفید تھیں۔

اوہر یہ جلوس گزرتا جاتا تھا اور ہر فوج سے سلامی اُتاری جاتی تھی دوسری طرف نفیریں بجے
اپنی آن بان دکھا رہے تھے اور ایک افسروں کے جھنڈ میں خراماں خراماں ہمارے شاہ
معظم سیاہ رہوار پر سوار فیلڈ مارشل کی وردی زیب تن کئے ہوئے جا رہے تھے۔ برابر چیرز پر چیرز
چیرز ہونے لگے فوجوں نے سلامیاں اُتاریں شہنشاہ ہند برابر سلاموں کا جواب دیتے
جاتے تھے۔ آپکا چہرہ خنداں تھا لبوں پر تبسم تھا اور آپکی نظریں اپنی لاکھوں رعایا کی
شفیق اور محبت آمیز نگاہوں کا اچھی طرح مطالعہ کر رہی تھیں۔

شہنشاہ بیگم کی گاڑی کے بائیں جانب سر پرتاب سنگھ گھوڑے پر سوار جا رہے تھے
اور دائیں جانب کپتان کیلی باڈی گارڈ کے کمان افسر قدم بڑہا رہے تھے شہنشاہ بیگم کی گاڑی
سے آگے میجر ٹیلر اور ان کے اردلی تھے ان سب کی تعداد پچاس تھی جنمیں دو تہائی سردار تھے
اور باقی انسے نیچے کے درجے کے تھے سیاہ گھوڑوں پر سوار تھے سفید کاٹھیاں تھیں اور انکی
صورت کچھ ایسی خوشنما معلوم ہوتی تھی کہ بے اختیار تعریف کرنے کو دل چاہتا تھا۔ شہنشاہ
بیگم کی گاڑی کے پیچھے لاٹ صاحب کی بیگم صاحبہ کی گاڑی تھی اور ان کے پیچھے تین گاڑیاں اور
تھیں اس جلوس کے ساتھ گیارہواں کنگ ایڈورڈز اون لانسرز تھا جو اس ترتیب سے
جا رہا تھا کہ جیسا زنجیر کی لڑیاں ہوتی ہیں۔

حضور نظام

اسکے بعد دیسی رؤسا کا جلوس آیا جسکی تفصیل یہ ہے سب سے پہلے نوجوان ہز ہائینس
نظام گاڑی میں بیٹھے ہوئے نظر پڑے ان کے چہرہ کو دیکھ کے معاً ان کے والد مرحوم کا خیال
آگیا کہ کاش میر محبوب علی خاں صاحب بالقابہ زندہ ہوتے تو وہ اپنے شہنشاہ کے ساتھ اسوقت
دکھائی دیتے حضور نظام کی گاڑی زرد تھی گھوڑے سفید تھے۔ زرد رنگ آپکی ریاست کا
خاص رنگ ہے۔ قیمتی ساٹن تمام گاڑی میں منڈھی ہوئی تھی۔ آپ کی مختلف پلٹنوں کے چیدہ
چیدہ جوان آگے پیچھے جارہے تھے بعض کی زرد وردی تھی بعض کے گھوڑوں کی کاٹھیاں
چیتے کی کھال کی تھیں جو بہت ہی خوشنما معلوم ہوتی تھیں۔ حیدرآباد امپیریل سروس لانسرز
کی وردی بہت ہی گہری سبز تھی نظام اگرچہ ابھی نوعمر ہیں لیکن چہرے سے تمکنت اور
رعب ساتھ جلال برستا ہے اور امید ہوتی ہے کہ آیندہ وہ بہت کچھ اپنی ریاست کے لیے کارنمایاں
کرینگے جس وقت نظام کی گاڑی جامع مسجد کے قریب پہونچی ہے عام طور پر انہیں چیرز دیے
گئے اور ان چیرز کا سلسلہ کئی منٹ تک باقی رہا حضور نظام کے برابر دوست چیف رزیڈنٹ
حیدرآباد بیٹھے ہوئے تھے۔ سامنے دو اعلیٰ افسر بیٹھے تھے۔

مہاراجہ بڑودہ

نظام کے بعد گیکوار بڑودہ کی گاڑی آئی۔ ان کے سواروں کی وردی سرخ تھی۔ کندھوں
پر سفید کوٹ پڑے ہوئے تھے جیساکہ کسی وقت میں برٹش ہوزارس پہنا کرتے تھے گاڑی کی
پوشش سبز تھی ہز ہائینس کا لباس زردی مائل نیلا تھا اور سرخ سرخ مرہٹی پگڑی بندھی ہوئی
تھی اس رئیس کی آن بان دیکھنے کے قابل تھی۔ ان کے بھی جانب چیف رزیڈنٹ بڑودہ بیٹھے
ہوئے تھے اور سامنے دو مصاحب تھے۔

مہاراجہ میسور

تیسرا نمبر مہاراجہ میسور کا تھا انکے سواروں کی وردی سیاہی مائل نیلی تھی مہاراجہ کی گاڑی بالکل کھلی ہوئی نہ تھی لیکن یہ جنوبی ہندوستانی ریاست کا حکمران دکھائی دیتا تھا ان کے گزرنے پر بھی خوب چیرز ہوئے گئے۔

مہاراجہ جموں

ان کے بعد مہاراجہ جموں کی گاڑی آئی۔ آپ ڈوگرا قوم کے سردار ہیں کشمیر جیسا ملک آپکے قبضے میں ہے۔ امپیریل سروس لانسرز کے سوار آپکی جلو میں تھے ان کے پیچھے زرین اور طلائی زین و لجام کے گھوڑے آرہے تھے جنپر جواہر نگار یا کھرین پڑی ہوئی تھیں۔ مہاراجہ کے یہاں ابتدا سے ایسے سوار موجود ہیں کہ جو زرہ بکتر پہنتے ہیں۔ چار آئینہ لگاتے ہیں اور سر و تن ان کے فولادی خود ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسے زین پوش سوار یا سپاہی اب بھی مہاراجہ کے ساتھ دہلی میں آئے تھے۔ کیفیت تو اسی میں ہے کہ لباس سواری فوج بالکل قدیم وضع کی ہو تو میت اور ملک کا قیام ہمیشہ قدیم تمدن میں ہوتا ہے جتنے رئیس گزرے ان سب میں کچھ نہ کچھ جدت تھی مگر راجپوتانہ کی ریاستوں میں اب بھی وہی پرانی وضع باقی ہے۔ اور اس سے اورنگ زیب عالمگیر اور شاہجہاں کے زمانہ کا پورا نقشہ کھینچتا ہے۔

مہاراجہ جے پور

راجپوتانے کی ریاستوں میں سب سے اول مہاراجہ جے پور کی گاڑی نظر پڑی۔ گاڑی سے پہلے خوشنما چھڑیاں ہاتھ میں لیے ہوئے بچھر نگے ٹپکے کمر میں بندھے ہوئے جیپور کی وضع کی پگڑیاں سر و پر چھڑی برداروں کا غول نظر پڑا بیچارے نیچے نیچے تھے ان کے سیدھے پروں کے انگرکھے ٹخنوں تک لٹک رہے تھے۔ ہاتھوں میں چھڑیاں تھیں پاؤں میں گول پنجے کی کامدار جوتیاں تھیں قدم سب برابر اٹھاتے تھے اور بے تکان چلے جارہے تھے ان کے بعد تاشے باجے والوں کا ایک غول آیا جو پرانی وضع سے باجہ بجارہے تھے باجے میں کچھ قاعدگی اور تال سر زیادہ غرض نہ تھی یہ باجا اگرچہ کسی قدر اس باجے کو یاد دلاتا تھا جو پولو کھیلنے کے بعد انگریزی رجمنٹیں محض اپنی دلبستگی کے لیے بجایا کرتی ہیں ان باجے والوں کے پیچھے وہ سوار نظر پڑے

جن کے چاروں آئینہ لگا ہوا تھا حقیقت میں ان صورتوں سے ڈر معلوم ہوتا تھا۔

مہاراجہ جودھپور

جے پور کے بعد مہاراجہ جودھپور رنمودار ہوئے لوگوں نے چیرز دینے شروع کئے چیرز کے جواب میں مہاراجہ جودھپور برابر ہاتھ اُٹھا اُٹھا کے سلام کرتے جاتے تھے اب لانسرز کی طرح آپ بھی سفید لباس میں تھے جودھپور کی وضع کی چلے دار پگڑی بندھی ہوئی تھی اسی طرح چھڑی برداروں کا گروہ مہاراجہ کے آگے سے گزرا سب رنگ برنگ کا لباس پہنے ہوئے تھے اور ان سے جودھپور کی ایک عجیب شان معلوم ہوتی تھی لباس میں کسی قسم کی جدت نہیں تھی۔

مہارانا اودیپور

راجپوتانہ کا ایک شاندار رئیس اپنی آن بان میں نرالا ہے۔ ان کی ڈاڑھی چڑھی ہوئی تھی لباس سفید تھا مگر آپ کا لانسرز زرد لباس زیب تن کئے ہوئے تھا۔ مہارانا کو یہ دعویٰ ہے کہ ہم مہاراجہ رامچندر جی کی اولاد ہی سے ہیں اور سورج بنسی ہیں۔ رامچندر جی کی اولاد کو سورج بنسی کہتے ہیں مہارانا سورج بنسوں کی سب سے پرانی شاخ میں سے ہیں۔ اور انکا خاندان راجپوت رئیسوں میں نہایت خالص سمجھا جاتا ہے۔

اسکے بعد بھرت پور کی گاڑی آئی یہ نوجوان راجہ اچھی شکل و صورت کا ہے زردی مائل سبز لباس زیب تن کئے ہوئے تھے اور جلوس بھی اسکے ہاں کا بہت اچھا تھا۔

دوسرے راجپوت سردار اور اُن کی زرنگار گاڑیاں

نمبروار یکے بعد دیگرے کل رئیس اسی طرح نکلتے چلے گئے ان کے رئیسانہ تزک و احتشام ان کی طلائی اور زرنگار گاڑیوں کی شان و شوکت انکا اور انکے مصاحبوں کا قیمتی لباس زری گوٹے اور زردوزی کا حقیقت میں دیکھنے کے قابل تھا خدا معلوم رئیسوں کی ان طلائی

گاڑیوں جنمیں وہ بیٹھے ہوئے تھے کئی لاکھ پونڈ صرف ہو چکے ہیں۔ یہ طلائی گاڑیاں کسی انگریزی کارخانہ کی بنی ہوئی معلوم ہوتی تھیں تمام گاڑیوں پر سنہری گل بوٹے نہیں تھے بلکہ چاندی اور سونے کے موٹے موٹے پترے جن میں پھول بوٹے اور شہپر وہاں بنے ہوئے تھے اور ان گاڑیوں کے کوچبان بھی زرین لباس پہنے تھے ان راجپوت سرداروں میں ہر سردار سے آگے آگے ان کے جھنڈے بردار چلتے تھے اور نفیری اور نقارچی برابر بجاتے تھے جھنڈے سُرخ نیلے زرد سبز رنگ کے تھے۔ قریب کل راجاؤں کا لباس صرف سنہری ہی نہیں تھا بلکہ جواہر نگار تھا زیورعموماً راجہ پہنے ہوئے تھے کسی کے گلے میں موتیوں کی مالا پڑی ہوئی تھی اور کسی کے گلے میں ہار بعض کے ہاتھوں میں پہنچے اور ہیرے کی انگوٹھیاں تھیں۔ ان کے اِن طلائی لباسوں گنگا جمنی گاڑیوں اور زرین زین و لجام کے گھوڑوں اور ان کی جواہر نگار پاکھروں سے نہ صرف لاکھوں آنکھیں حیران و ششدر تھیں بلکہ سارا راستہ جگمگا رہا تھا۔

جب راجپوتانہ ختم ہو چکا تو وسطی ہند کے رئیس آنے شروع ہوئے سب سے پہلے

مہاراجہ ہولکر اندور

سب سے پہلے گاڑی میں نظر پڑے۔ یہ ایک چاق و چست نوجوان ہیں اور ابھی حال میں انھیں ریاست کے اختیارات ملے ہیں۔ وسط ہند کی یہ ایک مشہور ریاست ہے مہاراجہ تکو شاہ نوجوان مہاراجہ کے دادا اپنی آن بان میں لاثانی تھے۔ وہ بڑے رعب کا رئیس تھا۔ انکے والد کی دماغی حالت چونکہ خراب ہو گئی تھی لہذا وہ گدی سے سبکدوش کر دیئے گئے اور ان کی جگہ مہاراجہ حال گدی نشین ہوئے یہ بہت قابل اور لائق نوجوان ہیں امید ہے کہ انکے عہد میں ریاست کی حالت بہت سنور جائے گی۔ چہرے سے بشاشت اور ایک شان معلوم ہوتی تھی۔

ہر ہائی نس بیگم صاحبہ بھوپال

گوالیار کے بعد حضور بیگم صاحبہ بھوپال گاڑی مین تشریف لائین- آپ اپنے برقع مین تھین آپکے بازوئے چپ پر پولیٹکل افسر بیٹھے ہوئے تھے- سامنے آپکے صاحبزادے اور ایک ریاستی اہلکار تھا- آپ ابھی یورپ کا سفر کر کے آئی ہین- آپ یورپ مین بھی بے نقاب نہین ہوئین- اسی برقع مین مغربی دنیا کے ایک بڑے حصہ کی سیر کر لی- آپ اپنا سفرنامہ بھی مرتب فرمارہی ہین- آپکی گاڑی بڑی شاندار اور کھلی ہوئی تھی- آپ اسوقت غالباً تمام دنیا مین پہلی خاتون ہین جو برسر حکومت ہین- آپکی جلو مین سوار عمدہ وردیان پہنے ہوئے تھے- انکے زین و لجام مصفا اور چمکتے ہوئے تھے آپکے پیچھے اہلکاران ریاست کی اور بھی گاڑیان تھین جون ہی آپ کی گاڑی سامنے آئی- اس زور سے چیرز ہوئے کہ لطف آگیا- آپ برابر چیرز کا جواب سلام سے دے رہی تھین- اور بہت خوش معلوم ہوتی تھین- اپنے پولیٹکل افسر سے برابر باتین کرتی جاتی تھین- آپ اپنے اس غیر معمولی اعزاز سے بہت خوش ہوتی ہونگی- امپیریل سروس لانسرز جو آپکی اردلی مین تھا- اور آپ کی گاڑی کے پیچھے وہ جھنڈا جو ملکہ معظمہ آنجہانی کوئین وکٹوریہ نے آپکو مرحمت فرمایا تھا- اس نے جلوس مین چار چاند لگا رہا تھا +

وسط ہند کا جلوس اور دوسرے رئیس

آپکے بعد وسط ہند کے اور رئیس یکے بعد دیگرے آنے شروع ہوئے سب اپنے زرنگار لباس اور اپنے اردلیون کے فوق الھبڑک وردیون سے جنگل مین منگل کا سمان پیدا کر رہے تھے- شتر سوارون کی لین ڈوری پرانے آتش فشان ہتھیارون کی چمک اور جھنکار نے پرانے زمانے کے جانبازون کا ایک جیتا جاگتا نقشہ کھینچ دیا تھا- ادھر امپیریل سروس ٹروپس کی انگریزی رجمنٹون مین تقسیم اور انکا پرابانده کے چلنا اور ساتھ گورے سوارون

کے ترتیب وار جھنڈ ایسی کیفیت پیدا کر رہے تھے جو دید ہے نہ شنید۔
پھر یکایک چیرز کا ایک طوفان برپا ہوا۔ معلوم ہوا کہ مہاراجہ بیکانیر گاڑی مین آرہی ہین
آپکا لباس بہت ہی فوق البھڑک تھا آپ کو اگر شاہ صحرا کہا جائے تو بہت مناسب ہے۔ آپ
قابل حکمرانون مین سے ہین۔ نہایت اعلی درجہ کے شہسوار ہین۔ اور بہت لائق اور ہوشیار
رئیس ہین۔ سنٹرل انڈیا کے رؤسا کے بعد مدراس کا نمبر آیا۔ مہاراجہ ٹراونکور اور ان کے
بعد راجہ کوچن گاڑیون مین دکھائی دئے۔ خدا کی قدرت دونون اس قدر ہمشکل ہین کہ بالکل
نہین تمیز ہو سکتی کہ مہاراجہ ٹراونکور کون ہین۔ مہاراجہ کوچن کون ہین۔ مہاراجہ ٹراونکور کی گاڑی
کے آگے آگے ایک بریگیڈ تھا جو قوم نائر سے تھا۔ انکی وردی سرخ تھی۔ اور ان کا چلنا اور
ترتیب بالکل موجودہ زمانہ کی فوج کی سی تھی۔ نائر اگرچہ پیشہ زمیندار ہین مگر ایک قدیم لڑنیوالی فوج ہی انکا وطن
ملا بار کی زمین ہے۔ اگر نہین قواعد سکھائی جائے تو وہ بہترین لڑنیوالی فوج بن سکتے ہین۔

بمبئی

پھر بمبئی کی نوبت آئی یکایک نوانگر کے جام کی گاڑی آئی کم و بیش چیرز سے ان کا بھی
استقبال ہوا یہ ایک نہایت ہی شاندار اور طلائی گاڑی مین بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک عرصہ تک
آپ کرکٹ مین بہت شہرت حاصل کر چکے ہین۔ انگلستان تک کرکٹ کھیلنے گئے تھے
اب وہ اپنی ریاست کا کام خود انجام دیتے ہین۔
انکے بعد مہاراجہ پٹیالہ نمودار ہوئے۔ ان کا لباس سبز تھا اور سینے پر طلائی کام بنا ہوا تھا۔
بڑے لانسرز کا لباس بھی سبز تھا۔ اور ان کی وردیون مین طلائی لیس لگی ہوئی تھی۔ ان کے بعد
راجہ جنید جنکا کیمپ درباری رقبے مین ممتاز تھا نظر پڑے ان کے بعد مہاراجہ کپور تھلہ سامنے
سے گزرے انکی اردلی کے سوار نیلی وردی پہنے ہوئے نہایت بھلے معلوم ہو رہے تھے۔ پھر بلوچستان
کے سردار نمودار ہوئے جو اپنے پولیٹیکل افسرون کے ساتھ گھوڑون پر سوار تھے۔ ان کے آگے
آگے کچھ پیادہ سپاہی چل رہے تھے۔ پھر سرحدی صوبہ کے سردار آئے جو اسی طرح گھوڑون پر سوار

تھے۔ ان پٹھانوں کی شان بالکل نرالی معلوم ہوتی تھی چہرے پر بہادری اور آزادی برستی تھی۔
اور بہت ہی نڈر معلوم ہوتے تھے۔ اور شہنشاہ ہند کے تابع فرمان تھے۔

مہاراجہ بوٹان

ان کا نظارہ سب سے دلکش تھا ان کا نقشہ بالکل چینیوں کا سا تھا یہ سب سے زیادہ ناظرین
کی دلچسپی کا باعث ہوئے رنگ کسی قدر گورا تھا ناک اسی طرح جیسی چینیوں اور برہمیوں کی
ہوتی ہے۔ ڈاڑھی مونچھ نہین تھی۔ اگرچہ مہاراجہ نوجوان تھے مگر چہرے پر غربت اور سکوت
پایا جاتا تھا۔ بال مثل چینیوں کے تھے۔ اُس زمانے مین جب سرکار انگریزی نے تبت پر
چڑھائی کی ہے اور تبتی لاماؤں سے صلح کی شرطین طے کی ہین تو یہ نوجوان سرکاری مہم کے ساتھ
تھے۔ اور راستے مین بہت سی خدمتین انجام دین۔ یہ پہاڑی ریاستون مین سے ایک ریاست ہے۔
ان کی اردلی مین لمبے لمبے لبادون کے بہت سے سپاہی دوڑ رہے تھے۔ مگر تماشہ یہ تھا کہ وہ
سب برہنہ پا تھے اور جو کیفیت انھون نے مجمع مین پیدا کی وہ اور کسی کو حاصل نہ ہوئی۔

سکّم

ان کے بعد سکم کے رئیس آئے یہ لوگ دارجلنگ کے رہنے والے ہین یہ لوگ ایک پہاڑی
سلسلہ مین رہتے ہین۔ بڑے شکاری اور بہت ہوشیار ہین۔ ان لوگون کے لباس بھی عجیب و غریب
تھے صرف انہین پر نظر کرنے سے ہر ایک شخص یہ سمجھ سکتا تھا کہ مین سکم کی سیر کر رہا ہون۔

صوبجات متحدہ اور بنگال

کے سردارون کا سلسلہ اس کے بعد شروع ہوا جنمین جدید مہاراجہ کوچ بہار نظر پڑے
ان مہاراجہ کو انکے دوست راجہ جی کے نام سے پکارتے ہین۔ گاڑی مین آپکی ہمشیرہ گونشال
نامی ماتمی لباس پہنے ہوئے بیٹھی تھین۔ یہ ماتمی لباس اس خاتون نے اپنے باپ کے سوگ مین
اختیار کر رکھا ہے۔ ان کے بعد آسامی اور برہمی سردار گذرے یہ بڑا اچھا مجموعہ تھا۔

بہی ریشم کے دل بارنگ تمام دنیا جانتی ہی لیکن نشان اور کا چن کے سرداروں کے طلائی اور جواہر نگار رومال جو سر پر بندھے ہوئے تھے قابل دید تھے۔ بعض رومال تو سونے کی ٹوپی معلوم ہوتے تھے۔ بعض کے کانون مین سونے کی مندریان پڑی ہوئی تھین۔ دو گھنٹے سے زیادہ عرصہ تک یہ عجائب و غرائب جلوس جس نے مشرقی قومون کے ایک بڑے حصہ کو جمع کر دیا تھا برابر گزرتا رہا۔ اِسکی دلربائیان اِس کے دلکش نظارے اور خوشنما منظر وہی جان سکتا ہے۔ جس نے نہایت غور سے اِس برات کو دیکھا ہے +

چاندنی چوک

غدر کے بعد جب پارنیہ دفتر طے ہو گیا اور زمانہ نے جدید بساط بچھایا تو چاندنی چوک پر سارا زور بندہ گیا۔ اِسکی قیمت بڑھنے لگی۔ اور اب آجکل اسکا پورا شباب ہی۔ اسکی شان اسی کو شایان ہے۔ بیچ مین پٹری جو نہر پر بنائی گئی ہے اِسکے دونون طرف بلند بلند درخت باہم گلوگیر ہوتے ہین۔ پھر دائین بائین دو وسیع اور چوڑی سڑکین فی الواقع مصفا چاندنی مین جبکہ وہ سرسبز درختون سے چھنتی ہو عجب لطف آتا ہے۔ اِس بازار کا طول ایک میل سے زیادہ ہی اور عرض بھی اسی قدر معقول ہے کہ اگر پٹری کو توڑ کے دونون طرف کی سڑکون کو ملا دیا جائے تو شاید اتنی چوڑی سڑک یورپ کے کسی پایۂ تخت کی بمشکل نکلے گی۔

یہ عظیم الشان خوبصورت اور دولت مند بازار بجائے خود ایک وجاہت اور اہمیت رکھتا ہے۔ اور جو کچھ اسنے فروغ پایا ہے اور یہ اس ترقی اور رنگ ڈھنگ پر آیا ہے اسے انگریزی راج کی برکت سمجھنا چاہیئے۔ اُسوقت اس بازار کی حالت کچھ نہ پوچھو۔ تمام برآمدون دوکانون دروازون غرض در و دیوار پر نئے سرے سے رنگ و روغن ہو گئے تھے جس سے یہ حسین شہر بالکل پرستان یا تصویر خانہ معلوم ہوتا تھا۔ بعض برآمدے اور دوکانین تو اسقدر سجی ہوئی تھین بس آدمی دیکھے ہی چلا جائے۔ بیرقون اور رنگ برنگ کی جھنڈیون کا اڑنا اور

اور انکی قطارین ایک عجیب کیفیت پیدا کر رہی تھین۔ سینکڑون قیمتی شال برآمدون مین پھیلا دئے گئے تھے۔ جس سے بازار کا جوبن اور بھی بڑھ گیا تھا۔ جابجا پٹاپٹی کے پردے چندریون اور بنارسی دوپٹون اور انکی جواہر نگار صورت آئینہ بندی عجیب دلفریب نظارہ پیدا کر رہی تھی۔ ایک تو چاندنی چوک اُسوقت آراستہ ہوا تھا کہ جب ہمارے شہنشاہ ہند اپنی ولیعہدی کے زمانہ مین یہان تشریف فرما ہوئے تھے یا اب دیکھنے مین آیا۔ یہ سچ ہے کہ اب کی آراستگی پہلے سے فوق لے گئی تھی۔ یہ کل آن بان شان وشوکت آراستگی اور سجاوٹ رعایا کے سچے جذبات وفاداری کا اظہار کر رہی تھی۔ ان پاک جذبات کا مطالعہ ملک معظم و ملکہ معظمہ ہمارے شہنشاہ نے اپنی مبارک آنکھون سے خود کر لیا۔ ہر قوم وملت ہر مذہب اور عقیدہ کے لوگ کس طرح اپنے شہنشاہ کے دیدار کے بھوکے تھے۔ اور کن شوق اور وفادارانہ نظرون سے شہنشاہی پر تنویر جمال کو دیکھنے کی آرزو کر رہے تھے۔

چاندنی چوک کی بیچ کی پٹری پر لوگون کے بیٹھنے کی سلامی وار تختون کی سیڑھیان بنائی گئی تھین جنھین انگریزی مین اسٹیڈ کہتے ہین۔ یہ کل سیڑھیان آدمیون سے لبالب بھری ہوئی تھین آگے انگریزی فوجین اپنی رنگا رنگ کی وردیان پہنے ہوئے صف بستہ کھڑی تھین۔

شہنشاہ ہند کا جلوس جامع مسجد کے گرد پھر کے جب چاندنی چوک کے سرے پر پہنچا تو ہیشنل الفیتم نے سلامی اُتاری۔ سلامی اُتارنا تھا کہ اس سرے سے دوسرے سرے تک تار برقی سی دوڑ گئی کہ شہنشاہ ہند تشریف لے آئے۔ گھوڑے کے قدم بہت آہستہ آہستہ اُٹھ رہے تھے۔ جون ہی شہنشاہ بیگم پر نظرین پڑین چیرز کا ایک طوفان اُٹھا جو ایک سرے سے دوسرے سرے تک نکل گیا۔ یہان بڑی بڑی نامور انجمنین ایستادہ تھین جسوقت شہنشاہ ہند اس راستے مین داخل ہوئے جہان امپیریل سروس ٹروپس ایستادہ تھا۔ اُس وقت چیرز کا عالم کچھ نہ پوچھو سارا بازار گونج اٹھا۔ بہت دور دور دراز ریاستون کے امپیریل ٹروپس یہان موجود تھے جو کیسان اپنے شہنشاہ کو مبارکباد دے رہے تھے انکے علاوہ بیکانیر اور

بہاولپور کی کیمل کوڈٹ کور کی شان ہی جدا تھی۔ اور موجودہ فنون حرب کے مطابق اپنے سامان سے پوری آراستہ تھی غرض اس کثیر تعداد فوجوں کے دل بادلوں اور مبارکبادیوں کی صداؤں کے بیچ میں شہنشاہی جلوس معہ ریاستوں کے جلوس کے آہستہ آہستہ گزر رہا تھا۔

شہنشاہ ہند کے پیچھے ملکہ معظمہ کی گاڑی قابل دید تھی۔ دو سنہری چھتر دائیں بائیں ممدوحہ کے لگے ہوئے تھے چھتر لگانے والے پائیدان پر کھڑے تھے ملکہ معظمہ کی جلو میں سر مہاراجہ پرتاب سنگھ اور مہاراجہ گوالیار دائیں بائیں گھوڑے پر سوار تھے۔ ملکہ معظمہ بہت شادان اور فرحان زرنگار گاڑی میں تشریف رکھتی تھیں۔ گاڑی بہت آہستہ آہستہ جا رہی تھی آپکی آمد پر بھی چیرز اسی دھوم دھام سے ہو رہے تھے۔ یہ سمان عجیب سمان تھا۔ جو کم نسلوں نے دیکھا ہوگا اور آئندہ کم نسلیں دیکھیں گی۔ اور پشت ہا پشت تک اس جلوس و جشن کی یاد دلوں کو مسرور کرتی رہے گی۔ یہ جلوس چاندنی چوک اور فتح پوری طے کرتا ہوا ڈفرن پل سے ہوتا ہوا موری دروازہ سے گزر کے اخیر پہاڑی پر پہونچا ❊

پہاڑی کا چبوترہ۔ یارج

یہ بہت بڑی تاریخی پہاڑی ہے یہیں ۱۸۵۷ء کے غدر میں انگریزی فوجوں نے مورچے بنا رکھے تھے اور یہیں سے باغیوں پر شہر میں گولہ باری ہوتی تھی۔ یہ ایک نامور مقام ہے اور تاریخ میں ہمیشہ یاد رہیگا۔ اُمید ہے کہ جب جدید دہلی کا نقشہ بنے تو یہ پہاڑی صحیح و سالم رکھی جائے گی۔ فتحگڈھ سے جو فتح کی یاد میں ایک منارہ ہے اور جسے فتحگڈہ کہتے ہیں۔ ایک اونچی نیچی سڑک ہندو راؤ کی کوٹھی سے ہوتی ہوئی اور چوبرجے کو طے کرتی ہوئی سیدھی اس مقام پر پہونچ جاتی ہے جہاں شہنشاہ ہند کو ایڈریس دینے کے لیئے چبوترہ بنایا گیا تھا۔ اسکے قریب ہی باؤڑہ ہے اور آگے بہت ہی نشیب میں سرکٹ ہوس بنا ہوا ہے۔ اسی کے قریب شاہی کیمپ تھا۔ یہیں جدید دہلی کا سنگ بنیاد

رکھا گیا ہے۔ اور اسی وسیع قطعۂ ارض پر نیا شہر دہلی آباد کیا جاویگا جسکے لیئے ۸ میل مربع زمین لیجا دیگی۔

چبوترے رج کے پاس ہزار دن والنٹریون کی فوج جمع تھی جو ملک کے ہر حصے سے آئے تھے وہ سب خاکی وردی پہنے ہوئے تھے۔ باقاعدہ فوج مین اور ان مین کچھ بھی فرق نہ تھا اگرچہ اسوقت انکا استادہ ہونا اور انکی آراستگی محض ایک تقریب کیوجہ سے تھی۔ مگر ان کی آن بان سے معلوم ہوتا تھا کہ اگر موقع پڑے تو میدان جنگ مین وہ ایک شائستہ فوجکا کام دیسکتے ہین سڑک کے دونون جانب انگریزی فوجین لوہے کی دیوار کیطرح نصب تھین۔ اور وہ ایسی فوجین تھین کہ دنیا مین بڑے سے بڑا جنرل انکی کمان پر فخر کر سکتا تھا۔

پہاڑی کے رج پر ایک نہایت خوشنما سائبان ڈالا گیا تھا جسمین چار ہزار کرسیان بچھی ہوئی تھین۔ اندر پورا ایک حلقہ بنا ہوا تھا جس مین وہ اعلے افسر بیٹھے ہوئے تھے جو قلعے مین شہنشاہ ہند کی خدمت مین پیش ہو چکے تھے۔ ان کے بعد شاہی لیجسلیٹیو کونسل کے ممبر ہندوستان کے ہر ایک طبقے کے قائم مقام ہائیکورٹ اور چیف کورٹ کے جج اپنی ججی کا لباس پہنے ہوئے ساتھ ہی ہندوستان کے بہت سے ممتاز جنٹلمین تھے سڑک کے دائین جانب غالیچہ بچھا ہوا تھا۔ جہان اونریبل مسٹر جین کنس لیجسلیٹیو کونسل کے وائس پریذیڈنٹ شہنشاہ ہند و شہنشاہ بیگم کی خدمت مین مبارکبادی کا سپاسنامہ پیش کرنیکے لیئے تیار تھے۔ بائین جانب شہنشاہ بیگم کی گاڑی ہوئی۔ جہان لیڈیان نہایت وجیہہ اور شان کی بیٹھی ہوئی تھین۔ ان سب لیڈیون کا قریب قریب گرمی کا لباس تھا۔ کیونکہ موسم مین حدت پیدا ہو گئی تھی اور بالکل ایک سکون کا عالم تھا۔ چبوترے کے دائرے مین ایک خط کھینچ دیا جائے تو نصف دائرہ ایک طرف ہو جائے اور نصف ایکطرف بالکل اسی طرح چبوترے پر دائرے کی تصنیف ہو رہی تھی ایک طرف نصف دائرے مین لیڈیان اور دوسرے نصف دائرے مین یورپین دیسی شرفا جنکی پولیٹیکل وردیان مین نمایان تھے۔ ٹھیک دوپہر سے پہلے شاہی جلوس پہاڑی پر چڑھا

اور جونہی شہنشاہ ہند نمودار ہوئے۔ چیرز کی آوازون نے چبوترے کے سائبان کو سر پر اُٹھا لیا
جنرل پیٹن اور ملک عمر حیات خان معہ اپنے اپنے قرنا نوازون کے دائین بائین آگے
قدم اُٹھا رہے تھے۔ فوراً قومی بینڈ بجایا گیا۔ اور چارون طرف مبارکبادی کا ایک شور بلند
ہوا شہنشاہ معظم نے قیام فرمایا یعنے اپنے گھوڑے کی باگین روکین۔ آپکے بادپا کا
کھڑا ہونا تھا کہ یکایک چیرز سے پھر وہ سارا حصّہ گونج اُٹھا۔ شہنشاہ ہند کے ٹھہرتے ہی
ملکہ معظمہ کی گاڑی بھی اس مقام پر آگئی۔ جس مقام پر کہ لیجیلیٹیو کونسل کے ممبر بیٹھے ہوئے
تھے۔ وہین شہنشاہ معظم ٹھہرے۔ گورنر جنرل وزیر ہند سپاہ سالار ہند اور بہت سے شہنشاہ کے
ذاتی اسٹاف کے لوگ فوراً ملک معظم کے حضور مین حاضر ہوئے۔ مسٹر جین کنس اس جماعت
مین سے آگے بڑھے۔ اور بہت ادب سے مجرا بجا لاکے حسب ذیل سپاسنامہ پڑھا *

"اعلیحضرت ملک معظم و شہنشاہ بیگم ہندوستان"

انگریزی ہندوستان کی رعایا کی طرف سے لیجیلیٹیو کونسل کے ممبر نہایت ادب اور دلی
عقیدت مندی سے حضور عالیجاہ کو مبارکباد دیتے ہین کہ حضور ہندوستان کے پہلے
سُلطان ہین جنھون نے اس قدیم شہر مین بنفس نفیس قدم رنجہ فرمایا یہ قدیم مقامات تاریخی
یادگارون سے بھرا ہوا ہی جہان بہت سے شاہ اور شہنشاہ گزر چکے ہین۔ صنادید دہلی کے نشانات
اور ان کے گزشتہ جاہ و جلال جس سے ان کی بڑائی اور بزرگی ٹپکتی ہے یہان موجود ہی۔ آج حضور
عالیجاہ نے اسی سرزمین پر اس زبردست قوت کا اظہار فرمایا جو اس وسیع براعظم پر بلا تقسیم حکومت
کر رہی ہی حضور ملک معظم اور ملکہ معظمہ کا اس جگہ قدم رنجہ فرمانا ہندوستانی تاریخ کے متحرک نظارون
مین ایک ایسا پائیدار اور غیر فنا نظارہ قائم کریگا جس کی نظیر ملنی محال ہے۔

وفاداری اور اپنے شہنشاہ کے ساتھ دلی عقیدتمندی یہ ہندوستان کا ایک مذہبی اور
روایتی اصول ہے۔ اور یہ قدیم زمانہ سے چلا آتا ہے۔ اور حضور ملک معظم کی تمام وسیع عملداری
مین یہی اُصول جاری و ساری ہے۔ ایسی وفادار اور ایسی عقیدتمند ملک معظم حضور عالیجاہ

کی کوئی رعایا نہ ہوگی جیسے انگریزی ہندوستان کے باشندے ہیں۔ سلطان کی سلطنت میں مختلف قومیں آباد ہیں جو مختلف زبانیں بولتی ہیں اور انکے مختلف مذہب ہین مگر ہمالیہ کی برفشانی چوٹیوں سے رواییتی راسِ کماری تک اور مغربی پہاڑی سلسلے سے چین اور سیام کی حدود تک سب یکدل ہو کے حضور عالیجاہ کے تخت اور حضور عالیجاہ کی ذات کے ساتھ نہایت وفاداری اور دلی عقیدت مندی کے ساتھ متحد و متفق ہیں اگرچہ حضور عالیجاہ ہم میں بہت تھوڑے عرصے تشریف رکھیں گے۔ مگر تو بھی خوشی اور فخر کے جذبات جس کے اظہار کی ہم یہاں کوشش کر رہے ہین ہر شہر ہر قصبے اور اس وسیع و عریض مملکت کے ہر قطعہ ارض پر اسکا اظہار کیا جاویگا۔ اگرچہ اِس شان و شوکت سے نہیں مگر وفادارانہ جوش و خروش ان مین ضرور پائے جاویں گے۔

وہ خوشی جو حضور عالیجاہ کی تشریف آوری سے ہمیں ہوئی ہے ہمیں شہنشاہ بیگم ہند کے قدم رنجہ فرمانے سے اور چار چاند لگ گئے جنھیں ہم نہ اسلیئے کہ وہ ہماری ملکہ معظمہ ہین۔ اور شہنشاہ بیگم ہندوستان ہین۔ مبارکباد دیتے ہین۔ بلکہ اسلیئے کہ آپکا شاہانہ رویہ اور سلطانہ طرز و انداز اس بلند مرتبے پر پہنچا ہوا ہے کہ تمام ہندوستانی قلوب احترام کے ساتھ آپ کو عزیز رکھتے ہین۔

ہم خداوند تعالےٰ سے دعا کرتے ہین کہ حضور عالیجاہ اور ملکہ معظمہ کو صحت خوشی اور درازی عمر عطا ہو۔ اور ہم دعا کرتے ہین کہ حضور عالیجاہ کے پرفیض حکومت مین ہندوستان کی سلطنت امن فلاح اور خوشی و خرمی کے ساتھ ترقی کرے۔ اور اسکی ترقی مین استقلال اور استواری ہو۔ ہمیں اچھی طرح یقین ہے کہ حضور عالیجاہ کے دل میں سوائے اِس کے اور کوئی خواہش نہ ہوگی۔

شہنشاہ ہند نے اِس ایڈریس کا جواب اپنی زبانِ مبارک سے دیا۔ آپنے اپنے اسٹاف کے ایک شخص سے ایک کاغذ لیا۔ اور اِس عمدہ لہجہ اور بلند آواز سے ایڈریس

کا جواب پڑھا کہ چار ہزار آدمیون میں شاید ہی کوئی شخص ایسا ہو جس نے ہر لفظ کو نہ سُنا ہو اور نہ سمجھا ہو۔ ملک معظم کی وہ اسپیچ حسب ذیل ہے۔

مابدولت واقبال تمہارے وفادارانہ اور پرازفرائض سپاسنامے کا دلی شکریہ ادا کرتے ہین جس کے الفاظ نے مابدولت واقبال کے دل پر بہت اثر کیا۔ اور ان سے مابدولت واقبال کے دل پران بے شمار محبت آمیز اور اطاعت انگیز پیغامونکی یاد تازہ ہوتی ہے جو ہندوستان سے منجملہ دیگر حصص سلطنت جشن تاجپوشی پر انگلستان مین مابدولت قدر قدرت کو وصول ہوئے۔ اور جن کی تقلید مابدولت وشان کی سیاحت ہندمیں ہر مذہب وملت کی ہندوستانی رعایا نے کی ہے۔ مابدولت واقبال کو اپنے گورنر جنرل کی زبانی معلوم ہوا کہ گورنر جنرل کے لیجسلیٹو کونسلون کے ممبرون کے وسیع تجربہ سے جو رعایا ئے ہند کے منتخب قائم مقام ہین۔ مابدولت اقبال کے گورنر جنرل کو گرانمایہ امداد و اعانت ملی ہے۔

تمہارے اس خیر مقدم سے جو مابدولت کی رعایا کے قائم مقام ہونے کی حیثیت مین کیا ہے۔ مابدولت بہت خوش ہوئے۔ مابدولت واقبال تمہیں یقین دلاتے ہین کہ تمہارے سپاسنامہ کے ان الفاظ سے کہ ”ہم دعا کرتے ہین کہ حضور عالیجاہ کی پرفیض حکومت مین ہندوستان کی سلطنت امن۔ فلاح اور خوشی وخرمی کے ساتھ ترقی کرے“ زیادہ کے کوئی آرزو مابدولت کے دلمیں نہیں ہے۔

شہنشاہ ہند کی اسپیچ ختم ہونے کے بعد اس زور سے چیرز ہوئے کہ انکا سلسلہ اتنی دیر تک رہا کہ اتنا زور شور چیرز میں ملک معظم کے پہنچنے پر بھی نہ تھا۔ اور اسکا سلسلہ اسوقت تک قائم رہا جبتک شہنشاہ ہند کا گھوڑا آگے نہ بڑھ گیا۔ پہاڑی کے مغربی ڈھلوان سڑک پر بھی تماشائیون کا وہی اژدہام تھا یہان تک کہ آدمیون کا ہجوم غفیر شاہی کیمپ تک پھیلا ہوا تھا۔ القصہ مبارکباد یونکی صداؤن کے بیچ مین شہنشاہ ہند نہایت

خیر و خوبی کے ساتھ اپنے شہنشاہی کیمپ میں داخل ہوئے۔

والیان ریاست سے ملاقات

۷ دسمبر کی شام کو حضور شہنشاہ معظم نے صبح کی تکان کا بھی خیال نہ کیا۔ اور مندرجہ ذیل والیان ریاست سے ملاقات فرمائی۔ (۱) ہز ہائنس نظام حیدر آباد دکن معہ راجہ کشن پرشاد وزیر اعظم ریاست (۲) ہز ہائنس مہاراجہ بڑودہ (۳) ہز ہائنس مہاراجہ میسور (۴) ہز ہائنس مہارانا اودے پور (۵) ہز ہائنس مہاراجہ جودھ پور (۶) ہز ہائنس مہاراجہ بوندی (۷) ہز ہائنس مہاراجہ بیکانیر (۸) ہز ہائنس مہاراؤ کوٹہ (۹) ہز ہائنس مہاراجہ کشن گڈھ (۱۰) ہز ہائنس مہاراجہ بھرت پور (۱۱) ہز ہائنس مہاراجہ جیسلمیر (۱۲) ہز ہائنس مہاراجہ الور (۱۳) ہز ہائنس مہاراج رانا دھولپور (۱۴) ہز ہائنس مہاراجہ قرولی (۱۵) ہز ہائنس مہاراجہ ڈونگرپور (۱۶) ہز ہائنس مہاراجہ کوٹھاپور (۱۷) راؤ کچال (۱۸) ہز ہائنس مہاراجہ ایدر (۱۹) ہز ہائنس میر خیرپور سندھ۔

تقریب ملاقات کیوقت رائل رکشائر رجمنٹ اور نمبر ۱۷ راجپوت رجمنٹ بطور گارڈ آف آنر خیمہ ملاقات کے سامنے حاضر رہے۔ مہارانا صاحب اودے پور ہز مجسٹی کے عملہ میں رولنگ چیف ان ویٹنگ۔ اور کرنیل نواب سر حافظ محمد عبد اللہ خان اور کرنیل نواب سر محمد اسلم خان شہنشاہ معظم کے آنریری ایڈیکانگ مقرر ہوئے۔ آج شاہی خیموں کی گارڈ آف آنر پر شاہی بحری فوج شاہی بحری افسر اور رائل سنز لیڈر اور ۱۳۰ بلوچیز مقرر تھی۔

ساتویں تاریخ جتنی گہما گہمی دہلی میں رہی ایسی تو شاید کبھی نہ ہوئی ہوگی بیسیوں قسم کا آدمی مختلف صورت اور مختلف لباس میں نظر آتا تھا۔ اُدھر کمپنیوں کا ہجوم شاہی میلے کی دھوم دھام اُدھر شہر کی سڑکوں پر اژدہام۔ واقعی ایسا سماں پیدا کر رہی تھی جو دیدہ نہ شنیدہ۔ سب سے بڑی بات اور سب سے زیادہ حیرت انگیز امر یہ دیکھنے کے قابل ہے کہ اتنے بڑے ہجوم میں ایک شخص کے بھی پھانس تک نہیں لگی۔ اسوقت جبکہ جلوس گزر گیا اور ہزارہا آدمیوں کی یلغار اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کے چلنے لگی تو عقل باور نہیں کرتی کہ ایسی کشمکش میں کسی

چوٹ نہ آئے۔ مگر یہاں یہ عجیب بات تھی کہ سب صحیح و سالم رہے اور کسی کو کوئی لغزش پیدا نہیں ہوئی یہ بھی شہنشاہ ہند کی نیک نیتی کا موجب ہو یہ بات ہمیشہ یاد رہیگی اور یہ بھی یاد رکھنے کی قابل

چوتھا باب

"۸ تاریخ روز جمعہ افتتاح آل انڈیا کنگ ایڈورڈ میموریل کا سنگ بنیاد"

آٹھویں تاریخ علی الصباح شہنشاہ ہند نے اپنے شاہی کیمپ میں ۱۷ رئیسوں کو شرف باریابی بخشا۔ اور ملاقات بازدید کے لیئے ان رئیسوں کے کیمپوں میں شہنشاہ کی طرف سے وائسرائے تشریف لے گئے وہ رئیس حسب ذیل ہیں۔

مہاراجہ نظام حیدرآباد۔ مہاراجہ میسور۔ راجہ کوچن۔ مہاراجہ جموں کشمیر۔ مہاراجہ گوالیار۔ مہاراجہ اندور۔ بیگم بھوپال۔ مہاراجہ ریوان۔ مہاراجہ اودھے پور۔ راجہ دھار۔ راجہ دیواس کلاں۔ راجہ دیواس خورد۔ مہاراجہ پٹیالہ۔ نواب بہاولپور۔ راجہ نابھہ۔ مہاراجہ بھوٹان۔ مہاراجہ سکم۔ خان قلات اور بڑے بڑے اعلیٰ اور فوجی افسر شہنشاہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ اور کل امور آداب شاہی کے لحاظ سے طے پاتے تھے۔

سہ پہر کو شہنشاہ ہند آل انڈیا میموریل کا سنگ بنیاد رکھنے کے لیئے شاہی جلوس کے ساتھ اپنے شاہی کیمپ سے روانہ ہوئے۔ یہ مقام قلعے کے نیچے اور جامع مسجد کے سامنے واقع ہے۔ یہاں ایک نفیس باغیچہ لگایا گیا ہے۔ جو ابھی تیار ہو رہا ہے مختلف سڑکیں نکالی گئی ہیں۔ ایک بہت بڑا چبوترہ بنایا گیا ہے جو ابھی تیار ہو رہا ہے جس پر شہنشاہ آنجہانی کا بت کھڑا کیا جائیگا۔ شہنشاہ آنجہانی گھوڑے پر سوار ہونگے لوگوں کو معلوم تھا کہ شہنشاہ ہند یہاں آج رونق افروز ہونگے ہزارہا آدمی مختلف مقامات پر جہاں سے اس جلوس کی آمد تھی جمع ہو گیا۔ یہ بہت بڑی بات تھی کہ کہیں روک ٹوک نہ تھی۔ جامع مسجد کے سامنے کل اسٹینڈ تماشائیوں سے بھرے ہوئے تھے۔

شہنشاہ ہند وقت مقررہ پر اپنے شاہی کیمپ سے گاڑی میں سوار ہو کر شہنشاہ بیگم کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ اردلی میں گوروں کی فوج تھی علیپور سڑک سے کشمیری دروازے اور ایلجن روڈ ہوتی ہوئی یہ سواری قلعے کے نیچے پہنچی سڑکوں کے دونوں طرف فوجیں آراستہ کھڑی ہوئی تھیں۔ جس وقت شہنشاہ ہند اس نو تعمیر باغ کے دروازے پر پہنچے تو گورنر جنرل اور ایگزیکٹیو کمیٹی کے ممبروں نے شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم کا استقبال کیا اور اس کے بعد شہنشاہ ہند کے حضور میں یکے بعد دیگرے کل ممبروں کو پیش کیا۔ گارڈ آف آنر رائل ہوے رائل ہیری آرٹیلیری۔ گورڈن ہائی لینڈرز سکینڈ بٹالین۔ سکنڈ کنگ ایڈورڈ گورکھا رائفلز باغ کے احاطہ کے اندر صف بستہ تھے۔ اور فوجوں کی وہ پلٹنیں جنکے شہنشاہ آنجہانی کرنیل انچیف تھے۔ چبوترے کے گرد استادہ تھیں۔

گورنر جنرل شہنشاہ ہند اور شہنشاہ بیگم کو شاہیانہ میں لے گئے۔ اسکے بعد لاٹ صاحب نے کھڑے ہوکے ایگزیکٹیو کمیٹی کیطرف سے شہنشاہ ہند کی خدمت میں سپاسنامے کا مضمون پڑھا جو حسب ذیل ہے۔

اعلیحضرت شہنشاہ ہندوستان آل انڈیا میموریل کمیٹی کیطرف سے اعلیحضرت کے والد ماجد شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم آنجہانی کی یادگار قائم کرنے کے لیئے میں حضور عالیجاہ سے التجا کرتا ہوں کہ اس یادگار اسٹیچو کا سنگ بنیاد دست مبارک سے اعلیٰحضرت رکھیں۔ حضور عالیجاہ کی وفادار رعایا نے جس میں غریب و امیر دونوں شریک ہوں۔ اس یادگار میں چندہ دیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے یہ وفادار رعایا کس قدر محبت اور احترام اپنے شہنشاہ آنجہانی کا کرتی ہے۔ یہ اسٹیچو اعلیحضرت کی لاکھوں کروڑوں رعایا کی طرف سے اس بات کی ایک علامت ہوگا کہ محض امن۔ انصاف اور مرفہ الحال جو شہنشاہ آنجہانی کے زمانے میں اس براعظم پر پھیلی ہوئی تھی۔ اور جس شہنشاہ کو پے در پے امن کی فتوحات نصیب ہوئیں اس بنا پر اسکی رعایا اس یادگار سے اپنی ممنوئی کا اظہار کرتی ہے۔ اس قدیم تاریخی شہر میں

اور شجاعان دہر کے اِس مولد و موطن میں ہمارے شہنشاہ آنجہانی کا یہ اسٹیچو نہ صرف گزشتہ خاندانوں کی عظمت اور اعلیحضرت کی رعایا کے اِس دلی خلوص اور محبت کا اظہار کرے گا جو اسے تخت انگلستان سے ہے۔ بلکہ یہ ایک علامت انگلستان کی محبت اور اسکے ہندی حکمرانوں کی ہے اور یہ اس طاقت اور خواہش کو جو ہندوستان کو نیک ارادوں کی رہنمائی کرتی ہو پوری ضامن ہین۔

اب میں اعلیحضرت سے التجا کرتا ہون کہ سنگ بنیاد قائم کیا جائے۔ اور میں اُمید کرتا ہون کہ یہ اعلیٰ یادگار ایک نہایت ہی واجب الاحترام شہنشاہ کی اعلیحضرت کی ہندوستانی رعایا کے دلون میں ہمیشہ قایم رہے گی *

ملک معظم کا جواب

یہ ایڈریس جو ابھی تم نے پڑھا اس سے میرا دل پکڑا گیا اور میرے قلب مین اس نے بہت اثر کیا اس سے اپنے والد شہنشاہ آنجہانی کی یاد از سر نو میرے دلمیں تازہ ہوگئی میرے پدر بزرگوار میرے شاہی گھر میں پہلے وہ شہنشاہ تھے جنھوں نے ہندوستان میں قدم رنجہ فرمایا تھا۔ اور صرف آنجہانی کے حکم سے ابھی چھ سال کا عرصہ ہوا کہ میں اس عظیم اور عجائب و غرائب سرزمین مین آیا تھا۔ حیف صد حیف ہم نے کتنے جلدی اس شہنشاہ کو اپنے میں سے ہمیشہ کے لیئے کھو دیا۔ اور ہمیں کتنے جلدی آنجہانی کا ماتم کرنا پڑا۔ تم نے اپنے ایڈریس مین بیان کیا ہے کہ یہ یادگار نہ صرف ان چند لوگوں کی طرف سے سمجھی جائے جنھیں شہنشاہ آنجہانی سے ذاتی طور پر نیاز حاصل تھا۔ بلکہ ہندوستان کے کل باشندون کی طرف سے اسے خیال کیا جائے۔ ما بدولت و اقبال یہ سُنکے نہایت خوش ہوئے کہ اس شاہانہ محبت کا اثر جو آنجہانی اہل ہند کا اپنے دلمیں رکھتے تھے کتنی سرگرمی سے اِنکے بچون کے دلون میں پیدا ہوا ہے بیٹ ایک قابل احترام یادگار قائم رکھے گا ان نسلون مین

جو ابھی تک موجود نہیں ہیں اور یہ ایک تاریخی یادگار تمہاری وفادارانہ محبت اور ہمجہانی کی ہمدردی اور بھروسہ کا ایک پورا نقشہ ہمیشہ کھینچتا رہے گا۔ یہ محبتانہ تعلقات میرے گھر کے ممبروں اور ہندوستان میں خدا کی مرضی ہوئی تو ہمیشہ ہمیش قائم و دائم رہیں گے۔

ایڈریس کا جواب ختم کرنے کے بعد شہنشاہ اعظم چبوترے کی طرف بڑھے اور اپنے دست مبارک سے یادگاری پتھر رکھا۔ پتھر رکھتے ہی انگریزی باجا بجنا شروع ہوا اور قلعے سے ۱۰۱ توپوں کی سلامی ہوئی۔

اس تقریب کے ختم ہونے کے بعد شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم گاڑی میں سوار ہوگئے۔ اور گاڑیاں اسی مذکور ترتیبی جلوس کے ساتھ شاہی کیمپ کیطرف روانہ ہوگئیں۔ یہاں پہنچکر شہنشاہ اعظم نے گارڈ آف آنر آف دی کنگ رائل۔ رائفل کور اور کننگ جارج اون سیپرس مائنرز کا ملاحظہ فرمایا۔

اسی شب کو شہنشاہ ہند اور شہنشاہ بیگم ہندوستان نے خاص خاص انگریزوں مسلمانوں اور ہندؤں کو دعوت دی۔ جو مسلمان اور ہندو رؤسا علاوہ انگریزوں کے شریک ہوئے تھے وہ حسب ذیل ہیں۔

نواب رادھن پور۔ نواب جنجیرہ۔ سر راجہ علی محمد خان آف محمود آباد۔ آنریبل مسٹر محمد علی جناہ۔ آنریبل نواب عبدالمجید۔ آنریبل مسٹر غلام محمد خان۔ ولد خان بہادر والی بھبر گری۔ نواب کوچن۔ جام صاحب نوانگر آنریبل مسٹر ایم مظہر الحق۔ ہندؤں میں مفصلہ ذیل اصحاب تھے۔

راجہ صاحب دہرنگادہرا راجہ بیپلا۔ ٹھاکر صاحب اور ٹھکرانی صاحبہ گونڈل۔ آنریبل مسٹر ایم جی دادا بھائی۔ اور مسز دادا بھائی۔ آنریبل مسٹر جی ایم چیٹ نویس۔ آنریبل ٹھاکر داس۔ داموودر ٹھاکرسی۔ آنریبل مسٹر جی کے گوکھلے۔ آنریبل راو بہادر آر۔ این مدہولکر راجہ آف چھوٹا اودے پور۔ راجہ باریہ۔ راجہ صاحب وتکانر۔ ٹھاکر صاحب لمبری۔ ٹھاکر صاحب راج کوٹ۔

دعوت کا کمرہ خوب سجایا گیا تھا۔ واقعی بالکل پرستان کا عالم معلوم ہوتا تھا۔ یہ پہلا موقع ہے کہ ایک مغربی شہنشاہ اپنی مشرقی رعایا کے چند معزز آدمیوں کو اپنے ساتھ بیٹھا ہوا کھانا کھلا رہا ہے۔ اگرچہ مشرقی شاہوں میں بھی یہ طریقہ جاری تھا کہ وہ اپنے امرا کو وقتاً فوقتاً دعوت دیا کرتے تھے۔ اس دعوت کا رنگ ڈھنگ ایک علیحدہ شان رکھتا تھا۔ اور اس دعوت کا رنگ ایک جدا کیفیت پیدا کرتا تھا سب کھانے کا لباس زیب تن کئے ہوئے تھے۔ سوائے صورتوں کے اور کوئی تمیز کسی قسم کی نہ تھی۔ کھانے کے اخیر وقت تک برابر باجا بجتا رہا۔ شہنشاہی دعوت کے جو تکلفات ہو سکتے ہیں۔ وہ سب یہاں پورے ہو گئے تھے +

پانچواں باب

۹۔ دسمبر ۱۹۱۱ء اس صبح شہنشاہ ہند نے بارگاہ خسروی میں حسب ذیل رؤسا کو شرف باریابی بخشا۔ اسمار گرامی صوبہ وار آپ ملاحظہ فرمائیں۔

رؤسائے بمبئی میں سے۔ نواب پالن پور۔ جام آف نوانگر۔ مہاراجہ بھاؤنگر۔ راجہ صاحب دھرنگا دھرا۔ راجہ صاحب پیپلا۔ نواب کمبے۔ نواب راوہن پور۔ ٹھاکر صاحب گونڈل۔ نواب جان پیرا سلطان لاہج۔ سلطان شہر اور موکلا۔ فضلی سلطان۔ راجہ دہرم پور۔ راجہ بنس دا۔ راجہ چھوٹا اودیپور۔ مہاراول آف بیریا۔ نواب سچین۔ راؤ صاحب دنکانر۔ ٹھاکر صاحب پیپلا۔ ٹھاکر صاحب لمٹری۔ ٹھاکر صاحب راجکوٹ۔ سردار صاحب بھور۔ سردار صاحب مودھل۔

راجپوتانہ کے رؤسا میں صرف مہاراج رانا جھالاواڑ کو شرف باریابی بخشا گیا

رؤسائے وسطی ہند میں سے مہاراجہ سمتھر۔ نواب جاؤرہ۔ راجہ رتلام۔ مہاراجہ پنا۔ مہاراجہ چرکھاری۔ مہاراجہ بجاور۔ مہاراجہ چھتر پور۔ راجہ سیتامئو۔ راجہ سیلانا۔ راجہ لگڈہ۔

راجہ نرسنگھ گڑھ۔ رانا بروانی۔ رانا علی راجپور۔

بنگال کے رؤسا میں صرف دو رئیس حضور خسروی میں اس تاریخ پیش ہوئے۔ ایک مہاراجہ کوچ بہار اور دوسرے راجہ کردو۔

رؤسا پنجاب۔ راجہ جنید۔ راجہ کپورتھلہ۔ راجہ منڈی۔ راجہ سرمور ناہن۔ راجہ بلاسپور (کولہار) نواب مالیر کوٹلہ۔ راجہ فرید کوٹ۔ راجہ چمبا۔ راجہ سکیت۔ نواب لہارو۔

رؤسا مدراس۔ راجہ پدوکوٹا۔

مشرقی بنگال اور آسام۔ راجہ ہل تپرا۔ راجہ منی پور ریاست۔ سوبا د نواب کھنگتن سوبا نگھو سوباہی پور۔ بلوچستان۔ جام لسبیلا۔

ان دیسی رؤسا کی شرف باریابی کے بعد اعلی احکام انگریزی کو شرف حضوری بخشا گیا۔ اسکے بعد شہنشاہ ہند نے فرسٹ بٹالن نارتھمبرلینڈ فزولرس اور فرسٹ بٹالن کنگ جارج اون رئفل گارڈ آف آنر کا ملاحظہ فرمایا۔

آج صبح کو شہنشاہ بیگم نے ہندوستانی خواتین کو شرف باریابی بخشا۔ جنھون نے ملکہ معظمہ کے حضور میں ایڈریس پیش کیا۔ جسکے جواب میں آپنے یہ گوہر افشانی فرمائی۔

آپنے جس خوشنما طریقہ سے مبارکباد کا ایڈریس پیش کیا ہے اُسکا ہمارے دلپر نہایت اثر ہوا ہے۔ اُمید ہے کہ آپ اس موقع پر جس قدر لیڈیان موجود ہین وہ اپنی ہندوستانی بہنون تک اس وفادارانہ مبارکباد کا شکریہ ہماری طرف سے پہنچا دینگی ہم آپکو اطمینان دلاتے ہین کہ ہمین ان تمام عورتون کی بہبود اور خوشی کے ساتھ جو چار دیواری کے اندر پردے مین زندگی بسر کرتی ہین بہت بڑی دلچسپی اور ہمدردی ہے۔ تاریخ سے پتہ چلتاہے کہ ہندوستانی عورتین اپنے گھرون مین بیٹھی ہوئی بھی کس قدر مفید عام کام انجام دے سکتی ہین۔ اور کس عمدہ طریقہ سے اپنی اولاد کی تربیت کرسکتی ہین ہندوستانی عورات کی تاریخ مین ایسی بے شمار مثالین ملتی ہین جو زبان حال سے بتاتی ہین کہ ہندوستانی ماؤن نے اپنے بچون کے دلون اور دماغون مین جو مفید نصیحتین بھردی تھین۔ اُن کے اثر سے اُن کی

اولاد نے کیسے کیسے کارہائے نمایان کیئے ہین ہمین یہ معلوم کرکے بھی اطمینان ہوا ہے کہ پردہ نشین عورتون کی زندگی مین ترقی ہو رہی ہے اور اس ترقی کی رفتار گو سست ہی مگر وہ ضرور آگے ہی قدم بڑھاتی جائیگی۔ ہمین یقین ہے کہ آپ اپنے بچون مین تعلیم کو ترقی دینے کی خواہان ہین تاکہ وہ بڑے ہوکر آیندہ کارآمد اور روشن خیال والدین بن سکین۔ جو زیور آپنے ہمین نذر کیا ہی وہ ہمیشہ ہماری نگاہون مین نہایت عزیز رہے گا۔ اور ہمین اسکے پہننے کا جب کبھی موقع ملے گا تو خواہ ہم آپسے ہزارون کوس پر ہون۔ اُس وقت ہمارے خیالات اُڑکر ہندوستان مین آجاوینگے اُسوقت ہمارے دل مین اسوقت کی ملاقات تر و تازہ ہو جائے گی اور جس دلی محبت کا اظہار آپ کی طرف سے ہوا ہی وہ ہمارے دلمین موجزن ہوگی۔ جو زیور آپنے ہمین نذر کیا ہی۔ وہ ہماری آیندہ نسلون کو ورثہ مین پہونچتا رہے گا۔ اور وہ ہمیشہ انگلستان کی ایک ملکہ کی ہندوستانی عورتون کے ساتھ سالتھ پہلی ملاقات کی علامت ہوگا۔ آپنے جو مبارکباد ہمین پیش کی ہے۔ اور ہماری اور بادشاہ کی درازی عمر و اقبال کے لیئے خواہش ظاہر کی ہی اسکا ہم تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہین۔ اور آپنے یہ جو دعا کی ہے کہ ہماری سلطنت کے تمام حصّون مین اتحاد رہے سلطنت کو استحکام اور ترقی ہو۔ اس دعا مین بھی اپنی اس قسم کی دعا کو شامل کرتے ہین۔ اس ایڈریس کے بعد ملکہ کی خدمت مین چند معزز ہندوستانی لیڈیون کو پیش کیا گیا۔ علیاحضرت ان کے ساتھ نہایت مروت اور خلق سے پیش آئین جسکا ان لیڈیون کے دلونپر بے انتہا اثر ہوا۔

۹۔ دسمبر کی صبح کو شہنشاہ ہند نے بہت سے رئیسون کو شرف باریابی بخشا جیسا کہ ابھی اوپر بیان ہوا۔ یہ وہ رئیس تھے۔ جنکی سلامی کم سے کم پندرہ توپون کی تھی اور جن رئیسونکی سلامی اس سے کم تھی اُنہین حاضری کے کمرے مین جمع کرکے شہنشاہ نے اپنے دیدار سے محظوظ کر دیا کیونکہ ملک معظم کے لیئے یہ بات ناممکن سی تھی کہ آپ ہر چھوٹے بڑے رئیس کو علیحدہ علیحدہ شرف باریابی بخشتے۔ نہ اتنا وقت تھا نہ اتنی فرصت۔ اسلیئے اعلیٰحضرت نے سب کا دل بھی رکھ دیا اور اپنے گرانمایہ اوقات مین خلل بھی نہ آنے دیا۔ کوئی رئیس یہ نہین کہہ سکتا کہ بارگاہ سلطانی مین مین

شرفِ اندوزِ حضوری نہین ہوا۔

۹۔ دسمبر کی سہ پہر کو ہزارون آدمی پولو گراؤنڈ کی چوطرفہ سڑکون کی پٹڑیون پر شہنشاہ ہند کا نظارہ کرنے کے لیئے جمع ہو گئے۔ پولو گراؤنڈ بجائے خود ایک ایسا نفیس منظر تھا کہ آدمی دیکھے ہی چلا جائے۔ نہایت نفاست سے زمین کو مسطح کر کے اسپر دوب بچھائی گئی تھی۔ بیچ مین پولو کا میدان ادہر اُدہر کھلے ہوئے نفیس مکان تماشائیون کے بیٹھنے کے بنے ہوئے تھے اگرچہ وہ عارضی طور پر بنائے گئے تھے۔ مگر ایسے کمزور نہین تھے کہ چند روز مین خراب ہو جائین۔ بہرحال جگہ نہایت ہی عمدہ اور دلکش قابل دید تھی۔ تماشائی دو مقامات پر بیٹھے ہوئے تھے جہان کرسیان بچھی ہوئی تھین کرسی نشینون کے علاوہ بھی تماشائیون کا اس قدر ہجوم تھا کہ دور تک آدمی ہی آدمی معلوم ہوتے تھے۔ تھوڑی دیر مین شہنشاہ ہند اور شہنشاہ بیگم ٹورنمنٹ گراؤنڈ پر تشریف لائے۔ ہمرکابی مین گاڑیون کا جلوس حسب ذیل طریقہ سے ترتیب دیا گیا تھا سب سے پہلے جو سپہ گاڑی شہنشاہ ہند اور شہنشاہ بیگم کی تھی۔ دوسری گاڑی مین ڈیوک آف ٹیک۔ ڈچز ڈیون شائر۔ کپتان ایچ گاڈفری فاسٹ بیٹھے ہوئے تھے۔ تیسری گاڑی مین مارکوئیس آف کریو ڈیوڈ لارڈ ہائی اسٹور ڈ۔ میجر لارڈ سی فریڈرلس۔

ان گاڑیون کے بعد میجر اسٹاک بے اور کپتان ہاگ گھوڑون پر سوار نکلے۔ اردلی گورون کی فوج اور رسالہ تھی۔ کرنیل سٹیٹن اور کرنیل وسکونٹ ہارڈنگ پولو گراؤنڈ مین موجود تھے۔

سورج مکھی کا چھتر آپ پر لگا ہوا تھا چھتر زرنگار اور جواہر تھا اور دو سنہری وردیون کے چوبدار آپکو چوری اور مورچھل کر رہے تھے۔ شہنشاہ کی گاڑی پولو گراؤنڈ مین آئی تو گورنر جنرل اور ہزاکسلنسی نے آپکا استقبال کیا۔ اس ممتاز صورت سے اُن ہزارہا آدمیون نے بادشاہ کو پہچان لیا جو پشتے کے مغربی حصے پر کھڑے ہوئے تھے ڈریگون گارڈز بھوپال سے بازی کھیل رہا تھا شہنشاہ کے پہونچتے ہی یکایک کھیلنے والون سے جگہ صاف ہو گئی۔ ہجوم وسطی چبوترے کی طرف رجوع ہوا۔ اور بھاگون بھاگ اوس مقام پر پہونچا تاکہ ملک معظم کو بہاکیا وہ دراسو قتعہ

اِس جوش و خروش سے چیرز ہوئے کہ اِس سرے سے اُس سرے تک شہنشاہ ہند کے تشریف لانے کی خبر سب کو پہونچ گئی۔ وہ تماشائی جو پشتے پر جانب چپ بیٹھے ہوئے تھے۔ اپنی جگہ چھوڑ چھوڑ کے آگے بڑھے اور چیرز دینے شروع کئے۔ یہ شاہی جماعت پولو کا تماشہ دیکھنے کے لئے آگے بڑھی۔ اِسوقت گوردن۔ اورکشن گڈھ مین پولو ہو رہا تھا۔ گورنر جنرل اور لیڈی ہارڈنگ بھی شاہ کے برابر موجود تھے۔ ملک معظم نہایت توجہ اور شوق سے پولو کا کھیل ملاحظہ فرما رہے تھے کہ اسی اثناء مین یکایک ایک حادثہ پیش آیا۔ اور اِس حادثہ نے اچانک سب کی نظرین اپنی طرف پھیر لین۔ یعنی رسالدار موتی لال جو کشن گڈھ ٹیم مین سب سے اچھا پولو کھیلنے والا ہے گھوڑے سے گر پڑا۔ اسے لوگ فوراً اٹھا کے علیحدہ لے گئے۔ اگرچہ اسے کوئی سخت ضرب نہین آئی مگر وہ کچھ دیر کے لیئے بیہوش ہو گیا۔ اسکے بعد شہنشاہ ہند پولو گراونڈ سے سیدھے اِس مقام پر پہنچے۔ جہان فٹ بال کھیلی جا رہی تھی۔ یہان ہزارون ہندوستانی اور انگریزی سپاہیون نے ملک معظم کی سلامی اتاری۔ اسکے بعد ملک معظم نے چبوترے پر چاء نوشی فرمائی۔ اور پھر ایک بار اور انسانون کے مجمع کثیر مین سے چیرز کی آوازین بلند ہوئین۔ اور پھر ملک معظم اور ملکہ معظمہ اپنی شاہی گاڑی مین بیٹھنے کے لیئے آگے تشریف فرما ہوئے۔ بس پھر کیا تھا۔ پولو گراونڈ اور فٹ بال کو چھوڑ چھوڑ کے اِس شہنشاہی جلوس کا نظارہ کرنے کے لیئے لوگ چارون طرف سے امنڈ پڑے چونکہ سونے کا چھتر ایک شاہانہ علامت موجود تھا اس لیئے کسی کو بھی اپنے شہنشاہ کے پہچاننے مین دقت نہین ہوتی تھی سب نے گاڑی پر سوار ہوتے وقت ایک بار اور بھی چیرز دئے اور اِس طرح کھیلون کا نظارہ کرنے کے بعد شہنشاہ ہند اور ملکہ معظمہ اپنی سلطانی بارگاہ مین پہنچے۔

اس شب کیمپ کی کیفیت لایق دید تھی۔ ہر کیمپ مین دعوتین ناچ رنگ اور جلسے ہو رہے تھے۔ ہندوستانی اور انگریز ہر جلسے مین نظر آ رہے تھے۔ شادیانے بج رہے تھے۔ کہین جام شراب چل رہا تھا کہین دیسی گانے کی صدا اور کہین انگریزی گانے کی آوازین آ رہی تھین دشمنی کا نام اس جشن اور خوشی کی جلسون کو دوبالا کر رہا تھا۔ سب لوگ جوش مسرت و انبساط مین مست سارا کیمپ ملک معظم کے قدمون کی برکت سے عشرتکدہ بن رہا تھا

چھٹا باب

۱۰ دسمبر ۱۹۱۱ء اتوار

شاہی کیمپ مین نماز

شہنشاہ ہند نے صبح کی نماز گرجے مین ادا کی یہ گرجا عارضی طور پر جگت پور کے آس پاس بنایا گیا تھا جگت پور وہ مقام ہے جہان دہلی کی فوج قلعہ نے اپنا کیمپ بنایا تھا۔

شہنشاہ ہند اور شہنشاہ بیگم ہندوستان ایک ہی گاڑی مین بیٹھے ہوئے تھے۔ سب سے پہلی گاڑی آپ ہی کی تھی۔ دوسری گاڑی مین ڈچز آف ڈیون شائر۔ لارڈ ہائی اسٹیوارڈ۔ مارکوئس آف کرو۔ اور لارڈ شفٹسبری تھے۔

تیسری گاڑی مین ڈیوک آف ٹیک۔ کاؤنٹس شفٹس بری۔ عرض بیگی۔ اور لارڈ ہمفرڈ ہم تھے دو ہیجبر گھوڑون پر سوار۔ ادہر اُدہر جارہے تھے۔ اردلی مین دو گھوڑون کے رسالے تھے۔ اور سڑک کے دو طرفہ گورا اور دیسی فوج کھڑی ہوئی تھی۔ نماز لاہور کے بشپ نے پڑھائی۔ اور وعظ مدراس کے بشپ نے بیان کیا۔ ۸۰۰۰ فوج نماز مین شریک تھی۔

نماز کی یہ تقریب بہ نسبت اور شاندار تقریبون کے اپنی وضع طرح مین بالکل نرالی تھی۔ اِسوقت شہنشاہ ہند اور ملکہ معظمہ مثل معمولی آدمیون کے اپنے مسیحی سپاہیون کے بیچ مین خداوند تعالے کی عبادت کرنے کے لیئے گرجے مین حاضر ہوئے تھے۔ نماز کی کل تقریبات کی سادگی حقیقت مین بہت ہی موثر تھی۔ دو پشتے جگت پور کے سامنے بنائے گئے تھے اور ہر ایک پر شامیانہ نصب کیا گیا تھا۔ ایک شامیانہ مین شاہی جماعت نے نشست کی اور دوسرے شامیانہ مین پادری وغیرہ بیٹھے۔ پادریون کے جانب شمال ایک اور پشتہ بنایا گیا تھا۔ جہان مسیحی سپاہی بٹھلائے گئے تھے۔ اور ان کے نیچے یعنی بائین ہین بینڈ والے کھڑے ہوئے تھے بڑی تعداد تو گوردن کی تھی۔

مگر ان مین ہندوستانی اور گورکھے بھی معلوم ہو رہے تھے لیکن یہ وہی ہندوستانی اور گورکھے تھے جنھون نے عیسائی مذہب قبول کرلیا تھا۔ شاہی نشستون کے پیچھے تماشائیون کی کرسیان بچھی ہوئی تھین ان کے گرد ایک حلقہ سپاہیون کا تھا۔ اور یہان مختلف پلٹنین متعین کی گئی تھین گورنر جنرل اور لیڈی ہارڈنگ کے پہنچنے کے بعد پادریون کا ایک جلوس بنایا گیا اور وہ سب ملک معظم اور ملکہ معظمہ کی خدمت مین پیش کرنے کے لیئے تیار کیا گیا۔ لکھنو۔ لاہور۔ بنگال رنگون ناگپور۔ چھوٹا ناگپور اور مدراس کے پادری اس جلوس مین شریک تھے۔ ساڑھے دس بجے دور سے چیرز کی آواز اُٹھنے لگی۔ جس سے معلوم ہوا کہ شہنشاہ ہند تشریف لا رہے ہین۔ اسوقت ملک معظم گہرے نیلے رنگ کا جنگی فراک کوٹ پہنے ہوئے تھے۔ نماز آرچ ڈیکن نیکولس نے پڑھائی۔ شامیانے مین چونکہ آواز نہین گونجتی تھی۔ اسلیئے پادری کی آواز دور و نزدیک صاف طور پر آرہی تھی۔ پادری جی۔ جے چری نے پطرس کی انجیل کی ۲۰ آیتین پڑھین اسی طرح دوسرے پادریون نے مختلف اناجیل کی آیتیں پڑھین پھر لاہور کے بشپ نے نماز پڑھائی پھر شہنشاہ ہند اور شاہی خاندان حکومتِ ہند اور مذہب کے لیئے دعائے خیر کیگئی۔

شاہی نماز کے بعد ایک پر اثر سرمن پڑھا یہ وعظ انجیل کی پہلی آیت سے ۱۵ آیت تک کی گویا ایک تفسیر ہے بشپ صاحب نے اپنے سرمن کا آغاز ان الفاظ سے کیا۔

آج ہمارا وعظ اُس تاریخی واقعہ کے متعلق ہی جو برٹش سلطنت کی تاریخ مین عدیم النظیر ہے اور وہ اس وجہ سے زیادہ موثر ہے کہ اس مین نہ صرف ہماری ہی جماعت کے لوگ ہین بلکہ ہزار ہا ہندوستانی اور یورپین بھائی بھی جو ہندوستان کے مختلف مقامات کے رہنے والے ہین شریک ہین۔ جن دعاؤن کا آج ہم نے استعمال کیا ہی وہی آج ہندوستان کے تمام شہرون اور گرجا گھرون اور گانوں اور خام مکانات کی عبادتگاہون مین بیس زبانون کے ذریعہ سے مانگی جاتی ہین۔ اور اس تاریخی موقع پر دعاؤن کے مانگنے کا یہ اتفاق و اتحاد اُن روحانی اور مذہبی سچائیون کی نسبت ہمارے گہرے خیالات کو ظاہر کرتا ہے جو اس دربار تاجپوشی سے

تعلق رکھتی ہے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ تمام قدرت خدا کی جانب سے حاصل ہوتی ہی جن رونق دار منظروں کے عالم میں ہمارے شہنشاہ کی تاجپوشی ہو رہی ہے اس سے یہی بات ثابت ہو رہی ہی کہ وہ ظل خدا کے طور سے حکومت کرتا ہی۔ اس دربار کی شان و شوکت کے پردہ میں خدا کی اعلیٰ حکومت دکھائی دے رہی ہی۔ اور اس مسیح کو جو ہم خدا کے تاج کے روبرو اسکی عبادت کر رہے ہیں تو ہمارے بادشاہ کی تاجپوشی کی ساری اہمیت ہمارے اس گہرے عقیدت سے وابستہ پائی جاتی ہی کہ اسکو اسکے اعلیٰ منصب پر خدا ہی نے طلب کیا ہی۔ اور اسکو خدا کے ہاتھ سے برٹش سلطنت کا تاج ملا ہے۔ اور خدا کی روح مقدس نے اسکو بھاری کام کے لیئے عقل اور قوت عطا کی ہے۔

میں صرف عیسائی جماعت کے ایک قائم مقام کی حیثیت سے یہ تقریر کر رہا ہوں لیکن ہماری غیر عیسائی ہمجنس رعایا کو ہم لوگوں سے کچھہ کم اس بات کا اعتقاد نہیں ہی کہ اُن کے بادشاہ کو منجانب الٰہی یہ حکومت سپرد ہوئی ہے۔ اور جو گرمجوشانہ خیر خواہی ہندوستان کے کل باشندوں نے ہندوستان کے بارے میں ظاہر کی ہے وہ ایک بڑے درجہ تک اس عقیدہ کے سبب سے ہے کہ انکا بادشاہ ظل اللہ کی حیثیت سے اُن پر حکمران ہی اس موقع کی اس کارروائی سے بھی ہم لوگوں پر ظاہر ہے کہ اس سلطنت کی ذمہ داری کس قدر بھاری ہے۔ کیونکہ کل قوت خدا کی طرف سے حاصل ہوتی ہے۔ پس یہ سلطنت ہم کو مشیت ایزدی کے پورا کرنے کے لیئے دیگئی ہے۔ دنیا کی تاریخ اصل میں اس بات کی شاہد ہے کہ خدا کی مشیت ازلی (گو انسان ہی کے جذبات اور اولوالعزمیوں کے ذریعہ سے کیوں نہ ہو) بتدریج پوری ہوتی ہے۔ جو کچھہ اس مشیت کے خلاف ہی وہ نیست و نابود ہو جائے گا۔ اور جو کوئی اسکی مخالفت کریگا وہ غارت ہوگا۔

ہمکو یہ فروگذاشت نہ کرنا چاہیئے کہ اس بھاری مقصد کا حصول محض مدبروں اور پولیٹیشنوں پر منحصر ہے سب سے بڑھکر اس بات کی ضرورت ہی کہ وہ تنگ ظرفانہ اگلی عداوتیں اور غیر عیسائی خیالات ترک کر دئے جائیں جنکی وجہ سے انسانی اخوت غیر ممکن ہو گئی ہے۔

اور ہر ہر فرد بشر مرد عورت کو چاہیئے کہ زندگی پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دل سے نظر کرے اور ہر طبقہ اور ہر قوم کے لوگوں کے باہمی تعلقات کے بارے مین ویساہی خیال کرے ہم لوگون کو وہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کا خیال ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیئے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کتاب ہی سے ہم کو حاصل ہوسکتا ہے اور ہمکو ادنے درجہ کے پیمانون پر قناعت نہ کرنا چاہیئے۔ ہندوستان مین انگلش لوگ عمدگی قائم کرنے اور اپنے فرائض انجام دینے اور انصاف کرنے کے لیئے آئے ہین اور انکو چاہیئے کہ اخوت اور محبت پیدا کرنے کے کام مین بھی زیادہ انہماک کرین۔ آج جو بڑی سلطنت خدا نے ہم کو عطا کی ہے اسکے انجام کرنے کے لیئے حضرت عیسیٰ کی اعلیٰ درجہ کی محبت اور نفس کشی سے کمتر درجہ کی باتین نہین درکار ہین۔ اقوام کے مابین بڑی دیوارین اور سمندر حائل ہین اور ہماری سلطنت اور تمام دنیا مین یہی حال پایا جاتا ہے۔ اور جو ایک قوت ان سمندرون کو پاٹ سکتی ہے اور ان حائلہ دیوارونکو توڑ سکتی ہے وہ خدا کی محبت اور ہمارے دلون اور ہماری زندگی کی باتون کے درمیان خدا کے رہنے کی قوت ہے۔

خدا کرے کہ یہ قوت ہم کو حاصل ہو جائے۔ دہلی مین مختلف اقوام اور مذاہب کے لوگون کا جو یہ بھاری مجمع پایا جاتا ہے۔ ان سب کا ایک عام متحد خیال یہ پیدا ہو جائے کہ ہمارے ملک قیصر کے خیر خواہ رہین۔ اور آئیندہ اس سے بھی زیادہ اتحاد قائم ہو اور ایسا وقت ہونے پر بھی جب کشمکش اور طوفان اور اختلافات اور نفس کشی ہو ہر حالت مین ہم اپنے عقیدہ اور اپنی محبت کے جوش مین آگے بڑھتے چلے جائین تا آنکہ باہمی اخوت صرف خیالی امر نہ سمجھے بلکہ ایک حقیقی بات ہو جائے۔ اور دنیا کی سلطنت فی الواقع ہمارے لارڈ اور اوس کے پیغمبر حضرت عیسیٰؑ کی سلطنت ہو جائے۔

نماز ختم ہونے پر ملک معظم اور ملکہ معظمہ گاڑی مین سوار ہوئین۔ اور سیدھی شہنشاہی کیمپ مین داخل ہوئین۔ واپسی اسی ترتیب سے ہوئی جو اوپر ذکر کی گئی۔ ملٹری روڈ۔ پیرڈ روڈ۔ اور پرنسز روڈ سے یہ جلوس واپس آیا۔

ساتوان باب
کورٹ سرکیولر

شہنشاہی کیمپ ۱۱ دسمبر دہلی

اِس تاریخ صبح کو ملک معظم اپنی فوج کی مختلف پلٹنون کو نیا جھنڈا دینے کیلئے گھوڑے پر سوار ہو کے جلوس کے ساتھ پولو گرانڈ مین تشریف لیگئے شہنشاہ کے ہمرکاب گھوڑون پر سوار ڈیوک آف ٹیک گورنر جنرل میجر جنرل ہی ورگرام۔ سر چارلس فٹز ماراٹس۔ مہاراجہ بیکانیر۔ نواب رامپور۔ میجر جنرل سر پرتاب سنگھ۔ مہاراجہ گوالیار۔ کمانڈران چیف۔ میجر جنرل سر ایس بیٹسن وغیرہ وغیرہ تھے ملکہ معظمہ گاڑی مین سوار تھین اور آپکے سامنے کاؤنٹس آف شفٹس بری اور لارڈ ڈہائی اسٹوارڈ تھے۔ اور آپکی جلو مین کپتان ہل اور لفٹنٹ کرنیل ڈنسن گھوڑون پر سوار تھے۔

لیڈی ہارڈنگ بھی گاڑی مین بیٹھی ہوئی تھین اور ان کے ساتھ گاڑی مین ذریہند اور کپتان پی برن تھے۔ اردلی مین تیرہوان اور چھبیسوان گھوڑون کا رسالہ تھا۔

شہنشاہ ہند نے یہان پہنچ کے انگریزی پیادہ پلٹنون کا ملاحظہ فرمایا جو ایک حلقہ کیصورت مین کھڑی ہوئی تھین اسکے ملاحظہ کے بعد ملک معظم گھوڑے پر سے اتر پڑے اور اسیوقت آپکے حضور مین پہلے پادری پیش کئے گئے اسکے بعد فوج نے سلامی اُتاری۔ پھر شہنشاہ معظم اپنے گھوڑے پر سوار ہوگئے اور معہ ملکہ معظمہ کے پولو گراؤنڈ کے شرقی جانب باگین اُٹھائین۔ یہان نوے پنجابیز اور ۱۸ دین انفنٹری نے سلامی اُتاری۔ ملک معظم نے اسکے بعد ان دو پلٹنون سے کچھ ارشاد فرمایا اور پھر ملک معظم کے حکم سے کمانڈر انچیف نے اسکا اردو ترجمہ پڑھکر سُنایا۔ پھر شہنشاہ ہند نے ہندوستانی اور امپیریل سروس ٹروپ کے منتخب جانبازون کا ملاحظہ کیا۔ اسوقت ملک معظم ملکہ معظمہ کے ساتھ گاڑی مین بیٹھے ہوئے تھے۔

اِس معائنہ فوج کے ختم ہونے کے بعد ملک معظم معہ ملکہ معظمہ کے کیمپ مین تشریف لائے۔ جہان آپنے گارڈ آف آنر کا ملاحظہ فرمایا سہ پہر کو شہنشاہ ہند اور ملکہ معظمہ نے دہلی دربار پولو ٹورنمنٹ کو شرف حضوری بخشا اسوقت آپ گاڑی مین سوار تھے اور پیچھے تین گاڑیان اور تھین جسمین وزیر ہند وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے ایک میجر اور ایک کپتان گھوڑون پر سوار تھے۔ جس وقت ملک معظم پولو کے چبوترے پر پہنچے تو گورنر جنرل اور لیڈی ہارڈنگ نے آپکو اپنی جگہ پر لیجائے بٹھایا۔ اسکے بعد پولو کا کھیل شروع ہوا۔ جیتنے والے کو ملکہ معظمہ نے اپنے دست مبارک سے پیالہ عطا کیا۔ اسکے بعد دونون ٹیمون کے ممبرون کو شہنشاہ کی حضوری مین پیش ہونے کا فخر حاصل ہوا۔

فوجون کو جھنڈے دینے کے بعد جسکا تذکرہ ہوا ہے شہنشاہ معظم نے ان سے مخاطب ہوکے حسب ذیل ارشاد فرمایا۔

مابدولت واقبال نہایت خوش ہین کہ اسوقت مابدولت جدید کلر آپ لوگون کو عنایت فرماتے ہین کسی رجمنٹ کی تاریخ ہین نئے کلر کا پیش کرنا حقیقت مین ایک مہتم بالشان کام ہے اسلیئے کہ آپ اپنے پُرانے جھنڈے کو خدا حافظ کہتے ہین۔ وہ جھنڈا جسپر گزشتہ کارہائے نمایان کی روایتین لکھی ہوئی ہین۔ اسکے معاوضے مین آپکو وہ نیا جھنڈا ملتا ہے۔ جسکے اندر تمہاری آئندہ فتوحات کے نام تحریر کئے گئے ہین۔ فخر سے ان لوگون کے نمایان کامون کا جو گزر چکے بیان کرو۔ اور اپنی نظیرین آنیوالے زمانے کے لیئے آگے بڑھتی ہوئی ڈالو۔ یاد رکھو کہ یہ معمولی جھنڈے نہین ہین جو اسوقت مابدولت تمہین عطا کر رہے ہین۔ یہ وہ جھنڈے ہین جو جنگ مین تمہارے لیئے ناموری کی ایک دیرپا یاد قائم رکھنے کے ضامن ہین۔ یہ تمہارے ذاتی فرائض کی علامت ہین اور خداوند کی اطاعت کے بیرونی نشان ہین۔ ان سے تم اپنے بادشاہ اور ملک کی عزت کرسکتے ہو۔ اور اس عزت کا سلسلہ نسلاً بعد نسلاً قائم رہنے والا ہے"۔

پھر ملک معظم نے ان ہندوستانی رجمٹوں کیطرف خطاب کرکے جنھیں سے نئے جھنڈے عطا ہوئے حسب ذیل بیان فرمایا۔

عرصہ دراز تک یہ جھنڈے صرف میدان جنگ کے لیئے موزون قرار دیئے گیئے تھے مگر آج یہ ایک فرض کی علامت ہین اور خداوند تعالی اور سلطنت کی اطاعت کی ایک نشانی ہین۔ اور اسی طرح گزشتہ فتوحات کا ان کے ساتھ ایک دفتر ہی۔ مابدولت یہ جھنڈے تمہین عطا کرتے ہین۔ خدا کرے ان جھنڈون سے بوڑھے سپاہیون کے شجاعانہ کامون کی یاد تازہ ہو اور وہ یا د نوجوان سپاہیون کے دلون مین مثل آگ کے بھڑکتی رہے۔ اور اس آگ سے تمہاری رگ رگ مین تاج کی فدائیت کا جوش موجزن ہو۔ اسوقت مذہبی آزادی تمہین پیدائشی حاصل ہے۔ اپنی مرضی کے مطابق ان جھنڈون کی علامتون کو دیکھو۔ اور ان مین پاک بھروسے کا جلوہ نظر کرو تمہاری ہاتھون مین یہ ہمیشہ محفوظ رہین۔ اور ان جھنڈون مین تم اپنے بزرگون کے سپاہیانہ فخر کے نقشے ملاحظہ کرو۔

شاہی کیمپ سے پولو گراونڈ کا صرف چند منٹ کا فاصلہ ہے۔ کنگ وے اسٹیشن اور پرنس روڈ سے پولو گراونڈ کے دروازے تک فوج کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ ساتھ ہی دیسی اور انگریزی سوار۔ پیادہ فوج کے پیچھے صف بستہ کھڑے ہوئے تھے پیچھے ہزارہا آدمیون کا ہجوم تھا۔ جہان سے پولو گراونڈ صاف طور سے نظر آرہا تھا۔ اور کل جنگی افسر اپنی فوجی وردیان پہنے ہوئے تھے اس دن لیڈیان گرمی کا لباس زیب تن کیئے ہوئے تھین۔ اورنگ آباد سے بھی گوردنکی فوج نئے جھنڈے لینے کے لیئے آئی تھی۔ ملک معظم فیلڈ مارشل کی وردی پہنے ہوئے تھے۔ آپکے ہمرکاب گورنر جنرل تھے جن کی نیلی وردی تھی۔ اور ساتھ ہی کمانڈر انچیف اور شاہی اسٹاف تھا۔ لوگون نے بہت جوش اور دلی جذبے کے ساتھ شاہی جماعت کو چیرز دیئے۔ اس شاہی جماعت

مین ڈیوک آف ٹیک سب سے زیادہ نمایان تھے۔ آپ کے ہاتھ مین ایک چاندی کا ڈنڈا
تھا۔ آپ ملک معظم کے پرنسل ایڈ ی کانگ ہین۔ اسی طرح مہاراجہ گوالیار اور بیکانیر اپنی اپنی ڈیوٹی
پر موجود تھے۔ ملکہ معظمہ شاہی گاڑی پر سوار تھین۔ جس وقت شاہی جماعت پہنچی ہے فوراً
شاہی سلامی اتاری گئی۔ ملک معظم سواری سے اُترکے فوج کے حلقے مین پہنچے اور فوجون کا
معائنہ فرمایا۔ واپس ہوتے وقت ملک معظم اُس مقام پر اُترے جہان شاہی جھنڈا نصب
تھا۔ آپکے اُترتے ہی گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف فوراً خدمت مین حاضر ہوئے اور ادب
سے معہ اپنے عملے کے اپنی حد پر کھڑے رہے۔ اور اُس وقت کی کل تقریبات بوجہ حسن
عمل مین آگئین اور جسطرح ہم اوپر بیان کر آئے ہین۔ مختلف پادریون کی ایک کثیر جماعت
ملک معظم کی خدمت مین پیش کیگئی۔ کئی پادریون نے جھنڈا دیتے وقت چند دعائیہ جملے
کہے جھنڈا لینے کے لیئے پلٹنون کے کمان افسر اپنے دو میجرون اور دو ماتحت افسرون
کے ساتھ برہنہ تلوار ہاتھ مین لیئے ہوئے آگے بڑھتے تھے اور ملک معظم کے دست مبارک
سے جھنڈا لیتے تھے۔ جھنڈا لینے کے بعد افسر اپنا دایان گھٹنہ زمین پر ٹیک کے جھک
جاتا تھا۔ اور جھنڈے کو بوسہ دیکے پیچھے قدمون ہٹ آتا تھا۔ باجہ بج رہا تھا اسی
اثنا مین ملک معظم جھنڈے تقسیم کرکے اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور پولو گراونڈ کے
مشرقی سمت گھوڑے کی باگین اٹھائین۔ سوار ہوتے ہی تین فیر پے در پے دئے
گئے۔ یہان بھی فوجین آراستہ تھین۔ دیسی فوجین دو دریا مقام پر کھڑی ہوئی تھین۔
دیسی فوجون مین زیادہ تر مسلمان تھے جو مشرقی پنجاب اور ہندوستان کے رہنے
والے تھے۔ رجمنٹ مین چار کمپنیان سکھون کی تھین۔ ایک برہمی کی تھی ایک راجپوتون
کی اور دو پنجابی مسلمانون کی۔ یہ تقریب بہت جلد ختم ہوگئی۔ ملک معظم گھوڑے سے
اتر آئے تھے۔ مگر ملکہ معظمہ گاڑی مین بیٹھی ہوئی سارا نظارہ کر رہی تھین۔

ملک معظم اُن بوڑھے سپاہیون کے قریب ہوکے گزرے جنکو پنشنین ملتی ہین اور جنکے

پاس آرڈ آف سیرٹ کا تحفہ ہے۔ اِن بوڑھے سپاہیون کا ملک معظم کو بالکل اپنے پہلو بہ پہلو دیکھنا ایک ایسی غیر مترقبہ نعمت تھی جسکی قدر سوا ئے ان کے کوئی نہین جان سکتا۔

غرض ان کل تقریبات کے ختم ہونے کے بعد ملک معظم دوپہر کے وقت اپنی فرودگاہ پر پہنچے سہ پہر کو ملک معظم اور ملکہ معظمہ نے پولو کے کھیل ملاحظہ فرمائے اور جیسا کہ آپ بھی دربار گشتی مین پڑھ چکے ہین۔ ملکہ معظمہ نے خود اپنے ہاتھ سے بازی جیتنے والے کو پیالہ عطا فرمایا۔ باجہ برابر بج رہا تھا۔ اور اُسکی سریلی آوازین سننے والون کے دلون مین ایک نئی روح پھونک رہی تھین۔

غرض یہ دن مختلف کھیلون اور تماشون کے بعد بخیر و خوبی ختم ہوگیا۔ فوجون کا اس رخ تمام طویل و عریض رقبے مین جال بچھا ہوا تھا۔ رقبے کا چپّا چپّا فوجون سے پر تھا۔ اور اس عمدہ ترتیب سے تمام رقبے کو فوجون نے اپنے قبضے مین کیا تھا کہ جیسے فنون جنگ کا بہت بڑا ماہر کسی قلعہ کا محاصرہ کرتا ہے۔ تیس ہزاری کے میدان سے لگا کے امفی تھیٹر تک بلکہ اس سے بھی کئی میل پرے تک اس عمدگی سے فوجی انتظام کیا گیا تھا کہ کوئی جگہ فوج سے خالی بھی نہین تھی اور پھر فوجون کا زیادہ ہجوم بھی نہیں معلوم ہوتا تھا۔ وہ ہجوم کہ جو نامناسب ہو ٭

لائٹ ریلوے

لائٹ ریلوے چونکہ اس دربار کی جزو اعظم ہے اسلیئے اسکا مختصر حال ہم ۱۲ دسمبر کے شہنشاہی دربار کی کیفیت لکھنے سے پہلے ذکر کرتے ہین۔ کیونکہ ۱۲ تاریخ کے شہنشاہی دربار کے ساتھ اِس لائٹ ریلوے کو سب سے زیادہ تعلق ہے۔ اسی ریل نے ہزار ہا آدمیون کو امفی تھیٹر تک پہنچایا تھا۔ دنیا کی تاریخ مین لائٹ ریلوے جیسی چھوٹی چھوٹی گاڑیون مین اِس کثرت سے لوگون کا ہجوم دنیا کی تاریخ مین پہلا نظارہ ہے۔

یہ ریل فروری ۱۹۱۱ء سے بنی شروع ہوئی۔ ۱۵ مئی تک پہلی اور چھٹی سفرمینا اور ٹرنس اسکو بناتی رہین۔ زمین کا ہموار کرنا۔ لینین بچھانا۔ غرض ریل کا جو کچھ کام ہوتا ہے نہایت عمدگی اور پھرتی سے کیا گیا۔ ۱۵ مئی کو ان کو جگہ ۲۵ وین ریلوے کمپنی سفرمینا کی بھی کام پر آگئی سخت گرمی کے موسم مین بھی کمپنیان اس ریلوے پر برابر کام کرتی رہین۔

جون کے مہینہ تک پلٹنیں رکھی جا چکی تھین سنہ ۱۹۱۱ء سے یہ دونون سفرمینا کی کمپنیان اپنے کام مین بہت نام پیدا کر چکی ہین جس پہاڑی مین ہوکے یہ ریل گزری تھی وہ سطح ارض سے ۲۰۰ فٹ بلند ہے۔ اسی سے سفرمینا کے نمایان کامون کا اندازہ بخوبی ہوسکتا ہے کہ اُس نے کیسا سخت کام حسن خوبی کے ساتھ چند ماہ مین انجام دیا۔

غرض اگست تک سب چیزون کی تکمیل ہوگئی۔ نہر کا پل بھی بن گیا۔ اور ندی نالون کے کل انتظامات بھی ہوگئے۔ مگر ستمبر کے شروع ہوتے ہی دہوان دہار بارش نے اسے سخت نقصان پہنچایا۔ نہر کا وہ پل جو امفی تھیٹر یعنی بڑے درباری چبوترے کے قریب بنا تھا پانی مین بہ گیا اور بعض مقامات پر سڑکین بھی بارش کی نذر ہوگئین۔ اس سے خرچ زیادہ بڑھ گیا اور نئے سرے سے مقامات کی تعمیر شروع کی گئی۔

۸ اگاڑیان تو صرف فوجی سامانون کے لانے لیجانے کے لیئے مقرر تھین۔ ۳۲ انجن تھے جو اسی فوجی کام کے لیئے مخصوص کردئے گئے تھے۔ تیس ہزاری سے پولو گراؤنڈ تک ۱۲ سے کم دروازے نہین تھے۔ جن مین سے لیول کراس ہوتا تھا۔ ۲۵ وین کمپنی سو سپاہی اور پچاس قلی ان دروازون پر متعین تھے۔ اور ساٹھ انگریز نن کمشنڈ افسر انکے ساتھ تھے۔ یہ سب لوگ پولس کے فرائض نہایت تن دہی سے انجام دیتے رہے۔ جلوس کی سڑکون اور بڑی بڑی سڑکون پر تیس فیٹ دوہرے دروازے بنائے گئے تھے اور ان کے سرون پر سنہری تاج رکھا گیا تھا۔ ان ہی دروازون مین سے ریل کراس کرتی ہوئی نکلا کرتی تھی۔ کراس کیوقت بہت ہی سخت احتیاط کرنا پڑتی تھی کہ کہین کوئی حادثہ نہ ہوجائے۔

واقعی یہ ہے کہ کراس کیوقت بہت ہی خوف معلوم ہوتا تھا کہ کہین گاڑی پلٹ نہ جائے۔ مسافرون کا وزن زیادہ اور گاڑیان نہایت ہلکی الٹ جانا کیا بات تھی۔ مگر فوجی ڈرائیور اِس بے تکلفی سے کراس کر لیتا تھا کہ ذرا بھی جھکاؤ نہ ہوتا تھا۔

سب سے زیادہ ایک نئی بات اِس ٹرین مین یہ تھی کہ چلنے مین خاک مطلق نہ اڑتی تھی۔ جیسا کہ ریل چلنے مین خاک کے دل بادل چھا جاتے ہین۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ ریل کی لائن پر تیل چھیڑکا گیا تھا۔ اور اسوجہ سے گرد وغبار کا نام ونشان تک نہ تھا سب سے بڑی اچنبھے کی بات جس سے آپکو تعجب آجائے گا وہ یہ ہے کہ صرف ایک ہی تاریخ یعنی ۷۔ دسمبر کو اِس لائٹ ریلوے مین پورے تیس ہزار آدمیون نے سفر کیا۔ اب اسی سے آپ دربار کے اور دنون کا بھی قیاس کر لین ۞

دربار کی بڑی ریلوے لین

دربار کی بڑی لائن۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے نے یہ تمام ریلوے لائن پھیلائی تھی رہتک لائن سے یہ لائن کاٹی گئی تھی۔ اور پنجابی سرائے سے دو لینیں کر دیگئی تھین اس لین کا بڑا ہیڈ کوارٹر شکور پور تھا جسکے قریب امپیریل سروس فوج کا کیمپ تھا۔

یہ لین رہتک لین سے جدا ہو کر اور گھومتی ہوئی پراونشل کیمپ ہوتی ہوئی ٹھیک آزاد پور تک گئی تھی۔ اور ایک لین انبالہ لین سے جدا ہو کر سبزمنڈی کی پشت پر سے سیدھی آزاد پور گئی تھی۔ اور آزاد پور سے دو لینین تھین۔ ایک لین پولو کو آئی تھی اور ایک کنگ سوے اسٹیشن کو آئی تھی اور ایک شاخ ایمفی تھیٹر ہوتی ہوئی سیدھی فوجی کیمپ کو چلی گئی تھی جیسا کہ آپکو دربار دہلی کے نقشے سے معلوم ہو جاویگا جو کتاب کے خاتمہ پر لگایا گیا ہے۔

اِس لین کی گاڑیان بالکل نئی تیار کی گئی تھین۔ مگر معمولی کاروباری کے واسطے

بنائی گئی تھین جس قدر اسپشل رؤسا کے آتے تھے سب اسی لین سے کیمپ مین گئے
او شہر کے لوگ جو واسطے سیر کے جایا کرتے تھے اسی لین سے زیادہ جاتے تھے کیونکہ
یہ ریلوے لین شہر سے چھوٹتی تھی اور لائٹ ریلوے شہر سے دور تیس ہزاری سے شروع
ہوتی تھی۔ اس ریلوے لین کو بہت بڑا فائدہ ہوا۔
دربار کے ایام مین ہر ۲ منٹ کے بعد گاڑی چھوڑی جاتی تھی اور اس قدر خلقت
کا اژدھام ہوتا تھا کہ بیٹھنے کو جگہ مشکل سے ملتی تھی اور جس قدر رؤسا کا سامان باربرداری
اس لین نے پہونچایا اوسکا اندازہ مشکل ہے۔ اس بڑی لین کا انتظام قابل تعریف تھا
بہت دور دور سے آفیسر بلوائے گئے تھے۔ جو ہر وقت اپنی ڈیوٹی پر موجود رہتے تھے۔
اور کوئی بے عنوانی نہین ہونے پائی۔ اس بڑی لین پر تمام یورپین آفیسر کام کرتے تھے۔
اور ہر مسافر سے نہایت اخلاق سے پیش آتے تھے۔ اسکا کرایہ بھی دقتاً فوقتاً بڑھتا گیا
پہلے شروع مین ار آنہ پھر دو آنہ ۲ر پھر چار آنہ ۴ر اور عین دربار کے روز ایکروپیہ
(عہ) ہو گیا تھا۔

یہ بڑی لین ابتک قائم ہے اور خبر ہے کہ ہمیشہ قائم رہے گی اور اس لین سے
تمام نئی دہلی کی تیاری مین مدد لیجاویگی۔ بارش کے دنون مین اسکو بھی نقصان پہنچا
تھا۔ مگر بہت جلد درستی کر دیگئی کہ وقت پر ہرج نہ ہو۔

اب ہم اس مضمون کو ختم کر کے دربار شاہنشاہی کے حالات شروع کرتے ہین
جسپر غالباً ناظرین کی آنکھیں لگی ہوئی ہین ؎

آٹھوان باب

جلیل الشان دربار

۱۲ دسمبر ۱۹۱۱ء

جارج پنجم کی تاجپوشی کی تقریب

(امپفی تھیٹر کا شاندار نظارہ)

دہلی کو آپ کیا خیال کرتے ہین - دہلی بڑی چیز ہے - ہندوستان کا کوئی شہر اسکی برابری نہین کرسکتا - سب اسکے خادم اور رعیب کی آقا ہے - ہندوستان کے جتنے بڑے بڑے رئیس ہین نظام حیدرآباد سے لگا کے ایک ادنے رئیس تک - ان سب کے باپ دادا سالہا سال تک اپنی جبین نیاز اسی چوکھٹ پر گھستے رہے ہین - ہندؤون کی راجدھانی کی تو ہمین خبر نہین کہ اسوقت دہلی کا کیا عروج تھا - مگر مسلمانون کی تو پوری تاریخ ہمین معلوم ہے - انکا عروج - جلال - شان اور بزرگی اپنی آنکھون سے ہمارے بزرگون نے دیکھی ہے - یہ سب دہلی کی بدولت تھا - بڑے بڑے شاہونکی ہڈیان اس سرزمین مین چھپی ہوئی ہین عظیم الشان بزرگان اسلام کے مبارک اجساد کی امین یہی مقدس سرزمین ہے - علمار کرام کے مزار ابھی تک یہان موجود ہین - اور زمانہ باوجود اپنی درشتی مزاج کے بھی انہین نہین ہٹا سکا - اسکا ذرہ ذرہ ایک خاص اثر رکھتا ہے - اسکی مٹی ہزار مفید سرمون سے بہتر ہے غرض یہ خوب سمجھ لیا جائے کہ اسکے بگڑنے مین بھی وہ حسن ہے جو دوسرے کے سنورنے مین نہین ہے - اسکی کیسی شاندار تاریخ ہے جس کا ایک ایک ورق ہزارہا تاریخون کا مجموعہ کہ

قدرت یا قضنا و قدر کی دلچسپی خاص اسی مقدس شہر پر ختم ہو گئی ہے۔ کئی بار بنی کئی بار بگڑی مگر پھر اس نے ہمیشہ ایک نیا جنم لیا۔ یہ اسی کی شان ہو اور یہ اسکا دعوی کر سکتی ہے

ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام ہفت صد و ہفتاد قالب دیدہ ام

زمانہ کی نیرنگیوں کا نچوڑ اس سرزمین پر آکے ختم ہو گیا ہے۔ زمانہ نے جیسی اسکے ساتھ بازی کھیلی اور اس کا سلسلہ ہزارہا سال تک قائم رکھا ایسی بازی دنیا مین کسی شہر کے ساتھ نہین کھیلی گئی۔ مثلاً آج دیکھتے ہین کہ شاہی طبل بج رہا ہے۔ نقیب جو بار آوازین لگا رہے ہین کہ ادب سے جھک کر مجرا کرو یہ شہنشاہ بحر و بر کا دربار ہو۔ یہ ظل اللہ کی بارگاہ ہے۔ چارون طرف گہما گہمی ہے۔ امراد زرا زرق برق وردیون کے غول کے غول ادھر ادھر دکھائی دے رہے ہین۔ مازندرانی۔ ترکی افغانی ایرانی شہسوار اپنے چمکتے ہوئے ہتیارون سے پرے باندھے کھڑے ہین۔ گھوڑون کے زیر بند شال اور وہ بھی قیمتی شال کے لگائے گئے ہین۔ افسرون کے فولادی چمکدار خودون پر جواہر نگار کلغیان آفتاب کی سنہری کرنون مین چمک رہی ہین۔ عالیشان دربار ہو رہے ہین۔ علمار اپنے عمامون اور لمبے لمبے چغون کے ساتھ علیحدہ صفت بستہ ہین۔ سب کی آنکھیں نیچی ہین ایک بلند زمردی تخت پر سے جسپر ہیرے کے پٹے موتی۔ لعل شب چراغ جڑے ہوتے ہین جگ جگ کر رہے ہین۔ شاہ جس طرف نظر اٹھا کے دیکھتا ہو سب سینون پر ہاتھ رکھ کے خمیدہ کمر ہو جاتے ہین۔ ادہر ملک انتظامی معاملات پر گفتگو ہو رہی ہے۔ اور ادھر امور سیاسیہ نہایت ادب اور واجبی احترام کے ساتھ طے کئے جا رہے ہین۔ ہندوستان کے راجہ مہاراجہ کو وزیر صاحب باری باری سے پیش کر رہا ہو جو زمرد ین تخت کے قریب ادب سے جھکے ہوئے آگے بڑھتے ہین۔ اور نذر دکھا کے پیچھے ہی قدمون ہٹتا جاتے ہین۔ وزیر صاحب ایک ایک کا نام لے رہا ہو۔ شاہ اپنی بے انتہا تمکنت سے نظر ہین اٹھا کے دیکھتا ہو۔ ایک خفیف سا تبسم اسکے چہرہ پر نمودار ہوتا ہے۔ یہ تبسم پیش ہونیوالے

کے جسم مین خوشی کی نئی روح پھونک دیتا ہے۔

اس شاہانہ طمطراق۔ جلال و عظمت اور جبروت کا تماشہ دکھا کے زمانہ نے یکایک ایک پلٹی کھائی تو یہی مقدس سرزمین اور یہی بارگاہ سلطانی قتل و غارت بربادی اور خونریزی کی خطرناک منظر بن رہی ہین۔ کرب و بلا کی صدائین چارون طرف سے آ رہی ہین۔ شاہی تاج اچھلتا پھرتا ہے۔ اور ایک عام آفت سارے شہر پر چھا رہی ہے۔

کیسے کیسے خاندانون نے یہان حکومت کی کیسے کیسے شہر آباد کئے آج تغلق تو کل بلبنی تو پرسون خلجی۔ اخیر اپنی نوبت ختم کر کر کے سب اسی گرد روزگار مین جا ملے جس مین ان سے پہلے سلاطین مل چکے تھے۔ ان کے سر بفلک کشیدہ محلات ان کے قصر شاندار ان کے زرنگار قلعے اور شاہانہ اثاث البیت سب فنا ہو گئے۔ اور زمانہ نے باری باری سے گن گن کے ایک ایک کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ ان کی یادگارین۔ کھنڈرون چونے اور پتھرون کے ڈھیرون مین فقط رہ گئی ہین جنسے اب بھی ان کا جلال ٹپکتا ہے۔ آپ بشل بوسیدہ ہڈیون کے ان کھنڈرون کو کم وقعتی سے نہ دیکھئے۔ ان کا ادب کیجئے۔ کیونکہ اگر گزشتہ شان و شوکت کا آپکو کچھ پتہ ملیگا تو کاغذی گھوڑون یعنی کتابون کے ورقون مین نہین ملنے کا بلکہ ان ہی منہدم عمارتون اور چونے پتھر کے ڈھیرون مین ملیگا۔ تاریخی ورق ان کے جلال کی سچی شہادت نہین دیسکتے بلکہ وہ ان کے حالات کا ایک ناکامل خاکا آپ کے آگے کھینچ دینگے۔

آپکو کیا خبر دہلی کیا چیز ہے۔ اسکی زمین مین سینکڑون بادشاہ ہمیشہ کی نیند مین پڑے ہوئے آرام کر رہے ہین۔ دنیا کا علم و فضل کا دفینہ یہین موجود ہے۔ صدہا ولی اللہ قطب پیر طریقت اور صوفی یہیں اپنا مسکن رکھتے ہین۔ کمال تو یہ ہے کہ عروج مین بھی یہ مرجع خلایق تھی اور زوال مین بھی اسکی یہی کیفیت رہی کہ یورپ کا تاجدار سمندرون دشت و صحرا اور میدانون کو طے کرتا ہوا یہان آیا اور بلے دنیا کی تاجپوشی کی رسم یہان ادا کی۔

مسلمانوں کو اپنے شاہ اور انکی مسیحی قوم سے مذہباً ایک خاص تعلق ہے اور اس کے علاوہ تیرہ سو برس سے اسلام اور نصرانیت کا چولی دامن کا ساتھ رہا ہے۔ آپس میں لڑائیاں بھی ہوئیں۔ مگر پھر گلے مل مل گئے۔ جب ہلال کا عروج ہوا صلیب نے زانوئے شاگردی طے کرکے اس کے آگے سر ٹیک دیا اور جب صلیب چمکی تو ہلال اسکے آگے خمیدہ ہو گیا اسی وجہ سے ہمارے شہنشاہ جارج پنجم نے اکبر جہانگیر وغیرہ شاہان مغلیہ کی جانشینی کا اعتراف کیا ہے کسی دوسری قوم کی جانشینی نہ انھیں زیبا ہے نہ وہ جانشین بنا پسند کرینگے۔ فی الواقعہ یہ جانشینی اچھی جانشینی ہے جس سے دہلی زندہ ہو گئی۔ اور زندہ بھی ایسی کہ یہ زندگی شاید اس سے پہلے اُسے حاصل نہ ہوئی ہو۔

ہمیں یقیناً ماننا پڑے گا کہ نادر کے بعد دہلی کل سے تو رہی نہیں۔ ہاں جب اس کی مصیبتوں کی انتہا ہو گئی اور تمام آفتیں اپنا دورہ پورا کر چکیں تو یکایک اسکے نصیبہ نے پلٹا کھایا۔ انگریزی پرچم قلعہ پر اڑنے لگا۔ ہوا کا رخ اُدہر سے اِدھر پھر گیا۔ اور اب زمانہ نے پھر دہلی کو بنانا سنوارنا شروع کیا اور ہوتے ہوتے یہانتک نوبت پہونچی کہ ۱۲ دسمبر ۱۹۱۱ء کو وہ ہندوستان کی حقیقی ملکہ بنادی گئی۔ اب پھر کل ہندوستان اس کے آگے سربسجود ہوگا اور تمام نواب راجہ مہاراجہ سب اسکا طواف کرنا باعث عزت تصور کرینگے۔ آپ کیا جانیں کہ دہلی کیا چیز ہے نیم وحشی۔ نیم متمدن شہروں میں بیٹھکے آپ دہلی کی نسبت کسی قسم کی رائے زنی کا ہرگز حق نہیں رکھتے۔ ہنسی آتی ہے۔ اور نیرنگی زمانہ کو دیکھکے عبرت ہوتی ہے کہ ایرے غیرے پچکلیاں کس بے باکی سے دہلی جیسے متمدن شہر کو کم وقعتی سے دیکھتے ہیں اسکے تمدن پر منہ آتے ہیں۔ اسکا مذاق اُڑاتے ہیں۔ اسکی زبان پر اعتراض کرتے ہیں۔ اسکے باشندوں کو جاہل وحشی اور کم دماغ کہتے ہیں۔ اور اپنے بیہودہ غرور کے آگے کچھ نہیں سمجھتے۔ ایسا ہونا چاہیئے تھا۔ بدبختی کبھی تنہا نہیں آتی جو کچھ دیکھا اپنی شامت اعمال سے دیکھا۔ مگر پھر خدا نے ہم پر رحم کیا۔ ہمیں ہندوستان کی سرداری عطا کردی۔ اور اب کسی کی مجال نہیں جو ذرا بھی کچھ

بھر کے دیکھ لے۔ دہلی عزیز دہلی۔ محترم دہلی حقیقت مین تو بڑی چیز ہے تیرا کیا مقناطیسی اثر ہے جو دشت و صحرا کو پھلانگ سات سمندر پار پہنچا پر پہنچا۔ اور راستہ مین کوئی چیز حائل نہین ہوئی۔

دربار مین اصل دہلی کی جائگی تیاریان اور لوگون کا ہجوم

جلوس کے دن کا تہنیت گاہ اس کے آگے بے حقیقت ہوگیا۔ جو لوگ دربار مین مدعو تھے یعنی جنکے پاس امپفی تھیٹر اور پشتہ کے ٹکٹ آ گئے تھے اور وہ لوگ جو بلا ٹکٹ تھے شب بھر شاید سویا ہو کوئی مشکل سے ہوگا۔ لوگ اس بات کو جانتے تھے کہ ہجوم زیادہ اور بہت زیادہ ہوگا اسلیئے وہ لوگ آرام سے جگہ پر پہنچ سکتے ہین جو سب سے پہلے وہان پہنچ جائین شہر سے امپفی تھیٹر کا (یعنی جہان دربار منعقد ہوا) فاصلہ سات آٹھ میل سے کم نہ تھا اسپر سردی کا موسم اور پھر ایک لاکھ آدمیون کے ایک ہی وقت مین لیجانے کے لیئے سواریون کا کافی نہ ہونا یہ بات دیکھنے کی ہے۔ خاص خیمون کے شہر مین جو کچھہ تیاری ہوگی وہ تو جدا رہی۔ مگر دہلی مین جسطرح شب بھر اسکی خوشیان منائی گئین اور رتجگا ہوا۔ وہ بہت سے بہتر نقشہ جشن خسروی کا اتارتا ہے۔

باہر سے سینکڑون آدمی صرف درباری ٹکٹ لینے کے لیئے شہر مین آئے ہوئے تھے جنھین ان کے حکام ضلع کیطرف سے یہ ہدایت ہوئی تھی کہ دہلی کی دربار کمیٹی سے ٹکٹ ملجائینگے یہان کا ہون کا وہ ہجوم تھا کہ العظمۃ اللہ۔ کم اشخاص ٹکٹ حاصل کرنے مین کامیاب ہوئے ہون تو ہوئے ہون۔ عین دن کے دن کیونکر ممکن تھا کہ اس قسم کے ٹکٹون کا پتہ لگتا باقی پشتہ کے ٹکٹ زمین پر بیٹھنے کے عام طور پر شہر مین تقسیم کیئے گئے۔ تحصیلدار دہلی کی معرفت ہزارون ٹکٹ بلا امتیاز تقسیم ہوگئے۔ اور ان ٹکٹون سے کوئی محلہ خالی نہین رہا۔ پشتہ کے دوسرے حصے کے ٹکٹ جس مین سنہری چھپائی تھی مقتدین خاص خاص

آدمیون کو دیے گئے۔ بنچوں پر ہزارون انگریز۔ لیڈیان۔ باہر کے رئیس منصف وغیرہ عہدے دار اور وکیل یہ سب بٹھائے گئے تھے۔ یہین مدارس کے طلبہ بھی تھے۔ غرض اس حصّہ پر یورپین اور دیسی شرفاء اور عہدہ دارون کا اچھا مجمع تھا۔

ہزارون آدمیونکی کوششون۔ سرگرمیون۔ اور دوڑ دہوپ کا نچوڑ صرف ٹکٹ حاصل کرنے مین ختم ہو گیا تھا۔ بڑی بڑی پاؤن دوڑی ہوئی۔ سفارشین حاصل کی گئین۔ روپیہ خرچ کیا گیا۔ سفر کیا گیا تاکہ ڈپٹی کمشنر کے نام سفارشی خطوط حاصل کیے جائین۔ غرض جتنے جتن کہ ممکن تھے۔ سب کیے گئے۔ ان مین بہت سے کامیاب ہو گئے اور بہت سے ناکام رہ گئے۔

یہ بات واقعی تعجب کی ہی کہ دہلی مین بہت کم لوگون کو دربار کے ٹکٹ ملے قانونی پیشہ اصحاب مین صرف چار بیرسٹرون کو جنمین دو انگریز ایک مسلمان اور ایک ہندو تھا دربار کے ٹکٹ دستیاب ہو سکے وکلا مین سے ایک وکیل دربار کے لیے منتخب کیا گیا باقی کل وکلا کے پاس سیٹنے کے بنچون والے ٹکٹ آئے۔

امفی تھیٹر تک شہر والون کو پہنچانے کے لیے صرف تین صورتین تھین۔ اول گاڑیان اور موٹر کار وغیرہ دوئم لائٹ ریلوے۔ سوئم بڑی ریل۔ غالباً آپ تعجب کرینگے جب یہ سنین گے کہ لوگ ایک ایک بجے رات سے لائٹ ریلوے کے اسٹیشن پر پہنچ گئے تھے سردی کا موسم تھا۔ اور ایک بجے شب کو گھر سے روانہ ہونا اور بے سروسامانی کی حالت مین سات آٹھ میل دوری پر پہنچنا یہ کچھ دہلی والون ہی کی ہمت تھی۔

ایک بجے شب کو ہزارون آدمیون کا ایک زبردست ریلا تیس ہزاری کے میدان پر پہنچا۔ اور اتنا ہی جم غفیر بڑے اسٹیشن پر پہنچا سینکڑون گھوڑا گاڑیون اور تانگون کو رات ہی کو سائی دیگئی تھی۔ اسوقت لائٹ ریلوے کا ٹکٹ ۸ر کو تھا مگر بہت جلد یہ ۸ر چار روپے کے ساتھ تبدیل ہو گئے۔ جب چار روپے پر بھی بس نہ ہوئی اور لوگون نے آنا نہ چھوڑا

تو مجبوراً ریل والون کو ان غریب مسافرون کے منہ پر دروازہ بند کرنا پڑا اب خیال کیجیے
ان لوگون کے دل و گردے کو کہ جو گھر سے بارہ بجے رات کے اُٹھے اور انھون نے
دوسرے دن کے پانچ بجے محض کش مکش اور مصیبت مین گزارے نہ دانہ نہ پانی کیونکہ
دربار جب تک ٹوٹ نہ گیا کوئی شخص اپنی تھیٹر یا پشتے سے باہر نہ نکل سکا۔

چھوٹی اور بڑی دونون ریلین کھچا کھچ آدمیون سے بھری ہوئی جاتی تھین۔ سینکڑون
آدمی ہر ٹرین مین کھڑے ہوئے دیکھے گئے۔ ہر پانچ منٹ اور دس منٹ کے بعد
گاڑیان چھوٹتی تھین۔ مگر بالکل ناکافی وہان آدمیون کا ایک بحر ذخار جو اُمنڈا چلا آتا تھا
اور یہان تنگ تنگ کوٹھریان تھین بھلا ان سے کیونکر کام چل سکتا تھا۔ آدمیون کے
جانے کا سلسلہ دس بجے دن تک رہا اسکے بعد سینکڑون آدمیون کو ریل کا ٹکٹ ہی
نہیں ملا اور آخر ناکام وہ اپنے گھر واپس چلے گئے۔ آجکے دن گاڑیون۔ تانگون اور یکے
والون کے بھی گھی ہو گئے۔ یعنی ایک لینڈو کے پچاس روپے اور ساٹھ روپے تک
کرایہ ہو گیا۔ اور دربار مین جانیوالون نے بخوشی و خورمی ادا کیا۔ بیس بیس اور تیس تیس
روپے مین تانگے کئے گئے۔ یہی دن ان لوگونکی بڑی کمائی کا تھا۔ اور فی الواقع لوگون
نے بہت کچھ کما لیا یہ خدا کی بہت بڑی شان ہے۔ اور کچھ شہنشاہ ہند کی نیک نیتی کی برکت
تھی کہ کشمکش اور ریلغار مین جبکہ ہزارون آدمی ایک دوسرے پر بدحواسی کے ساتھ
چلے پڑتے تھے۔ ایک شخص کے بھی چوٹ نہین آئی مرنا تو کجا۔

گوردن اور دیسیون کی فوجین بھی تین بجے شب سے اپنی جگہ پر کھڑی ہوگئیں تھین انتظام
حقیقت مین اعلیٰ درجہ کا تھا لوگون کو انکی جگہ پر بٹھا دیا جاتا تھا۔ سارا فوجی انتظام تھا
بلاکون کے نمبر بڑے بڑے ڈبل حرفون مین لگے ہوئے تھے کہ کم نظری مین بھی ہر شخص انھین
باسانی دیکھ سکتا تھا اندر پہنچے اور اپنے ٹکٹ کے اور بلاک کے نمبر کو ملایا اور وہین جا کر آرام سے بیٹھ گئے۔

دربار کے اندر کی کیفیت یعنی تخت۔ امفی تھیٹر اور پشتے کا مجمع اتنا بڑا تھا کہ شاید ہی پہلے

کبھی ہوا ہو بیٹھے اور دربار کا اتنا فاصلہ آپ سمجھیے کہ بغیر دوربین کے کچھ نہین دکھائی دیتا تھا پشتہ پر بیٹھنے والون کے پاس اکثر دوربینین تھین جن سے وہ دربار کا پورا نقشہ دیکھ رہے تھے ٹکٹ والون کے علاوہ ہزارون تماشائی بھی تھے۔ ادھر ادھر گشت لگا رہے تھے جب منتظمون نے یہ دیکھا کہ ٹکٹ والون کا سلسلہ آنا بند ہو گیا تو اونھون نے ہزارہا بے ٹکٹ والونکو خالی جگہ پر بیٹھا دیا اگر کوئی شخص ایک کونہ سے کھڑا ہو کے دوسرے کونہ پر نظر کرتا تو اُسے معلوم ہوتا کہ آدمیون کا ایک بحر ذخار ہے جو لہرین مارتا ہوا بہ رہا ہے۔ رنگ برنگ کے لباس خوشنما اور زرّین وردیان لیڈیون کے نازک اور باریک گون ہر ریاست کے جداگانہ طرز تماشائیون کے رنگ برنگ کے کپڑے مدرسے کے طلبا کے مختلف رنگون کے لباس اور پگڑیان بالکل ایسی سمندر کی لہرون کا مزا دے رہی تھین جن مین آفتاب کی شعاعون سے کئی کئی رنگ پیدا ہو جاتے ہین اندازہ کرنیوالے آدمیون کی تعداد قریب ایک لاکھ کے بتاتے ہین مگر ہمارے خیال مین تو ایک لاکھ سے تعداد کہین زیادہ تھی۔ یورپ۔ امریکہ۔ جاپان۔ افریقہ۔ چین۔ عرب۔ شام۔ ترکی۔ ایرانی ہندی۔ غرض تمام دنیا کے اور دنیا کی قومون کے کل قائم مقام اس جگہ موجود تھے۔ خود ملک معظم اس عظیم الشان اور عجیب و غریب مجمع کو دیکھ کر بہت حیرت زدہ ہوئے اور اونھون نے یہ فرمایا کہ ایسا مجمع نہ آجتک مین نے دیکھا نہ آئندہ ایسے مجمع ہونے کی اُمید ہے۔ تمام اعلیٰ وادنےٰ حکام۔ تمام راجہ و نواب اور ان کے مصاحب تمام رؤسا تعلقدار اور جاگیردار کل بڑے بڑے زمیندار تمام پنشن یافتہ فوجی افسر تمام اہل قلم اسطرح سکون اور خاموشی سے بیٹھے ہوئے تھے جس کا نظیر تاریخ مین ملنا مشکل ہے۔ اتنے بڑے مجمع مین غل و شور کا نہ ہونا ایک ایسا تعجب انگیز امر ہے جس کا بیان نہین ہو سکتا ۔

ایمفی تھیئٹر

شہنشاہ ہند کا دربار تخت تقریبات شاہی

جہان دربار منعقد ہوا تھا۔ ایک مسطح وسیع قطعہ زمین پر دو بڑے ایمفی تھئیٹر بنائے گئے تھے۔ اور وہ اس ترکیب سے تعمیر ہوئے تھے کہ دونون نے ملکے ایک بے قاعدہ دائرہ کی صورت پیدا کر دی تھی۔ جانب جنوب چھوٹا ایمفی تھئیٹر تھا۔ جو عربی طرز کا بنایا گیا تھا۔ اسکی تعمیر اندلس کی شاہی عمارتون سے بہت ہی مشابہ تھی۔ لکڑی پر سفید پلاسٹر ایسا روشن اور چمکدار ہو رہا تھا کہ آنکھ نہین ٹھیرتی تھی۔ اس خوشنما پلاسٹر کی چمک بالکل گجرات کی ان شاندار چھینٹون کی سی تھی جو اورنگ زیب عالمگیر نے لال قلعہ کی دیوار دیوار پر لگائی تھین چھتیں سنہری تھین۔ خالص طلائی ورق کا ملمع چھت پر کیا گیا تھا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ ٹھوس سونے کی چھت بنی ہوئی ہے۔ لکڑی پر سونے چڑھانیکا کام برہما مین اعلی درجہ کا ہوتا ہے۔ اور پائدار بھی ہوتا ہے۔ مگر جو شان یہان دکھائی گئی تھی اُسنے کل کاریگرون کو مات کر دیا تھا۔ اور چھت منھ سے بڑی بول رہی تھی۔ یہ کام زیادہ تر دہلی کے سادہ کارون نے بنایا تھا۔ چھت طلائی اور فرش قرمزی رنگ کا بہت ہی لطف دے رہا تھا۔ شمال مین دائرہ کی تصنیف نے ایک عجیب شان پیدا کر دی تھی۔ اوپر سے نشستون کی تقسیم قاعدہ اور خوش اسلوبی کے ساتھ شروع ہو گئی تھی۔ یہین چھ ہزار طلبہ بٹھائے گئے تھے۔ اور آٹھ ہزار تماشائی اس نصفی دائرہ کا باقی ماندہ حصہ بالکل آزاد چھوڑ دیا گیا تھا کہ جسکا جی چاہے آکے بیٹھے۔ یعنی یہان وہ لوگ بٹھائے گئے تھے جنھین تحصیلدار کی معرفت ٹکٹ تقسیم ہوئے تھے۔

ایمفی تھیئٹر کا اندازہ وسعت آپ اس سے اچھی طرح کر سکتے ہین کہ اندر جو دائرہ بنایا گیا تھا اس کا قطر چھ سو گز یا اٹھارہ سو فٹ کا تھا۔ تماشائی جن مین کل ملک اور قومیت کے لوگ بیٹھے ہوئے تھے تعداد مین بارہ ہزار سے کم نہ ہون گے باقی بچون کے علاوہ نیچے زمین مین جو لوگ

بیٹھے ہوئے تھے انکی تعداد پچاس ہزار سے کسی طرح کم نہ تھی۔ ان کے علاوہ پشتہ کی بائیں بین بیس ہزار فوج صف بستہ تھی یہ کل مجمع ایمفی تھیٹر کی عمارت کے اندر ہو رہا تھا۔

جانب جنوب شاہی نشست گاہ بنائی گئی تھی۔ یہیں تخت شہنشاہی رکھا گیا تھا سنگ مرمر کے چبوترہ پر یہ تخت نصب ہوا تھا۔ تین شاندار سیڑھیوں سے چڑھ کے تخت پر چلے جاتے تخت پر زین۔ زرنگار کارچوبی کے کام کا مخملی شامیانہ مثل چھتر کے لگایا گیا تھا اور یہ ستون نہایت کاریگری سے زرخطیر صرف ہونے پر تیار کرائے گئے تھے اس تاج نما چھتر نما شامیانہ سے ایک راستہ درباری شامیانے کی طرف جانے کے لیے کھلا ہوا تھا تخت پر بیٹھ کے جب ملک معظم نے تاج سر پر رکھا اور پھر درباری شامیانے کیطرف تشریف فرما ہو کے قیام فرمایا جس سے باری باری سے ہر حصہ کے لوگوں نے اپنے شہنشاہ کی زیارت کر لی۔ جہاں درباری شامیانہ نصب تھا اسے ایمفی تھیٹر کا بالکل وسط سمجھنا چاہیئے۔ یہ شامیانہ بھی سنہری روپہلی اور طلاکار ستونوں پر کھڑا کیا گیا تھا یہ بھی سارا مخملی تھا۔ کام ایسا سنگین اور قریب قریب ہو رہا تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ جدید ساخت کی زربفت ہے

شاہی تخت گاہ سے تین راستے نکالے گئے تھے ایک چوڑا راستہ جانب شمال جاتا تھا جو بڑے ایمفی تھیٹر تک پہنچتا تھا۔ اور دو راستے مشرق اور مغرب کیطرف جاتے تھے جنھوں نے پبلک ایمفی تھیٹر کو خاص ایمفی تھیٹر سے بالکل الگ کر دیا تھا۔

تخت شاہی

اس شاہی تخت جس پر ملک معظم نے نشست فرما کے تاج پہنا تھا۔ دو تخت بھنے چاہئیں ایک ملک معظم کے لیے اور ایک ملکہ معظمہ کے لیے یہ دونوں تخت نہایت قیمتی لکڑی کے بنائے گئے تھے اپنر نہایت صفائی سے کھدائی کا کام ہو رہا تھا تختوں کی بناوٹ خالی مغلئی اور عربی وضع کی رکھی گئی تھی۔ ان کی پشت عمودی تھی جسکی بلندی قریب سات فٹ کے تھی تخت ہاتھیوں پر قائم کیے گئے تھے جو مغلئی سلطنت کا شاہانہ نشان قرار دیا گیا ہے۔ تخت کی لکڑی ٹیک قسم کی تھی ان

تختوں پر کئی ہزار روپے کے سونے کے ورق چڑھائے گئے۔ ملمع اس کاریگری سے کیا گیا تھا کہ وہ ٹھوس سونے کے معلوم ہوتے تھے۔ پھر اسکے علاوہ زردوزی کے کام کے تخت پوش نہایت خوشنما جگ جگ کر رہے تھے۔ اس زردوزی کام میں شاہی مونوگرام کے نشان بنائے گئے تھے۔ شاہی مانوگرام بمقام سورت تیار ہوئے تھے۔ تخت کی پشت پر شاہی نشان کندہ کئے گئے تھے۔ چوٹی پر انگلستان کا تاج بنا ہوا تھا۔ اس تخت شاہی کا نقشہ مسٹر جی دہٹ نے تیار کیا تھا۔ جو فن تعمیرات میں گورنمنٹ بمبئی کے مشیر ہیں۔ دونوں تخت امی دھیرج اینڈ کمپنی کے کارخانوں میں تیار ہوئے مگر سونا دہلی میں چڑھایا گیا۔ یہ دونوں تخت سلامت رکھے جائینگے۔ اور بمبئی کے عجائب گھر میں رہینگے شاہ تھیبا والیئے منڈالے بر ہما کا چوبی تخت کلکتہ کے عجائب گھر میں رکھا ہوا ہے۔ اور اس پر سونے کے ورق چڑھے ہوئے ہیں مگر اسکے اکثر حصے سے سونا اُڑ گیا ہے +

نشستوں کی ترتیب اور لوگوں کی آمد

گورنر لفٹنٹ گورنر۔ نواب راجہ۔ ریاستوں کے اہلکار اور مدعو امراء چھوٹے امفی تھیٹر میں بٹھائے گئے تھے۔ ان سب کے چہروں کا رخ درباری شامیانے کیطرف پھرا ہوا تھا تخت گاہ اتنی بلند بنائی گئی تھی کہ لوگ دور دور سے ملک معظم اور ملکہ معظمہ کی زیارت کر سکتے تھے۔ ان کے بعد فوجیں والنٹر اور سب قسم کی رسالہ پیدل پلٹنیں صف بستہ تھیں۔ اسکے پیچھے ہلال نما پشتہ پر دلبادل لوگوں کے چھا رہے تھے۔ جن کا یہ تماشہ لاکھوں آنکھوں نے اس سے پہلے نہیں دیکھا۔

یہ سب سے بڑی بات تھی کہ دن ایسا صاف اور شفاف تھا کہ آسمان پر نہ کسی غلیظ ابر کے ٹکڑے کا نام تھا۔ اور نہ تیز ہوا چل رہی تھی۔ جس سے ناک کی تکلیف ہوتی۔ فطرت کا مزاج ساکن اور معتدل تھا۔ دھوپ نکلنے سے خاصا گرما ہو گیا تھا۔ فوٹو لینے والے خوش تھے۔ اور اپنا کام پورے اطمینان سے کر رہے تھے کنگ سوے اور پرنسز دے روڈ سے فوجیں آنی شروع ہوئیں۔ ان کے باجوں اور بگل کی آوازوں سے انکی آمد کی خبر معلوم ہو گئی۔ ان کی صفیں

مسلسل بندھی ہوئی تھیں۔ کہیں بھی انکا سلسلہ شکستہ نہ ہوتا تھا۔ یہ ساری فوجیں ایمفی تھیٹر میں داخل ہوئیں۔ اور اپنی اپنی جگہ پر کھڑی ہو گئیں۔ سوار گھوڑوں پر سے اُتر آئے اور اپنے گھوڑوں کی لگامیں پکڑ کے کھڑے ہو گئے۔ ان فوجوں میں شاہی بحری فوج کے دستے بھی تھے۔ اس وردی اور شان کی فوج ہندوستان میں بہت ہی کم دیکھی گئی۔ بلیو جیکٹ والے اپنے رنگ ڈھنگ میں علیحدہ ممتاز۔ اور نمایاں تھے۔ یہ فوج وسطی حصہ میں صف بستہ تھی۔ اور فوجیں تو اپنے اپنے موقعوں پر صف بستہ کی گئی تھیں۔ مگر بوڑھے جانبازوں کیلئے تخت کے پاس جگہ تجویز ہوئی تھی۔ اور حقیقت میں یہ بہت بڑا اعزاز تھا جو انھیں دیا گیا تھا۔

اسکے بعد ہجوم در ہجوم لوگ اندر داخل ہونے شروع ہوتے سارا خیموں کا شہر یہاں اٹھ آیا تھا۔ شاہجہان آباد کا بھی بہت سا حصہ خالی ہو گیا تھا جو ایمفی تھیٹر میں بھر گیا تھا۔ جب یہ سب آ چکے اگرچہ ابھی ان کا سلسلہ ختم نہیں ہوا تھا تو رؤسا کی آمد شروع ہوئی۔ ہر رئیس اپنی اردلی مصاحبوں اور جلوسے صاف پہچانا جاتا تھا۔ راجپوت سکھ۔ مرہٹے۔ بلوچی۔ دور دراز شمال مغربی سرحد کے رہنے والے بالوں میں گھر گھر ائیں پڑا ہوا۔ سکم اور بوٹان کے چپٹی ناک والے حکمران جنکے خال وخط سے ان کی منگولی نسل کا پتہ لگتا تھا یکے بعد دیگرے ایمفی تھیٹر میں آنے شروع ہوئے۔ اس درباری مقام پر انکا داخلہ اسی ترتیب سے تھا جس ترتیب سے کہ وہ ۷ تاریخ کے جلوس میں نکلے تھے۔ جب کل راجہ نواب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تو صوبوں کے سرکاری اعلیٰ افسروں کا سلسلہ مع ان کے خدم وحشم کے شروع ہوا اور یہ سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر جا جاکے بیٹھ گئے۔ اسکے بعد قدیم بوڑھے جانبازوں کی پلٹنیں آئیں۔ انکی تعداد آٹھ سو تھی انھی کی طرف سب کی نظریں اوٹھ گئیں۔ ان میں بعض تو خاصے تنومند تھے اور بعض اس قدر ضعیف ہو گئے تھے کہ انکی بھویں اور پلکیں تک سفید ہو گئی تھیں۔ بہت سے خضاب کئے ہوئے تھے اور خاصے نوجوان معلوم ہوتے تھے۔ انھوں نے تاج اور تخت کی بہت سی خدمتیں کی ہیں۔ انکے سینے مختلف تمغوں سے مزین تھے۔ بوڑھے تھے مگر سپاہیانہ تیور اب بھی ویسے ہی خوفناک

معلوم ہوتے تھے۔

ان کے بعد شہنشاہ ہند کے خاص ملازم آنے شروع ہوئے اور پھر عہدے دار سلطنت ان ارکین سلطنت مین سب سے پہلے لارڈ کرو یعنی وزیر ہند نظر پڑے اسکے بعد وزیر تقریبات جو گارڈز کا تمغہ زیب تن کئے ہوئے تھے۔ یہ سب لوگ درباری شامیانہ مین آکے بیٹھ گئے پھر گورنر جنرل لارڈ ہارڈنگ اور آپکی بیگم صاحبہ کی گاڑی آئی آپ کی جلو مین فرسٹ کنگ ڈراگون گارڈس اور الانسرز پرا باندھے ہوئے آرہا تھا۔ لاٹ صاحب کی گاڑی تماشائیون کے پشتے کے سامنے سے گزری۔ اور وسطی سڑک سے بائین طرف پھر گئی۔ اور درباری شامیانے کے پاس آکے ٹھیری۔ گاڑی کے ساتھ صرف ایک ترپ آیا۔ اور دوسرے ترپ جگہ جگہ راستے ہی مین صف باندہ کے کھڑے ہوگئے۔ اسکے بعد لاٹ صاحب کی سلامی اتارگئی۔ تماشائیون نے کھڑے ہو ہوکر چیرز دئے اور بڑا غل و شور مچا لارڈ ہارڈنگ لیوی ڈریس مین تھے اور لیڈی ہارڈنگ فاختائی رنگ کی ایک دلفریب گون پہنے ہوئے تھین تین ہندوستانی خادم یا حاضر باش لاٹ صاحب اور بیگم صاحبہ کی خدمت مین تھے۔ ایک کرن سنگہ اودے پور والے دوسرے کنور سمری اندر سنگہ فرید کوٹ والے۔ یہ تو لاٹ صاحب کے خدام مین متعین تھے اور بیگم صاحبہ کی خدمت گزار و نیز کم عمر صاحبزادہ رفیق اللہ خانصاحب علیا حضرت حضور بیگم صاحبہ بھوپال کے پوتے تھے۔ یہ اعلیٰ درجہ کا سنہری لباس زیب تن کئے ہوئے تھے۔ ان کے طلائی دوپٹے اور زرق برق کپڑے لوگونکی نگاہین اپنی طرف کھینچ رہے تھے وہ لاٹ صاحب اور اونکی بیگم صاحبہ کے ساتھ دونون تختون کی جانب راست چلے گئے اور یہ سب شہنشاہ ہند کی تشریف آوری کا انتظار کرنے لگے۔

شہنشاہ ہند اور ملکہ معظمہ کا نزول اجلال

شہنشاہ ہند معہ ملکہ معظمہ کے شاہانہ کروفر اور شان و شوکت کیساتھ تشریف لائے

آپکی اردلی مین دسوان رائل ہزارس اور رائل ہورس کا توپخانہ ۱۸ وان ٹیوانہ لانسر ز اور ایک باڈی گارڈ اور جنگی شاہی اردل۔ ملک معظم کی شاہی گاڑی مین ۴ گھوڑے جُتے ہوئے تھے اور ان پر زرین لباس پہنے ہوئے چار فوجی افسر سوار تھے۔ شہنشاہ معظم پر طلائی چھتر سایہ افگن تھا۔ توپون کے چلتے ہی تمام امپفی تھیٹر مین ایک نیا جوش پیدا ہوگیا۔ واقعی سچے جوش و خروش کا یہ جذبہ دیکھنے کے قابل تھا۔ کیا تو سب بیٹھے ہوئے تھے یا یکلخت کھڑے ہوگئے اور ہر دو لاکھ ہاتھون کے چیرز نے امپفی تھیٹر کی چھت کو سر بفلک اوٹھالیا ملک معظم تماشائیون کے پشتے کی جانب راست ہوکے گزرے جو ہی طلبہ کے قریب گاڑی پہنچی پھر جو چیرز ہوئے ہین۔ ان کا جوش و خروش کچھ نہ پوچھو ایک طوفان تھا جو پھٹ پڑا تھا شہنشاہ معظم کے اندر داخل ہوتے ہی شاہی جھنڈا جو بلند مرکزی فلیگ اسٹاف مین نصب تھا ہوا مین فراٹے بھرنے لگا تمام فوج نے شاہی سلامی اُتاری اور ادہر مختلف باجون کی آواز آنے لگی۔ جو مبارکبادی کا راگ گا رہے تھے ✣

غاشیہ اور تاج شاہی

جون ہی شامیانے کے قریب گاڑی ٹھیری توپون کی گرج اور چیرز کا طوفان یکایک بند ہوگیا۔ فوراً لارڈ ہارڈنگ ملک معظم اور ملکہ معظمہ کے استقبال کے لیے آگے بڑھے لارڈ ہارڈنگ کی قبا کو ربالا و خادم اٹھائے ہوئے تھے۔ استقبال کی رسم ادا ہونیکے بعد ملک معظم مع ملکہ معظمہ کے تخت کی طرف تشریف لائے شہنشاہ ہند کے بھی ۶ ہندی شاہزادے خادم قرار دئے گئے تھے۔ بیر سنگھ راجہ اورچھا۔ کرشنا سنگھ مہاراجہ بھرتپور۔ صاحبزادہ قدم ظفر خان علیاحضرت حضور بیگم صاحبہ بھوپال کے پوتے۔ لبسوا سنگھ مہاراجہ جودھپور۔ ہمت سنگھ مہاراجہ ایدر۔ مہاراجہ کمار۔ بیکانیر۔ ملکہ معظمہ کے خدامون مین ٹھاکر صاحب پالی ٹانہ اور مہاراجہ کنور گلاب سنگھ ریوان تھے۔ ملک معظم شاہی ارغوانی غاشیہ زیب تن کیئے ہوئے تھے

گارٹر اسٹار آف دی آرڈر اور اسٹار آف انڈیا کے تمغے سینے پر آویزان تھے۔ سر پر تاج شاہی تھا جسپر معقول تعداد قیمتی ہیرونکی جڑی ہوئی تھی ہیرونکے بیچ مین چار یاقوت اور چار بڑے بڑے زمرد نصب تھے۔ پھر ان سب کے گرد ہلال نما ہیرے کی محرابین بنی ہوئی تھین اور پھر ہیرونکی ایک صلیب تھی۔ اور اسکے وسط مین ایک بڑا یاقوت تھا۔ تاج کی ٹوپی ارغوانی مخمل کی تھی۔ ملکہ معظمہ کا لباس سفید ساٹن کا تھا۔ مگر سلئے کے مداخل و مخارج دیکھنے کے قابل تھے اسٹار آف انڈیا کا تمغہ آپ پہنے ہوئے تھین۔ آپکی قبا قرمزی رنگ کی تھی اور اسپر سنہری کام ہو رہا تھا۔ اور آپکے سر کے بالون مین یا بالفاظ دیگر زلفون مین ہیرے اور یاقوت رمانی پروئے ہوئے تھے ایک گلوبند ہیرون اور زمرد کا بنا ہوا گلے مین بہت ہی خوشنما معلوم ہوتا تھا۔ ملک معظم اور ملکہ معظمہ نے اپنی رعایا کے وفادارانہ سلامون کا گردنین جھکا کے جواب دیا۔ آپکے پیچھے آپکے خدام آپکے افسر اور لندن کے ارکین سلطنت معہ شاہی اسٹاف کے موجود تھے شاہ کے سامنے … ۱۱۲ اس بر اعظم ہندوستان کے چیدہ آدمی تھے منتخب افسر جو تاج کے اسور عامہ کے ذمہ دار ہین اور جو انسانی نسل کے ایک پانچوین حصے پر حکومت کرتے ہین۔ اسکے بعد راجہ و نواب جن کے ہاتھون مین ۷۰ ملین لوگونکی قسمتین ہین۔ انگریزی لیڈیونکی ایک بہت بڑی جماعت اور ہندوستانی عورتون کی جو پردے مین تھین ایک معقول تعداد بیٹھی ہوئی تھی ❊

شہنشاہ کی اسپیچ

عین دربار کے موقعہ پر صدہا و سا ہزارون امرا عہدے دارون فوجی اور ملکی افسرون اور ہزارون شرفا کے مجمع کے بیچ مین شہنشاہ ہند جارج پنجم نے استادہ ہو کے یہ فرمایا کہ

مین نے اپنے وزرا کے مشورے کے بعد یہ بات قرار دی کہ بجائے کلکتہ کے دہلی ہندوستان کا پایہ تخت بنائی جائے اور اسکا عملدرآمد بہت جلد شروع

ہو جائیگا۔ بنگال مین گورنر رکھا جائیگا اور ایک نیا لفٹنٹ گورنر بہار چھوٹا ناگپور
اڑلیسہ کا منتظم مقرر کیا جائیگا۔ آسام مین چیف کمشنر رہیگا۔ انتظامات کی ان تبدیلیون
سے جو حدود قائم کیجائینگے اور ان کی تقسیم ہوگی وہ مابدولت و اقبال کے
گورنر جنرل انکو کونسل وزیر ہند کی صلاح و مشورے سے علیحدہ طور پر قائم
کرینگے مابدولت کی دلی خواہش یہ ہے کہ ان تبدیلیون سے ہندوستان کا
انتظام بہتر ہو جائیگا۔ اور ہماری پیاری رعایا کی خوشحالی کا باعث ہوگا۔
۱۲ ار دسمبر ماہ حال کی تاجپوشی کے دربار مین ملک معظم شہنشاہ ہند نے اسکے
بعد جو کچھہ اعلان فرمایا وہ لفظ بلفظ حسب ذیل ہے۔ اور یہی اردو کا ترجمہ
ہے جو سرکاری طور پر دربار مین پڑھکے سنایا گیا۔

تقریر مبارک اعلیحضرت اقدس قوی شوکت قدر قدرت قیصر ہند

نہایت شکر اور خوشنودی کا مقام ہے کہ مابدولت واقبال آج آپ لوگون کے
درمیان یہان رونق افروز ہین۔ یہ سال اعلیحضرت اقدس قیصرہ ہند اور
مابدولت واقبال کے لیئے بہت سی بڑی رسومات مسعود اور غیر معمولی مگر
خوشگوار مصروفیت کا رہا ہے لیکن باوجود عدیم الفرصتی اور فاصلہ کے ہماری
گذشتہ تشریف آوری ہندوستان کی باسرت یادگارین پھر ہمین اوس
سرزمین کی طرف کھینچ لائی ہین جس سے ہم کو اسوقت دلی الفت ہوگئی تھی
لہذا ہم نہایت اشتیاق سے استنے لمبے سفر پر اُس ملک کو دوبارہ دیکھنے
کیلیئے روانہ ہوئے جہان پہلے بھی اپنے گھر کی طرح ہماری خاطر و مدارات ہوئی
تھی اس اقدام مین مابدولت واقبال نے اپنے اُس ارادۂ سینہ کو پورا کیا ہے جو

گذشتہ ماہ جولائی کے شاہی اعلان میں ہمنے ظاہر فرمایا تھا کہ ہم بذات اقدس خود آپ لوگوں کو مطلع فرمائینگے کہ ہماری تاجپوشی کی رسم مبارک وست نسرڈیہی ہیں بائیس جون کو عمل میں آئی جب خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے بزرگوں کا تاج قدیمی اور مقدس رسوم کے ساتھ ہمارے سر مبارک پر رکھا گیا۔

عُلیا حضرت قیصرہ ہند کے ہمراہ ہماری تشریف آوری سے ظاہر ہے کہ مابدولت واقبال کو وفادار والیان ریاست اور فرمانبردار رعایائے ہندوستان سے کس قدر محبت ہے اور مملکت ہندوستان کی بہبودی اور خوشحالی ہماری خاطر مبارک کو کس قدر منظور رہے۔

علاوہ بریں ہماری یہ بھی خواہش تھی کہ جو لوگ تاجپوشی کی رسم مبارک ادا ہونے کے وقت حاضر نہ ہو سکتے تھے اُنکو دہلی میں تاجپوشی کے اعلان کے دربار میں شریک ہونے کا موقع ملے۔

مابدولت واقبال اور عُلیا حضرت قیصرہ ہند کو یہ مجمع عظیم اور اُس میں اپنے گورنر معتمد اولیائے دولت والیہائے معظم۔ لوگوں کے عمائدین اور اپنی مملکتِ ہندوستان کی جنگی افواج کے چیدہ اشخاص کو دیکھکر مسرت اور خوشنودی حاصل ہوئی ہے۔

مابدولت واقبال کو قلبی خوشی حاصل ہو گئی کہ وہ ہماری ذات اقدس کے قدوم میمنت لزوم میں اُس اطاعت اور بیعت کا اظہار کریں جو وہ وفاداری سے کرنا چاہتے رہیں۔

اس احساس سے ہماری خاطر مبارک پر نہایت اثر ہوا ہے کہ اس تاریخی موقع پر والیانِ ریاستہائے اور رعایا کے خلوص کے جذبات اور با محبت

صادقانہ اظہارات اُن کو ہمارے ساتھ متحد کرتے ہیں۔
اُن اظہارات کی قدردانی کے لیے اعلیٰ حضرت کی رائے مبارک قرار پائی ہو کہ اپنی تاجپوشی کے جشن مبارک کی یادگار تاجپوشی کے جشن مبارک کی یادگار اپنی مرحمت مخصوص اور الطاف شاہانہ کے بعض علامات سے قائم فرمائیں۔ اور ہم امر فرمائینگے کہ ہمارے گورنر جنرل آج موقع مناسب پر اس مجمع کے حضور میں اُنکا اعلان کریں۔

آخرالامر اعلیٰ حضرت اس موقع پر نہایت مسرت سے بذات اقدس خود عہود کی تجدید فرماتے ہیں جن کی بابت ہمارے معظم اسلاف آپ لوگوں کو مطمئن کر گئے ہیں کہ آپ کے حقوق اور اختیارات برقرار رکھے جائیں گے اور آپکی بہبودی رفاہیت اور خوشحالی ہمیشہ ہمارے مدنظر رہے گی۔
دعا ہو کہ فضل الٰہی ہماری رعایا کے شامل حال رہے اور ہم کو توفیق عطا کرے کہ اُن کی خوشحالی اور اقبال مندی کی ترقی کے لیے اپنی سعی بلیغ میں ہم کامیاب ہوں۔
اعلیٰ حضرت تمام حاضرین اور اپنے زیر حمایت روساء اور رعایا کو درود مرحمت اور الطاف شاہانہ فرماتے ہیں۔
پھر ملک معظم شہنشاہ کیطرف سے گورنر جنرل ہندوستان نے جو اعلان پڑھا وہ حسب ذیل ہے

اعلان

حضرت مستطاب اشرف گورنر جنرل ممالک ہندوستان

اِس اعلان کے ذریعہ سے سب کو واضح ہو کہ حسب الامر اعلیٰ حضرت اقدس
قدر قدرت جارج پنجم بادشاہِ مملکت متحدہ برطانیہ عظمیٰ و ایرلینڈ و قایم سرکار
انگریزی ما ورا البحار حامی دین۔ قیصر ہند اینجانب بحیثیت گورنر جنرل
اعلیٰ حضرتِ ممدوح ان عطیات۔ رعایات۔ معافیات اور عنایات کا اظہار
کرتے ہیں جو اعلیٰ حضرت اقدس موصوف نے ازراہ مرحمت و الطاف شاہانہ
اس جلیل الشان اور قابل یادو موقع پر عطا فرمائی ہیں۔

اعلیٰ حضرتِ اقدس ممدوح کے ارادۂ سینہ کی اطاعت اور فرمانبرداری
بندگانہ اور خوشنودی خاطر مبارک ہمایوں کے لیے سرکار عالیہ ہند نے
حضرتِ مستطاب اشرف وزیر ہند کی منظوری سے تسلیم فرمایا ہے کہ
علمی ترقی کے حقوق مملکتِ ہندوستان کے محصولات پر فوقیت رکھتے
ہیں اور ایک نہایت مستحسن اقتضا کے لحاظ سے یہ عزم فرمایا کہ جہانتک
ممکن ہو ہندوستان میں تعلیم کو سہل بنا کر وسعت دینے میں اقدام فرمائیں
اِس مقصود کو مدنظر رکھ کر سرکار عالیہ نے تجویز فرمایا ہے کہ واقعی مقبول
عام تعلیم کی ترقی کے لیے فی الفور پچاس لاکھ روپیہ عنایت فرمائیں اور
سرکار عالیہ کا عزم بالجزم ہے کہ اس رقم کے علاوہ جس کی منظوری
اب دی گئی ہو سالہائے آیندہ میں بھی کشادہ دلی سے اور رقوم عطا
فرماتے رہیں۔

اعلیٰ حضرت قیصر ہند نے مرحمت و الطاف شاہانہ سے اپنی بری بحری
فوج کی نمایاں اور باصداقت خدمات کی قدر دانی کے لئے اینجانب کو
امر فرمایا ہے کہ ہندوستان میں مقیم انگریزی افواج اور ہندوستانی افواج کے
تمام افسروں اور سپاہیوں اور امدادی فوج کے ماتحت افسروں

اور سپاہیوں کو ہندوستان کی شاہی بحری فوج میں اُنکے مساوی درجہ
عہدہ داروں اور ان محکمہ جات کے تمام مستقبل ملازموں یا نہ لڑنے والے
نوکروں کو بھی تنخواہ افواج کے خرچ کے روپیہ سے دیجاتی ہے اور پچاس روپیہ
ماہوار سے زیادہ نہیں آدھے مہینہ کی تنخواہ منصبی کے عطیہ کا اعلان کریں
علاوہ برین اعلیٰ حضرت اقدس ممدوح نے مرحمت شاہانہ سے امر فرمایا ہے
کہ بعد ازیں ہندوستانی افواج کے وفادار ہندوستانی افسروں اور
سپاہیوں کو بہادری کے لیے نشان وکٹوریہ کراس کے عطیہ کا استحقاق
عطا کیا جاوے۔

نیز یہ کہ نشان آرڈر آف برٹش انڈیا کے ممبروں کی تعداد اعلیٰ حضرت اقدس
ممدوح کے اس دربار تاجپوشی کے بعد سالہائے عشرہ میں اول درجہ میں
باون اور دویم درجہ میں ایک سو تک بڑھا دی جائے اور اُن تاریخی رسوم مسعود
کی تقریب میں پندرہ نشان درجہ اول کے اور انیس نشان درجہ دویم کے
فوراً عطا کئے جائیں۔ نیز یہ کہ بعد ازیں فرانٹیر ملیشیا کور اور ملٹری پولس کے
ہندوستانی افسروں کو نشان مندرجہ فوق حاصل کرنے کا استحقاق عطا
کیا جاوے۔

نیز یہ کہ زمین کے خاص عطیات یا جاگیرات یا معافیات جیسا مقتضی
ہو اعلیٰ حضرت اقدس ممدوح کی ہندوستانی افواج کے بعض ہندوستانی
افسروں کو جو طولانی اور معزز خدمات کے لیے ممتاز ہوں اس موقع پر عطا کی
جاویں گی۔

نیز یہ کہ وہ خاص وظائف جو اب نشان انڈین آرڈر آف مرٹ کے ممبران متوفی
کی بیوگان کو فقط تین سال کے لیے دیے جاتے ہیں اس دربار کی تاریخ سے

ان تمام بیوگان کے انتقال یا ازدواج ثانی تک آیندہ برقرار رکھے جاویں نیز اعلیٰ حضرت اقدس ممدوح نے اپنی ملازمان محکمہ جات ملکی کے حسن خدمات صادقانہ کی قدردانی کے لیے اینجانب کو امر فرمایا ہے کہ اُن تمام مستقبل ملازموں کو جو سرکار عالیہ کی ملکی خدمات میں مشغول ہیں اور جنکی ماہوار تنخواہ پچاس روپیہ سے زیادہ نہیں آدھے مہینہ کی تنخواہ کے عطیہ کا اعلان کریں۔

علاوہ بریں اعلیٰ حضرت اقدس ممدوح نے ازراہ مرحمت و الطاف شاہانہ امر فرمایا ہے کہ اُن تمام معزز اشخاص کو جنھیں خطاباتِ دیوان بہادر و سردار بہادر و خان بہادر و رائے بہادر و راؤ بہادر و خانصاحب و رائے صاحب و راؤ صاحب قبل ازیں عطا ہو چکے ہیں یا بعد ازیں عطا ہوں عزت اور احترام کے ممیز نشانات عطا کیے جاویں اور اُن فضلاء کو جنھیں مہامہوپادھیا یا اور شمس العلماء کے معزز خطابات قبل ازیں مرحمت ہو چکے ہیں یا بعد ازاں مرحمت ہوں ہندوستان کے قدیمی علوم کی تام آوری کے سلئے کچھ سالانہ وظائف عطا کیے جائیں۔

علاوہ ازیں اس دربار عظیم الشان کی یادگار اور نمایاں خدمات ملکی کے صلہ میں بعض عطیات زمین بمعہ معافی مالیاتِ سرکاری معافی داروں کی زندگی تک یا حکومت مقامی کے اختیار سے ایک اور پشت تک صوبہ سرحدی شمال مغربی اور بلوچستان میں عطا یا برقرار کیے جائیں۔

اعلیٰ حضرتِ اقدس ممدوح نے ازراہ مرحمت و الطاف شاہانہ وفادار والیان ریاست ہائے ہندوستان کی بہبودی کو ملحوظ رکھکر اینجانب کو اعلان کرنے کا امر فرمایا ہے کہ بعد ازیں اُن کی اپنی ریاستوں میں گدی نشینی کے موقع پر اُن سے بطور نذرانہ کچھ نہ لیا جائے اور سرکار عالیہ کے بعض متفرق

قروض جو کاٹھیاواڑ اور گجرات کی بلا اختیار ریاستوں اور نیز میواڑ کے رؤسائے
بھومیا کے ذمہ ہیں حسب الحکم سرکار عالیہ ہند تماماً یا جزواً معاف کئے جائیں۔

افواج امپیریل سروس کی قدر دانی کے لیے بعض افسروں کو آرڈر آف
برٹش انڈیا کے نشانات عطا کئے جائیں گے۔

اعلیٰ حضرت اقدس ممدوح نے از راہ ترحم و مرحمتِ شاہانہ امر فرمایا ہے
کہ بعض قیدی جو ارتکاب جرائم اور تقصیرات کے لیے بالفعل قانوناً سزا پا رہے ہیں
قید سے رہا کئے جائیں اور تمام اشخاص مدیون دیوانی جو اسوقت محبوس ہیں
اور جنکے قروض کم اور اُنکا باعث فریب نہیں بلکہ واقعی افلاس ہے قید سے
رہا اور اُنکے قروض ادا کئے جائیں۔

اِن اشخاص کے نام جو ان عطیات رعایات معافیات اور عنایات سے
مستفیض ہوں گے بمعہ تفصیل اور شرائط متعلقہ کے بعد ازیں شائع کئے
جائیں گے۔ قیصر ہند کو خدا سلامت رکھے۔

غرض جب اسپیچ ختم ہو گئی تو چند لمحہ تک اِس عظیم الشان جلسے پر سکوت کا عالم رہا پھر
یکایک وہ سکوت چیرز کے طوفان میں بدل گیا چیرز ایک ہی دفعہ نہیں دئیگئیں بلکہ برابر جاری رہیں

مجرے کی تقریب

پھر اظہار اطاعت یا مجرے کی تقریب شروع ہوئی پہلے گورنر جنرل تخت کے پاس
بڑھے سر جھکایا۔ پھر آگے بڑھے اور پھر بالکل جھک گئے۔ اس کے بعد پہلے قدموں ہٹ کے
اپنی جگہ پر آن بیٹھے آپکے بعد سپہ سالار ہند کی باری آئی۔ وہ بھی اسی طرح تین مجرے
کرکے پیچھے ہٹ گئے۔ پھر گورنر جنرل کی کونسل کے ممبروں نے ایک ہی ساتھ مجرے کئے
اسکے بعد رؤسا ہند کی باری آئی۔ سب سے پہلے نظام حیدرآباد تخت کے قریب حاضر ہوئے

یہ نوجوان نظام بہت سادے لباس میں تھے ایک سیاہ فراگ کوٹ زیب تن کئے ہوئے تھے اور حیدرآبادی پگڑی سر پر تھی۔ لباس اور صورت سے یہ ہرگز نہیں معلوم ہوتا تھا کہ دکن جیسی بڑی سلطنت کا یہ نوجوان حکمراں ہے۔ بشرے سے متانت وسنجیدگی پائی جاتی تھی۔ جس طرح لاٹ صاحب نے ایک ایک دو دو قدم آگے بڑہا کے یکے بعد دیگرے بالکل سکون اور بے تکلفی کے ساتھ ادب سے مجرا کرکے پیچھے قدموں ہٹ آئے اور اپنی جگہ پر جاکے بیٹھ گئے اُنکے بعد ہز ہائنس بڑودہ نمودار ہوئے بڑودہ کے بعد میسور پھر مہاراجہ کشمیر پھر راجپوتانہ کے راجہ اُنکے بعد سرحدی سردار پھر وسطی ہند کے راجہ نواب بلوچستان کے خان خانی پھر سکھ اور بھوٹان کے راجہ مجرا بجالائے۔ پھر ہائی کورٹ بنگال کے جج اور گورنر جنرل کے لیجس لیٹو کونسل کے ممبر حاضر ہوئے پھر مدراس اور بمبئی کے حکام اور تعلقداران اودہ یکے بعد دیگرے مجرا بجالائے۔

جب رؤسا کی طرف سے اظہار اطاعت ہوچکا یعنی وہ مجرا بجالاچکے۔ اعلان شاہی پڑھا جاچکا تو ملک معظم اور ملکہ معظمہ نہایت آہستہ قدموں میں اپنی جگہ سے اُٹھے اور جلوس کے ساتھ درباری شامیانے سے شاہی شامیانہ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپکے آگے آگے ہندوستانی افسر طلائی عصا ہاتھ میں لئے ہوئے روانہ ہوئے آپکے پیچھے گورنر جنرل اور اُنکی بیگم صاحبہ۔ وزیر حاجب۔ وزیر ہند۔ ہز ہائنس ڈیوک آف ٹیک مسٹر لیس آف دی روپس ڈپٹیز آف ڈیون شائر اُسکے بعد جلوس کے دوسرے ممبر تھے اُنکی ٹھہر میں سب آدمی یکایک کھڑے ہوگئے اور ہر شاہی باجہ بجنا شروع ہوا آخر ملک معظم شاہی چبوترے پر پہنچ کے متمکن ہوئے یہاں دو تخت بچھے ہوئے تھے ایک پر ملک معظم اور دوسرے پر ملکہ معظمہ نے نشست فرمائی چبوترے کے دوسرے پلیٹ فارم پر گورنر جنرل اور اُنکی بیگم صاحبہ اور دیگر اسٹاف کے لوگوں نے داہنی طرف نشست فرمائی۔ اور دوسرے لوگ بائیں طرف اور تخت کے گرد خدام استادہ تھے اور شہنشاہ کا اسٹاف سب سے نیچے والے پلیٹ فارم پر کھڑا ہوا تھا۔ ملک معظم

اور ملکہ معظمہ کا رخ اسوقت عام آدمیوں کی طرف تھا۔ دونوں تاج شاہی پہنے ہوئے تھے گرداگرد مشرقی اور مغربی شاہی خاندان کے لوگ تھے۔ اس میں وزرائے سلطنت بھی تھے ملک معظم کے تخت نشین ہونے پر اس ملک کے پے در پے چیرز دئے گئے کہ اخیر میں چیرز کی گونجوں کی آوازیں پیدا ہوگئیں تھیں۔

یہ ایک عجیب نظارہ تھا کہ ہندوستان کا شہنشاہ دنیا کی سب سے بڑی زبردست سلطنت کا مالک لاکھوں آدمیوں کے مجمع میں اس وقت تخت پر جلوہ افروز ہے۔ اس سے پہلے وہ یورپ کے بہت بڑے سرداروں کا مجرا لے چکا ہے اور آج وہ ہندوستان کی قوموں سے اظہار اطاعت کرا رہا ہے۔ اور کس مقام پر شہنشاہان مغلیہ کے شاندار پایہ تخت پر سینکڑوں بادشاہ اور راجہ یہاں تخت نشین ہوئے اور چل بسے۔ مگر آجتک اس شان و شوکت کا دربار اس سرزمین پر کبھی نہیں دیکھا گیا۔

جو اعلان شاہی یہاں پڑھا گیا اس کا ترجمہ آنریبل ملک محمد حیات خان سی۔ آئی۔ ای نے نہایت بے تکلف اور سہولت سے پڑھ کے سنایا۔ شاہی اعلان کا پڑھا جانا۔ اس بات کی صاف علامت ہے کہ انگریزی زبان کے بعد شاہی زبان اردو تسلیم کی گئی۔ اب اردو کے خلاف کسی قسم کی مخالفت کارگر نہیں ہونے کی۔ اس سے زیادہ مسلمانوں کی عزت افزائی اور کیا ہوسکتی ہے کہ ان کی مادری زبان کو یہ شرف بخشا گیا۔

جب اعلان شاہی پڑھا جا چکا اور کل تقریبیں ادا ہوگئیں تو گورنر جنرل اٹھے اور مجرا بجا لائے اور پھر الٹے قدموں ہٹ کے اپنی جگہ جا بیٹھے اس کے بعد قرنا نوازوں نے قرنا پھونکی چیف ہیرلڈ اپنی جگہ سے ایک بلند مقام پر آیا اور باآواز بلند اوس نے کہا کہ ملک معظم کے لیے تین چیرز دئے جائیں پھر اسی طرح چیرز کا طوفان برپا ہوا۔ اور اس کا شور بھی کئی منٹ تک رہا۔ لوگوں کی خوشیوں کا کچھ عالم نہ پوچھو اُنکی دلی محبت کے پاک جذبے انکی نظروں سے معلوم ہو رہے تھے

اس وقت ملک معظم اور ملکہ معظمہ خداوند تعالیٰ کی قدرت کا سماں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ بحیثیت انسان کے وہ اپنی رعایا کے مثل تھے۔ کل انسانی ضروریات تمام انسانی جذبات اور کل انسانی کمزوریاں جو قدرت نے ہر انسان میں ودیعت کی ہیں ان میں موجود تھیں۔ مگر اللہ کی شان دیکھیے کہ لاکھوں اور کروڑوں میں سے ایک مرد اور ایک عورت کو وہ رتبہ عالی بخشا کہ کروروں سر اس کے آگے خم ہونے اپنا فخر سمجھتے ہیں۔

ملک معظم ملکہ معظمہ کا ہاتھ پکڑ کے یہاں سے اُٹھے۔ پھر اسی طرح سے جلوس کی ترتیب ہوئی اور شامیانے کی طرف چوڑے راستے سے آپ روانہ ہوئے۔ انگریزی باجا بج رہا تھا۔ پھر آپ شامیانے میں آکر تشریف فرما ہوئے۔

ایمفی تھیٹر کا حیرتناک منظر

اعلان شاہی کے خاتمہ پہ عجیب و غریب سماں اس نئے عالم میں نظر آیا۔ ایک طرف سے تو بے خودانہ چیرز کی آوازوں نے تہلکہ برپا کر دیا۔ اور دوسری طرف سے چہ میگوئیاں اور پریشانی کے ساتھ سرگوشیاں ہونے لگیں اور ساتھ ہی اس جم غفیر کا ایک حصہ بالکل عالم سکوت میں تھا اور ذرا بھی حس و حرکت نہ کرتا تھا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ سکوت نے کیا اپنا غلبہ پورے طور پر بٹھا لیا ہے۔ بعض کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے تھے۔ اور بعض مخلصہ چیرز پر اتر آئے تھے۔ لوگ گفتگو کر رہے تھے کہ اخیر خلاف توقع اس عظیم تبدیلی کے کیا معنے ہیں۔ اس سے چند لمحہ پہلے کسی کو اس کا سان و گمان بھی نہ تھا کہ دہلی اس طرح پایۂ تخت بنجائیگی۔ اور تقسیم بنگالہ یوں منسوخ ہو جائیگی بنگالی مارے خوشی کے پھولے نہ سماتے تھے اور مجنونانہ چیرز پر چیرز دیئے جاتے تھے بعض بعض ہندوؤں نے تو یہاں تک کہا کہ دیکھا ہم نے اپنی ضد پوری کرالی۔ اور

انہیں ہم کامیاب ہوئے۔ مسلمان بالکل خاموش تھے اور انہیں ایک سکتہ سا ہو رہا تھا۔ اسی سکتہ میں اگر ان کے موبنہ سے کوئی بات نکلتی تھی تو صرف یہ تھی کہ یہ کیا ہوگیا اسکی توقع تو کسی طرح بھی نہ تھی ؟ کیا اب بھی ہمارے حقوق کی حفاظت ہو گی ؟ یا وہ ہندوں کے ایجیٹیشن کے خوف سے پائمال کر دئیے جائیں گے ؟ غرض جتنے موبنہ اُتنی باتیں ایسی سراسیمگی۔ جوش فرحت اور اخلاف امید تبدیلی سے پریشان خیالات اور سر خوشانہ جذبات کا ایک ریلا تھا جو ایک طرف سے اٹھا اور دوسری طرف سے نکل گیا۔

دربار ختم ہوچکا ہے اور اب لوگ یہاں سے گھر واپس جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ نقیبوں نے اپنے فرائض پورے کر کے اپنی جگہ کو چھوڑ دیا ہے۔ درباری ترتیب ٹوٹ چکی ہے وزیر تقریبات دربار کے خاتمہ کا اعلان کرچکا ہے۔ اعلان ہوتے ہی **گاڈ سیو دی کنگ** (یعنی خدا بادشاہ کو سلامت رکھے) گانا بج چکا۔ ملک معظم اور ملکہ معظمہ اپنی گاڑی میں آکے بیٹھ گئے۔ شاہی جلوس ابھی تھیٹر سے نکلنا شروع ہوا توپوں نے سلامی اُتاری۔ اور ایک بار پھر چیرز کی آوازوں سے کرہ باد میں تموج پیدا ہوگیا۔

القصہ یہ دربار جہاں ملک معظم بہ نفس نفیس موجود تھے اس طرح بخیر خوبی ختم ہوگیا یہ بات فی الواقع زیادہ تعجب انگیز ہے کہ ایک مقام سے ایک لاکھ آدمیوں سے زیادہ تعداد کا منتشر ہونا واپسی کی کشمکش اور جلد گھر پہنچنے کی کوشش کے باوجود کسی قسم کا کوئی حادثہ پیش نہیں آیا۔ مقامات کی ترتیب کا خاتمہ ہوچکا۔ راجاؤں اور نوابوں کے مصاحبین اُن کا جلوس اور اُنکی ترتیب سب درہم برہم ہوچکی۔ ہر شخص باہر نکلنے کی کوشش کر رہا تھا۔ نظام حیدرآباد سے لگا کے کل راجہ نواب سب میں ملے جلے باہر آنیکی کوشش میں تھے کسی رئیس اور عامی کی کوئی تمیز نہ رہی تھی۔ واقعی یہ منظر

بھی دیکھنے کے قابل تھا۔ گوروں نے بہت قابل تعریف انتظام رکھا اور زیادہ غل غپاڑہ نہ ہونے دیا۔ بھوکے پیاسے اور ماندہ آدمی سب سے پہلے نکلنے کے مستحق تھے یعنی وہ لوگ جو صبح کے تین چار بجے سے اپنی اپنی جگہ پر سکوت کے عالم میں بے حس و حرکت بیٹھے ہوئے تھے۔ بھلا یہاں استحقاق کون پوچھتا ہے۔ ہر شخص آگے بڑھنا چاہتا تھا۔ مگر اُسے پیچھے ہٹنا پڑتا تھا۔ غرض خدا خدا کرکے ذرا چھیڑ ہوئی۔ اور لوگوں کو باہر نکلنے کا موقع ملا۔ یہاں کی حالت کچھ نہ پوچھو اگرچہ ہزارہا آدمی جا چکے تھے مگر اب بھی نہ صرف آدمیوں بلکہ موٹر کاروں۔ لینڈوں تانگوں شکرموں کا بحر ذخار تھا کہ موجیں مار رہا تھا العظمۃ اللہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام ولایت اور ہندوستان کی موٹریں یہاں آگئی ہیں جہاں تک نظر کام کرتی تھی چاروں طرف آدمیوں۔ اور گاڑی گھوڑوں کے دل بادل چھا رہے تھے۔ فوجیں ابھی تک اسی طرح صف بستہ تھیں۔ آخر ہی دو بجے شب کے گجر بندی کا بگل بجا تھا اور اب یہ وقت آگیا تھا اس وقت چار بج چکے تھے لوگ اپنے گھر مغرب کے بعد آکے پہنچے تھے۔ ہاں جو خیموں میں سکونت رکھتے تھے وہ ضرور اس سے پہلے پہنچ گئے ہوں گے۔

دعوت شاہنشاہی

۱۳۔ دسمبر کی شب کو ملک معظم نے اپنے کیمپ میں معزز انگریزی عہدہ داروں اور ہندو مسلمان رؤسا کو دعوت دی۔ اس وقت مہمانوں کی تعداد قریب چار ہزار سے کم نہ ہوگی کھانا کھانے کے بعد وہ سب بڑے شامیانے میں جمع ہوئے تمام شامیانے میں بجلی کی روشنی ہو رہی تھی ہر شخص اپنی اپنی فل ڈریس میں تھا نیلے اور زرد قمقمے شامیانے میں لٹک رہے تھے۔ اور ان میں بجلی کی بتیاں جل رہی تھیں۔ بہت سے یہاں لیوی ڈریس میں آئے تھے۔ بہت سے درباری لباس میں ہندوستانی راجہ نواب بیش زرق برق

لباس سے ایک عجیب شان پیدا کر رہے تھے۔ لارڈ ہارڈنگ نے ملک معظم کا جام صحت تجویز کرتے وقت حسب ذیل تقریر کی۔

ہز امپیریل مجسٹی کی نوازش آمیز اجازت سے آج مجھے اس بات کا افتخار حاصل ہوا کہ تاریخ ہندوستان کے اس بے نظیر موقع پر ویرا امپیریل مجسٹیز یعنی اپنے ملک قیصر اور ملکہ قیصرہ کا جام تندرستی تجویز کرنے کا شرف حاصل کروں۔

زمانہ گذشتہ میں بہت سے فاتح لشکر آج کی صدیوں پیشتر اس سرزمین پر آئے جن میں سے بعض لوگ تو ملک کو ویران کر گئے اور بعضوں نے اپنے مشہور خاندان قائم کیے۔ خوش قسمتی سے بہت سی تاریخی یادگاریں ابتک قائم ہیں جو انکی عظمت و جلالت کی گواہی دے رہی ہیں۔ اور ان عمدہ ترین یادگاروں میں خود دہلی میں بھی انکی تعداد کچھ کم نہیں ہے۔ دہلی کی گذشتہ تاریخی یادگاریں چاہے جو کچھ ظاہر کرتی ہوں لیکن جو منظر آج اس وقت ہم سب لوگوں کی آنکھوں کے سامنے پیش تھا ہمارے شریف النفس ملک قیصر نے اپنی نہایت دیر کا نسرٹ ملکہ قیصرہ کے ساتھ تمام جلیل القدر فرمانبرداروں اور ہندوستان کے ہر طبقہ کے باشندوں کے قائم مقاموں کی جانب سے پبلک طور پر آداب شاہی قبول فرمایا۔ ایسا منظر کبھی دیکھنے میں آیا ہوگا اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسا بھاری اور یادگار مجمع قبل اسکے ہندوستان میں کبھی نہیں فراہم ہوا۔ اور نہ کسی بادشاہ کے کسی ایسے اعلان نے ہر طبقہ کے لوگوں پر ایسے گہرے خیالات پیدا کیے ہونگے جیسا کہ ہز امپیریل مجسٹی نے آج کے دربار میں ہندوستان کی خیر خواہ اور عقیدت مند رعایا کے ہر طبقہ کے خیالات پر پیدا کیا ہے۔ دہلی مع اپنی بے انتہا تاریخی واقعات کی دولت کی بنا پر ایک مرتبہ پھر سلطنت ہندوستان کی دارالسلطنت قرار دیگئی۔ اور ہم اس موقع پر یور امپیریل مجسٹی کی مقرر کی ہوئی جدید دارالسلطنت کے بعد کا پہلا سرکاری موقع ہے۔ اپنی سچی خیر خواہی اور عقیدت مندی اور شکر گذاری کے

ساتھ ایک ایسے فیصلہ کو قبول کرتے ہیں جسکی اصلی وقعت اور عمیق اہمیت اسوقت ہندوستان کے لاکھوں باشندوں کی سمجھ میں اچھی طرح سے نہ آتی جب یورامپیریل مجسٹی کی زبان مبارک کے سوا اور کسی طور سے اس کا بیان کیا جاتا۔ اور یہ ایک ایسا فیصلہ ہے کہ جسکی نسبت گورنمنٹ ہند کو بھی یقین ہے کہ سلطنت ہندوستان کی بہتر حکومت اور مزید سرسبزی کے حق میں لازمی اور ضروری ہے۔

اور اب میں یور امپیریل مجسٹیز ملک قیصر اور ملکہ قیصرہ کا جام تندرستی تجویز کرتا ہوں تقریر کے ختم ہونے کے بعد ملک معظم ملکہ معظمہ کو ساتھ لیکر اپنے معزز مہمانوں کے مجمع میں آئے اور کچھ عرصہ تک ان لوگوں سے گفتگو کرتے رہے جو اس موقع پر آپ کی خدمت میں پیش کئے گئے تھے۔

نواں باب

۱۳ دسمبر ۱۹۱۱ء

آج کی تاریخ صبح دس بجے دو ضروری اور ذی اثر ڈپوٹیشن ملک معظم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے مبارکباد کے ایڈریس پیش کئے مسٹر لاسن لیفٹ مدراس ڈیپوٹیشن کے سرگروہ تھے اور مسٹر ہیرن دہلی کے میونسپل کمیٹی کے پریزیڈنٹ دوسرے ڈپوٹیشن کے سرگروہ تھے ان دونوں ڈپوٹیشنوں کے ممبر ملک معظم کے حضوری میں پیش کئے گئے۔ دہلی کے میونسپل کمیٹی کے پریزیڈنٹ نے اپنا ایڈریس پیش کیا اس کے جواب میں ملک معظم نے یہ ارشاد کیا۔

تمہارے ایڈریس میں خیر مقدم اور خیر اندیشی کے جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے اور ملکہ قیصرہ اُس کا شکریہ تہ دل سے ادا کرتی ہیں چند مہینے کا عرصہ ہوا

ہمیں خوف تھا کہ مبادا ہمارے ورود ہندوستان کے موقع پر غیر معمولی خشک سالی کا ایک زمانہ آجانے کے سبب شدید قسم کی گرانی واقع ہو اور میری ہندوستانی رعایا کی تعداد کثیر پر ایک بلائے عظیم نازل ہوجائے جسکی مرفہ حالی بالکل کثرت بارش اور زراعتی پیداوار پر موقوف ہے شکر ہے کہ وہ گرانی محدود رہی اور بہترین وسائل آمدو رفت اور آبپاشی کے وسیع ہونے سے اب قحط کا اُس قدر خوف نہیں کیا جاتا جتنا گذشتہ زمانوں میں کیا جاتا تھا۔ مجھے یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی کہ دوسرے امور کے اعتبار سے ہندوستان کی زراعتی حالت کی اصلاح ہوئی گو کاشتکار اپنے پرانے طریقوں کے مطابق کاروبار زراعت کرتے ہیں لیکن وہ ہمیشہ صابر و محنتی اور ہنرمند پائے گئے ہیں اس زمانہ میں سائنس کے وسائل سے زراعت کے متعلق کام لیا گیا ہے اور تھوڑے ہی عرصہ میں وہ بڑے بڑے نتائج ثابت کرکے دکھادئے گئے جو سائنس سے کام لیکر نہ صرف اصلاح آراضی بلکہ مویشیوں کے علاج اور حشرات الارض کے تدارک کے متعلق بھی پیدا کئے جاسکتے ہیں جو کاشتکاران اراضی کے نہایت خوفناک دشمن ہیں اگر کوآپریشن یعنی باہمی اعانت سے کارروائی کرنے کا طریقہ جاری ہوسکا اور پورے طور پر اس سے کام لیا گیا تو میں پیشینگوئی کرتا ہوں کہ آیندہ اس ملک کے زراعتی مقاصد کو عالیشان طریقہ کی ترقی ہوگی۔

ہمارے ورود کے لحاظ سے اپنے شہر کے خوش سواد بنانے اور اُسے مناسب طور سے تیار کرنے کے متعلق جو کوشش تم نے کامیابی کیساتھ کی ہیں میں اُنکی بڑی قدر کرتا ہوں اسکے ساتھ مجھے معلوم ہے کہ گذشتہ بیس سال کے اندر تم لوگوں نے حفظان صحت کی اصلاح کی جانب سے بے پروائی نہیں کی بدررو کے انتظام کے متعلق جو ترقی برابر ہوتی گئی اُسکے نہایت عمدہ معقول نتائج پیدا ہوئے اور آبرسانی کی تعمیرات جو تیار کی گئیں گو ان میں بہت کچھ صرف ہوا لیکن یہ بات بخوبی تمام ثابت ہوگئی کہ وہ صرف بیکار نہیں ہوا

کیونکہ اس کے سبب سے ہیضہ اور دوسرے وبائی امراض سے نجات ملی اور خلاف معمول اس سال دہلی کو ملیریا بخار سے آزادی حاصل رہی۔ میرے نزدیک زیادہ تر اس کا سبب یہی پایا جاتا ہے کہ بیلہ کی صفائی کی گئی اور پانی کے نکاس کا معقول انتظام کردیا گیا اور جہاں ایک جنگلی دلدل واقع تھی وہاں ایک وسیع رمنہ بن گیا۔

مجھے سچے دل سے یقین ہے کہ یہ سبق زیادہ عام طریقہ سے سمجھ لئے جائیں گے اور ان سے فائدہ حاصل کیا جائیگا تاکہ میری ہندوستانی رعایا کی تندرستی کی حالت اس سے بہتر رہ سکے اور مزید حفاظت ہو جائے۔ طاعون۔ ملیریا بخار اور ہیضہ کی خوفناک بلاؤں کی حفاظت کی تدبیر خود باشندگان ملک اور اُنکے لیڈروں کی کارروائی پر موقوف ہیں جن میں حکام کو بھی سینٹیفک طریقہ کی کوششوں سے اعانت کرنا چاہیئے علمی تحقیقات اور لوکل کی حالتوں کے دریافت کرنے سے کہ ان امراض کے پیدا ہونے کا سبب کیا ہے اس بارہ میں بہت کچھ ترقی ہو چکی ہے لیکن ابھی بہت سا کرنے کو باقی ہے سب سے بڑھکر عوام الناس کی تعلیم کی ضرورت ہے تاکہ انھیں سکھا دیا جاوے کہ اپنی حفاظت بہبودی کے لئے ابتدائی اصول حفظان صحت اور گھروں کی صفائی کے بارہ میں انھیں کیا کیا سمجھنا اور کیا کیا تدبیریں عمل میں لانا چاہیئے۔ میں خوشی کے ساتھ امیدوار رہتا تھا کہ آپکے اس قدیم اور مشہور شہر کے دیکھنے کا مجھے پھر موقع ملے اور یہ وہ شہر ہے کہ جیسا آپ کے ایڈریس میں بیان کیا گیا ہے اس ملک کی تاریخ کی ایک یادگار واقعہ کا منظر رہا۔ اور بہت سے واقعات اس میں ایسے گزرے جنھیں میرے خاندان اور تاج سے قریبی تعلق ہے اور آئندہ اس سے ہمارے تعلقات رشتے اور بھی زیادہ قریب ہو جائینگے آپکے شہر کی پرانی روایات میں ایک خاص طور کی فریفتگی پائی جاتی ہے قدیم زمانوں کے خاندانوں کی یادگاریں ہر ہر جگہ پیش نظر آتی ہیں اور وہ عالیشان محلسرائیں اور معابد جو لوٹوں سے ابتک نہ بچ سکے غارتگر ہاتھوں کا مقابلہ کرتے آئے ایک شاندار اور پرشکوہ

زمانہ گذشتہ کو یاد لا رہے ہیں۔

حال میں ہم نے جو اس فیصلہ کا اعلان کیا ہے کہ اس وقت سے ایکبار آئندہ دہلی ہی ہماری سلطنت ہندوستان کی دارالسلطنت رہیگی اس کے متعلق اُن اگلی روایتوں اور خصوصیتوں کا خیال اس امر کی خواہش کیوقت کچھ کم نہیں کیا گیا کہ گورنمنٹ ہند کے شہر کے لیے ایک مرکزی مقام مقرر ہو۔ اسی کے ساتھ میں اس امر کی شہادت دینا چاہتا ہوں کہ اس پچاس برس کے زمانہ کے اندر جبسے دہلی صوبہ پنجاب میں داخل کی گئی گورنمنٹ پنجاب کس آسانی سے اس خوشنما شہر کو ترقی دیتی رہی اور اسکی تاریخی یادگاروں کے محفوظ رکھنے اور اُسے پھر اس قابل بنانے کی کوشش کا کوئی طریقہ اُٹھا نہیں رکھا کہ وہ اپنی اصلی حالت پر آجائے اور اُسے سلطنت ہندوستان کے صدر ہونے کا فخر اور مرتبہ مثل سابق کے حاصل ہو سکے اس تبادلہ کے سبب سے نظم و نسق کے متعلق بہت سی باتوں کا امتحان دوبارہ کرنیکی ضرورت ہوگی۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ شہنشاہی گورمنٹ سے اچھی طرح اس بات کی امید کر سکے گا کہ وہ اس کی قدیم یادگاروں کی خبر گیری رکھنے اور مالی ترقی کا خیال و لحاظ رکھنے میں اُس سے کم کوشش نہ کریگی جو زمانہ سابق میں گورنمنٹ صوبہ ایک صدر مقام صوبہ کی حیثیت سے دہلی کے بارے میں کرتی آئی تھی۔

میں دعا کرتا ہوں کہ یہ سلطنت جسکی دارالسلطنت اب دہلی قرار پائی ہے ہمیشہ امن و امان اور ترقی اور انصاف اور سرسبزی کی تائید کرتی رہیگی اور آپکے شہر کے متعلق اسکی عظمت اور شان کی جو قدیم باتیں مشہور ہیں ان میں اور اضافہ کریگی۔

بہادران غدر کا اڈریس

غدر کے بہادروں نے حسب ذیل نیازنامہ یا عرضی یا سپاسنامہ ملک معظم کی خدمت میں ارسال کیا۔ بحضور ملک شہنشاہ ہند جارج پنجم۔ شاہ سلطنتہائے متحدہ برطن

اعظم۔ آئرلینڈ۔ شاہ ماوراء البحر۔ محافظ دین۔ شہنشاہ ہند اور ملکہ معظمہ

(۱) ہم انگریزیور پشن اور ہندوستانی سب یک زبان ہو کے حضور کی اس دعوت دربار کا دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ عالیجاہا نے ہم سرفروشوں کو ایسے موقع پر یاد کیا

(۲) چونکہ حضور عالیجاہ دنیا کے قوی ترین شہنشاہوں میں ہیں اور عالیجاہ کے ہاتھ میں کروروں بندگان خدا کی قسمتیں ہیں اس لیے ہم دل سے دعا کرتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ حضور کی اس اہم اور نازک کام میں پوری اعانت فرمائے۔

(۳) ہماری دلی آرزو ہے کہ ملک معظم کی سلطنت طویل خوش پریشان رہی اور خود ملک معظم کو اپنی کوششوں میں وہ کامیابی نصیب ہو کہ حضور کی رعایا حضور دل سے فریفتہ رہے۔

(۴) ان غریبوں کی طرف بھی نظر عنایت ہو جائے۔ ہم حضور ملکہ معظمہ آنجہانی اور ملک معظم آنجہانی کے سپاہی اور غدر ۱۸۵۷ء کے جانبازوں میں سے ہیں مثل اور رعایا کے ہم بھی ایک نظر لطف کے مشتاق ہیں۔

حضور اس بات کا یقین فرمالیں کہ ہماری دعائیں ہمیشہ ترقی جاہ و دولت حضور شاہ کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتیں۔

(۵) ہم حضور ملک معظم کے دل سے مطیع و منقاد رہنے والے غدر کے جانباز۔ اے۔ ایس ہنٹر اور میجر جنرل آر۔ اے۔ کل بوڑھے جانبازوں کے قائم مقام۔

شاہ کا جواب

ملک معظم نے اس کا جواب عنایت فرمایا۔ کنگ ایمپرر کیمپ۔ ۱۱ دسمبر ۱۹۱۱ء

پیارے صاحب آپ نے جانبازان غدر کی طرف سے جو سپاسنامہ مابدولت واقبال کو روانہ کیا ہے اس سے مابدولت بہت محفوظ ہوئے۔ آج پریڈ پر اتنے جانبازوں

کی صف بندی کو دیکھ کے مابدولت کے دل پر بہت اثر ہوا۔ کیونکہ ان کی بہادر صورتوں سے قدیم زمانہ کی یاد تازہ ہوئی تھی کہ انھوں نے ہی مصیبت کے وقت ہمیں مدد دی تھی اور تاج برطانیہ کے ساتھ استواری سے وفادار رہے تھے۔ مابدولت کو اُمید ہے کہ اب بھی اس گرمجوشی سے ملک وسلطنت کی حفاظت میں آپ لوگ تیار ہوں گے

آپ دونوں صاحب معہ اُن بوڑھوں جانبازوں اور سپاہیوں ملکہ معظمہ آنجہانی اور ملک معظم آنجہانی کے سپاہی ہیں مگر موجودہ شاہ بھی تمہیں کبھی دل سے نہیں بھلائیگا اور مابدولت کی دل سے یہ دعا ہے کہ تمہاری عمر کے آخری دن امن اور خوشی میں بسر ہوں۔

میں ہوں آپ کا سچا دوست۔ دستخط اسٹم فرڈہم)

والنٹر افسروں اور ہندوستانی افسروں کی باریابی،

۱۳ تاریخ کو ساڑھے دس بجے صبح کو ملک معظم اور ملکہ معظمہ نے ان والنٹر کے افسروں اور دیسی فوجوں کے سرداروں کو جو دربار کے کاموں پر متعین تھے شرف باریابی بخشا شاہی کیمپ وسط میں یہ تقریب ادا ہوئی۔ فلیگ اسٹاف کے مقابلہ میں ایک چھوٹا شامیانہ نصب کیا گیا تھا۔ اس کے دائیں جانب کنیاٹ رنجر کا گارڈ آف آنر صف بستہ تھا۔ تقریب نہایت شاندار طریقہ سے ادا ہوئی اور تقریبات دربار سے کچھ کم نہیں رہی ملک معظم فیلڈ مارشل کی وردی پہنے ہوئے تھے۔ آپ کے سینہ پر اسٹار آف انڈیا کا تمغہ آویزاں تھا۔ اور اس وقت شاہ کا پورا اسٹاف بھی موجود تھا۔

جب شامیانے میں ملک معظم اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تو سب سے پہلے شاہی توپخانہ کے بہادر ملک معظم کے حضور میں پیش کئے گئے۔ یہ وہ بہادر تھے جنھوں نے فیروزپور میں میگزین برباد ہونے سے بچایا تھا۔ اپنے دست مبارک سے ہر بہادر کے سینہ پر ملک معظم نے شاہی تمغہ لگایا۔ ان کے بعد والنٹر کنٹنجنٹ کمرشیل

پھر کرنیل رینی اور کرنیل ڈین کی سرکردگی میں پیش ہوئے۔ ہر سپاہی اور افسر سے ملک معظم نے گرمجوشی سے مصافحہ کیا۔ اس وقت والنٹروں کے افسر وردی نہیں پہنے ہوئے تھے کہ جو وردی پہنکر اُنھوں نے دربار کی فرائض انجام دیئے تھے بلکہ اپنی اپنی فوجی وردیاں زیب تن کئے ہوئے تھے۔

پھر تین ممتاز دیسی پنشن یافتہ افسر ملک معظم کی خدمت میں پیش کئے گئے اور ان کے بعد تین بادی گارڈون کے دیسی افسروں نے شرف ملازمت حاصل کیا جو فوجی افسر اس وقت پیش ہوئے اونھوں نے ملک معظم کو تلوار نذر کی۔ آپ نے خسروانہ انداز سے اس تلوار کو مس کر لیا۔ پھر کیوری رجمٹوں کے افسروں کو ان کے انگریزی کمان افسروں نے پیش کیا۔ ان کے بعد امپریل سروس ٹروپس کے عہدے دار پیش کئے گئے۔ ان کی آن بان کچھ اور ہی تھی۔ ان میں سے کئی افسروں کے سینوں پر تمغے لگے ہوئے تھے۔ اس وقت مغرب و مشرق دوش بدوش تھے۔ واقعی یہ نظارہ جیسا سبب انبساط خاطر اقدس تھا ایسا ہی افسروں کے لئے باعث فخر تھا

ملکہ معظمہ کی مہارانیوں سے ملاقات

منجملہ دیگر مہارانیوں کے حضور ملکہ معظمہ نے چہارشنبہ کے دن مہارانی بیسور مہارانی بیکانیر۔ مہارانی بھرت پور۔ رانی سنہیر۔ مہارانی اندور۔ مہارانی دہا وانگڑہ رانی منی پور۔ رانی نیلی۔ رانی کپھی تھیل۔ سے ملاقات فرمائی۔ اس سے دو دوز قبل بھی حضور ملکہ معظمہ نے پردہ نشین خواتین کو پارٹی دی تھی۔ جس میں ایک سو سے زیادہ رانیاں اور شاہزادیاں موجود تھیں اور پردہ کا انتظام نہایت معقول تھا۔ اس موقع پر مہارانیوں نے جو اڈریس قیصرہ معظمہ کو پیش کیا تھا۔ اوس کا جواب علیا حضرت نے حسب ذیل ارشاد فرمایا۔

تمہارے خیر مقدم کی خوشگوار سپرٹ نے میرے دل پر گہرا اثر کیا ہے اور میں بھروسہ رکھتی ہوں کہ وہ خواتین جو آج یہاں مجھسے ملاقی ہوئی ہیں اپنے اور ان کے شریفانہ خیر مقدم ومبارکباد پر میرا گرمجوشی آمیز شکریہ خود ہی قبول کریں گی۔ اور اس عظیم الشان سلطنت کی تمام بہنوں تک بھی پہونچاویں گی۔ میں تم سب کو ان اخوات کی جو چار دیواری کے اندر رہتی ہیں (یعنی ہندوستانی مخدرات عصمت سمات) خوشنودی وبہبودی کے متعلق اپنی روزافزوں دلچسپی کا یقین دلاتا چاہتی ہوں تاریخ کے صفحات نے دکھایا ہے کہ ہندوستان کی مستورات نے اپنے گھروں میں نیکی کے لیے کیسے گرانقدر اثرات ڈال سکتی ہیں۔ اور ہندوستان کی شریف نسلوں کی تاریخیں جاں نثارانہ محبت اور شاندار خدمت کے کارناموں سے رنگین ہیں جو ان اسباق کے ثمرات کے طور پر ظاہر ہوئے جو ماؤں نے اپنے بچوں کے قلوب وطبائع میں منقش کئے ہیں۔ میں نے دلی مسرت کے ساتھ اس ارتقار کا حال سنا ہے جو بتدریج مگر یقینی طور پر ساکنین پردہ کے درمیان واقع ہو رہا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ تم سب اس کی خواہشمند ہو کہ اپنے بچوں (لڑکیوں) میں تعلیم کی اشاعت کو مدد دو تاکہ وہ بڑی ہوکر اپنے آیندہ شوہروں کی کارآمد وترتیب پذیر رفیق بننے کے لائق ہو سکیں۔

جو زیور مرصع تم نے مجھے دیا ہے۔ وہ میری نظر میں بہت قیمتی ہوگا۔ اور جب کبھی میں اسے پہنوں گی۔ اس وقت خواہ ہزارہا میل کی خشکی وسمندر ہمارے درمیان حائل ہو۔ مگر میرے خیالات ہندوستان کے گھروں کی طرف اڑیں گے۔ اور بار بار اس خوشگوار ملاقات کو میرے تصور میں لائیں گے۔ اور اس محبت کو یاد لائیں گے جو تمہارے نرم دلوں نے میرے ساتھ کی ہے۔ تمہارا یہ زیور ایک شہنشاہی ورثہ کے آئندہ نسلوں تک جائے گا۔ اور ہمیشہ اول انگریزی ملکہ کے خواتین ہندوستان

سے ملاقات کرنیکی ایک یادگار ہوگا۔

میں تمہاری مبارکبادوں اور ان نیک خواہشوں پر جو تم نے اعلیٰ حضرت شاہ قیصر اور میری نسبت ظاہر کی ہیں۔ تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں اور سلطنت کے استحکام اتحاد و بہبودی کے لیے اپنی دعاؤں کو تمہاری دعاؤں کے ساتھ ملاتی ہوں۔

گارڈن پارٹی

ٹھیک چار بجے توپوں کی سلامی سے اس کا اعلان ہوا کہ لال قلعہ نے پھر بادشاہ کے قدوم میمنت لزوم سے شرف حاصل کیا۔ اور اس جم غفیر میں جو قلعہ کے اندر جمع تھا۔ ایک ہل چل سی پیدا ہوئی۔ معلوم ہوا کہ حضرت اقدس معہ حشم و خدم کے دیوان عام میں پہونچ گئے تھے۔ اور بڑی بات یہ تھی کہ حضرت جہان پناہی و علیا حضرت قیصرہ نہایت بے تکلفی کے ساتھ ہر کہ دمہ کا سلام لیتے ہوئے جا رہے تھے۔ آگے سر جان ہیوٹ تھے۔ ان کے پیچھے سر ہنری میکموہن ان کے بعد خود حضور قیصرہ ہند لارڈ ہارڈنگ و لارڈ کریو اور دوسرے اسٹاف والے تھے ہز میجسٹی نے چند منٹ دیوان عام میں کھڑے رہکر سب کا سلام لیا اس کے بعد اندر کی طرف جہاں مدعوئین جمع تھے۔ بڑھے۔ بہت سے لوگوں نے اس وقت بڑھ بڑھ کے سلام کیا۔ اور حضور اقدس نے سب کے سلام کا جواب نہایت خندہ پیشانی سے دیا۔ آپ کا لباس سیاہ دعوتی تھا اور حضور وائسرائے آسمانی رنگ کا سوٹ پہنے ہوئے تھے۔ باقی سب یونیفارم پہنے ہوئے تھے۔ حضور ممدوح نے خوب گھوم کر سب مہمانوں کو دیکھا جس شخص نے سلام کیا۔ اسکے سلام کا جواب نہایت اخلاق سے دیا۔ آپکے ہمراہی بھی جتنے تازہ ولایت سے آئے تھے سب کے سب نہایت اخلاق کا برتاؤ کرتے تھے۔

اسی طرح اگر کسی کو راستہ سے ہٹانا ہوا تو یوں کہا "جناب من ذرا گذر جاؤں "۔ اگر کہیں بیچ میں لوگ آ گئے۔ تو اسٹاف والے خود نیچے اترے اور آگے جا کر قیصر سے مل گئے۔ مگر کسی کو تکلیف نہ دی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خاندانی اور اعلیٰ طبقہ کے انگریز کیسے شائستہ ہوتے ہیں۔ ہز میجسٹی نے سب مہمانوں میں پہرنے کے بعد دیوان خاص غسلخانہ وغیرہ ملاحظہ فرمایا۔ اور اس کے بعد زنانہ رنگین محل میں تشریف لائے جس کے پشت پر ماسٹر آف دی روبس یعنی توشہ خانہ والے تھے اس میں ایک خوبصورت پردہ پڑا تھا۔ اور قیصر نے اندر جا کر قبائے شاہی وتاج خسروی پہنا اور باہر آکر جھروکہ سے اپنی بے گنتی رعایا کو جو وادی جمنا میں پھیلی ہوئی تھی۔ درشن دکھایا۔ قلعہ کے نیچے جمنا بہتی ہے ورنہ کسی زمانہ میں تو اس کا پانی دیوار قلعہ سے ٹکر کھاتا تھا۔ مگر اب تو وہاں سے کوئی دو فرلانگ ہے۔ اس تمام زمین پر اور دریا کے آس پاس لاکھوں آدمی مختلف بلاک بنا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں ایک یہ بات بڑی خوشنما تھی۔ کہ ہر ایک بلاک میں ایک ہی وضع اور ایک ہی لباس کے لوگ بیٹھے ہوئے تھے کسی طرف ہرے صافے اور نیلے کوٹوں کا جنگل تھا۔ کہیں زرد پگڑیوں اور سرخ صدریوں کا مجمع تھا۔ اور بعض بلاک سیاہ لباس سے کالے ہو رہے تھے۔ دیوار قلعہ سے ملا ہوا جو میدان ہے اس میں اکھاڑے اور کھیل ہو رہے تھے اور خندق کے پاس ایک بلاک میں مشائخ اور علما وصوفیائے کرام جمع تھے قیصر ہند نے رسم قدیم کے مطابق جب جھروکہ سے درشن دکھایا۔ تو اس تمام مجمع نے نہایت جوش وخروش سے چیرز دینے شروع کئے۔ اور یہ حالت تھی کہ لوگ وفور عقیدت سے دیوانہ ہوئے جا رہے تھے قیصر اور قیصرہ سب کو سر کے اشارہ سے جواب دیتے تھے۔ اس کے بعد جتنے جھروکے تھے۔ ہز مجسٹی نے سب میں اپنا جمال جہاں آرا دکھایا۔ قلعہ کے نیچے خلقت کے اژدہام میں علمائے کرام و

صوفیائے عظام بھی جمع تھے اور ہز مجسٹی نے جب جھروکہ سے جھانکا۔ تو انھوں نے ہاتھ اُٹھا کر دعائیں دیں۔

اسی مجمع میں سکھ جین اور دوسرے کل فرقوں کے سرگروہ بھی تھے جنھوں نے قیصر ہند کی درازی عمر و اقبال کی دعائیں مانگیں۔ البتہ آریہ سماج کا ڈیپوٹیشن نہ داخل ہو سکا جب ہز مجسٹی کل مہمانوں میں گشت لگا چکے اور جھروکے سے اپنی فدائی رعایا کو جمال جہاں آرا دکھا چکے۔ تو رنگین محل میں جہاں صرف والیان ریاست کا مجمع تھا رونق بخش ہوئے اور یہاں ہر ایک کو فرداً فرداً ملاقات کا شرف عطا فرمایا۔

ملک معظم و ویسرائے اور ان کے اسٹاف کا اخلاق دیکھکر گورنمنٹ ہند کے عہدہ داروں کی ترش روئی نہایت ناگوار گذرتی تھی۔ کاش ہر موقعہ پر پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ کے عہدہ داروں کا انتظام ہوتا۔ تو وہ کسی قسم کی شکایت کا موقعہ نہ دیتے۔ قیصر ہند جہاں رونق افروز تھے۔ اس کے اندر جانے کے راستہ پر گورنمنٹ ہند کا ایک افسر کھڑا ہوا تھا جس سے اکثر فروگذاشتیں ہوئیں۔ ایسے معزز مجمع اور معزز دعوتوں میں نہایت خلیق اور واقف کار عہدہ داروں کے سپرد کل انتظام ہونا چاہیئے۔

ہز مجسٹی جب گارڈن پارٹی سے فراغت پا چکے تو آپ نے آتشبازی کا ملاحظہ فرما کر روانگی کا عزم فرمایا۔ پولیٹیکل افسروں نے اپنے اپنے یہاں کے رؤسا کو بلایا جن سے ہز مجسٹی نے بہت محبت اور عنایت کا برتاؤ کر کے رخصت کیا۔ حضور عالیہ جناب بیگم صاحبہ بھوپال سے آپ نے اور ملکہ معظمہ نے چلتے وقت نہایت گرمجوشی سے ہاتھ ملایا۔ اور یہ فرمایا کہ آپ نے گارڈن پارٹی سے یقین ہے کہ لطف اُٹھایا ہوگا۔ جس کا ہر ہائینس نے نہایت معقول جواب دیا۔ اور پارٹی حضور ممدوح کی روانگی سے ختم ہو گئی۔

بادشاہی میلہ

یہ میلہ خاص لعل قلعہ کے نیچے دریا کے کنارے کئی میل مربع میں لگایا گیا تھا اور کئی بازار اس میں بنائے گئے تھے اور ایک بہت بڑا حصہ خیموں سے آراستہ کیا گیا تھا کہ باہر کے لوگ جو آویں تو اس میں قیام کریں اور اکثر رؤسا کی طرف سے اس میں سامان کیا گیا تھا۔ میلہ کے درمیان میں ایک چھوٹی پٹڑی کی ریل بھی دوڑائی گئی تھی کہ لوگ اسپر بیٹھکر جلد پہونچ جاویں یا واسطے سیر کے تفریح کے طور پر پھریں پانی کے نلوں کا پورا انتظام تھا اور بجلی کی روشنی ہر جگہ لگائی گئی تھی اور شمن برج کے سامنے ہر قسم کے تماشے اور دنگل کشتی اور تھیٹر وغیرہ لگائے گئے تھے جسکی پوری کیفیت نقشے سے معلوم ہو گی۔ اسی میدان میں آتش بازی چھوڑی گئی تھی اور خاص لفٹنٹ گورنر پنجاب کے حکم سے اکثر اضلاع پنجاب سے زمیندار کثرت سے بلوائے گئے تھے کہ میلہ کی رونق زیادہ ہو جاوے اس قدر مجمع کثیر کبھی نہیں دیکھا گیا جو اس میلہ میں تھا۔ ۱۲ دسمبر کا دن میلہ کے لیے خاص زور کا دن تھا۔ اور ہز آنر سر لوئی ڈین بہادر لفٹنٹ گورنر پنجاب اس امر پر خالص مبارکباد کے مستحق ہوئے کہ آپ کی مسلسل زبردست کوششیں اس بارہ میں خاطر خواہ کامیاب ہوئیں اور بادشاہی میلہ ہندوستان کی تمدنی و مجلس زندگانی کا مکمل دلچسپ نقشہ اعلیٰ حضرت شہنشاہ معظم و علیا حضرت ملکہ معظمہ کے روبرو پیش کرنے اور مختلف سیاحان عالم کو اہل ہند کو جملہ مشاغل تفریح و انبساط ایک جگہ فراہم کر کے دکھانے میں دربار کے تمام دوسرے کاموں سے فائق رہا۔

۱۳ تاریخ کو میلہ کا مجمع لاکھوں کی تعداد تک پہونچ گیا تھا۔ اس موقع پر حضور شہنشاہ معظم کا اس شفقت خسروانہ کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ حضور ممدوحین

اپنی تاجپوشی کے ارغوانی لباس میں خاص ہندوستانی تاج زیب سر فرما کر دیوان خاص کے مثمن برج میں رونق افروز ہوا اور جن لوگوں نے اپنے شاہ کو نہیں دیکھا تھا وہ بادشاہی میلہ میں شرف دیدار سے بخوبی بہرہ اندوز ہوئے۔

بادشاہی میلہ کا پروگرام

بادشاہی میلہ دہلی میں مختلف کھیل تماشوں کے لئے حسب ذیل تاریخیں مقرر کی گئی تھیں (روزانہ) کھیل۔ گانا بجانا۔ کٹھپتلی۔ شعبدہ بازی گرینٹ میری گوراؤنڈ پتنگ بازی۔ کبوتر بازی۔ اور رات کے وقت تھیٹر (یکم دسمبر) ڈنڈوں کا ناچ۔ پٹیالہ پارٹی کی ورزشی دوڑ۔ کشتیاں۔ (۲ دسمبر) رام پور پارٹی کی ورزشی دوڑ گتکہ بازی کبڈی۔ فوجی آدمیوں کی کشتیاں۔ (۳ دسمبر) پٹیالہ پارٹی کی ورزشی دوڑ۔ مینڈھوں کی لڑائی اور کشتیاں (۴ دسمبر) رام پور پارٹی کی ورزشی دوڑ۔ پھری گتکہ مہاراجہ صاحب سندھیا اور راجہ صاحب ناہن کی فوجوں کا ایک مصنوعی چینی قلعہ پر مصنوعی حملہ (۵ دسمبر) ڈنڈوں کا ناچ پٹیالہ پارٹی کی ورزشی دوڑ کشتیاں (۶ دسمبر) گتکہ پھری۔ رام پور پارٹی کی ورزشی دوڑ پہاڑی ناچ مصنوعی چینی قلعہ پر مہاراجہ صاحب سندھیا اور راجہ صاحب ناہن کی فوجوں کا حملہ (۷ دسمبر) پٹیالہ پارٹی کی ورزشی دوڑ۔ مینڈھوں کی لڑائی اور کشتیاں (۸ دسمبر) ڈنڈوں کا ناچ۔ رامپور پارٹی کی ورزشی دوڑ پہاڑی ناچ کبڈی۔ رسہ کھینچنا کشتیاں (۱۱ دسمبر) پٹیالہ پارٹی کی ورزشی دوڑ۔ ڈنڈوں کا ناچ۔ سونچی۔ (۱۲ دسمبر) رامپور پارٹی کی ورزشی دوڑیں۔ کشتیاں خٹک ناچ آتشبازی (۱۳ دسمبر) ہمن ج کے نیچے جلوس۔ رام پور اور پٹیالہ پارٹی کی دوڑیں۔ اہل ہنود کے جلوس میں ڈنڈوں کا ناچ اور کٹھپتلی۔ پہاڑی ناچ اور خٹک ناچ۔ آتشبازی۔ (۱۴ دسمبر) غریبوں اور محتاجوں کو کھانا پٹیالہ پارٹی کی ورزشی ناچ۔ سونچی۔ مہاراجہ جے پور کے ہاتھیوں کے کرتب (۱۵ دسمبر)

رامپور پارٹی کی ورزشی دوڑ۔ مہاراجہ صاحب جے پور کے ہاتھیوں کے کرتب کشتیاں (۶) دسمبر، بینڈ ہیوں کی لڑائی۔ پٹیالہ پارٹی کی ورزشی دوڑ۔ ڈنڈوں کا ناچ۔ رسہ کھینچنا (۷) دسمبر، کبڈی رام پور پارٹی کی ورزشی دوڑ کشتیاں (۸) دسمبر، تقسیم انعامات از دست لفٹننٹ گورنر صاحب پنجاب

بادشاہی میلہ میں ہز ہائینس نواب صاحب مالیر کوٹلہ نے زمینداروں کے علاج کے لئے ایک خیراتی یونانی شفاخانہ کھولا تھا اور دہلی کے دو مستند طبیبوں کو دس دس روپیہ روزانہ فیس دیکر شفاخانہ میں علاج کے لیے مقرر فرمایا حکیم صاحبان نے نہایت تندہی سے علاج کیا۔ اور کئی سو مریضوں کو شفا حاصل ہوئی۔

مہاراجہ کپور تھلہ نے بادشاہی میلہ میں انعام تقسیم کرنے کے لیے دو ہزار روپیہ دیا تھا اور نیز اپنا فوجی بینڈ بھی جلسہ کی رونق بڑہانے کے لیے بھیجا تھا۔

ہز ہائنس نواب صاحب بھاولپور نے کیمپ زمینداران واقع بادشاہی میلہ میں ۲۵ ہزار غریبوں کو تین روز تک کھانا کھلایا۔

جلوس اہل ہنود اور سکھ صاحبان

بادشاہی میلہ میں ہر فرقہ اور ہر مذہب کے جلوس علیحدہ نکالے گئے تھے اور اس کا خاص اہتمام نواب لفٹننٹ گورنر پنجاب کے ایما سے کیا گیا تھا اور انہیں کے حکم سے یہ جلوس نکالے گئے تھے۔ ان مذہبی جلوسوں میں سب اپنے اپنے ڈھنگ اور تزک احتشام میں ایک دوسرے پر فوقیت لے جانا چاہتا تھا۔ سکھوں کا جلوس بھی بہت اچھا تھا جسکے سرگروہ مہاراجہ پٹیالہ تھے اور سارے جلوس کی فوج لے اور ہاتھیوں اور باجوں سے ترتیب دیا گیا تھا۔ اس کے بعد ہندوؤں کا جلوس تھا انھوں نے بھی کوئی کسر باقی نہیں رکھی اور بہت اہتمام سے نکالا اس کے سرگروہ مہاراجہ دربھنگہ تھے

جلوس اہلِ اسلام

مسلمانوں نے بھی اس جلوس کو خوب آراستہ کیا اکثر رئیسوں کے یہاں سے ہاتھی منگوائے اور بگھیاں منگوائیں اور آگے آگے جلوس کے جھنڈے تھے اور اکثر طالبعلموں کے ہاتھوں میں جھنڈیاں تھیں۔ ۲۰ دسمبر کی صبح کو ہزارہا مسلمان جامع مسجد دہلی میں جمع ہوئے جن میں علماء و مشائخ جس قدر باہر سے بلوائے ہوئے آئے تھے وہ بھی سب جمع ہوگئے باہر سے جس قدر علماء یا مشائخ آئے تھے سب کے نام تو ہمیں یاد نہیں مگر چند اصحاب کے نام درج ذیل ہیں۔

شمس العلما مولانا مولوی شبلی صاحب نعمانی۔ شمس العلما مولانا ابوالخیر صاحب غازی پوری مولانا مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی۔ مولانا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی۔ مولانا مولوی محمد احمد صاحب دیوبندی۔ جناب مولانا مولوی غلام محی الدین شاہ صاحب خان گڈھ ضلع مظفر گڈھ۔ آپ پنجاب میں ایک مشہور عالم اور مشائخ ہیں اور آپ کے ہزاروں مرید ہیں۔ اور گورنمنٹ بھی آپکی بہت عزت کرتی ہے آپ کے اخلاق نے اکثر حصہ پنجاب کو آپ کا گرویدہ بنا رکھا ہے۔ اور دیگر مشاہیر بھی پنجاب کے شامل تھے غرض ۱۰ بجے دن تک پورا مجمع جامع مسجد میں ہوگیا۔ علمائے دین اور بزرگان قوم اسلام نے حکومت برطانیہ کی برکات پر وعظ فرمائے۔ اور امام صاحب جامع مسجد دہلی نے شہنشاہ معظم و علیا حضرت ملکہ معظمہ کی درازی عمر اور ترقی اقبال اور ہندوستان میں برطانیہ حکومت کی استحکامی کے لئے دعا مانگی یہ نظارہ بوجہ اپنی سادہ روش کی وجہ سے جس میں کسی قسم کی نمائش نہ تھی، بہت ہی اثر خیز تھا۔ امید ہے کہ اس موقع پر حاضرین نے جو دعا عاجزی اور خلوص دل سے مانگی تھی۔ وہ ضرور خداوند کریم و جلشانہ کی بارگاہ میں شرف قبولیت حاصل کی ہوگی۔ اس دعا میں یہ فقرہ کہ خداوند کریم شہنشاہ معظم کو

رعایا کے دلوں میں جگہ دے۔ بہت ہی اثر پیدا کرنے والا تھا۔ امام صاحب ہر فقرہ کے خاتمہ پر آمین کہتے جاتے تھے اور تمام حاضرین یکزبان ہو کر اعادہ کرتے تھے جب دعا ختم ہو گئی تو تمام حاضرین نے شہنشاہ معظم کی تاجپوشی پر ایک دوسرے کو صدق دل سے مبارکباد دی۔ یہ دلفریب نظارہ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہا۔ اور آخر میں سب نے بلند آواز سے "خدا ہمارے شہنشاہ اور ملکہ معظمہ کو طویل عمر عطا فرمائے" کے نعرے لگائے گئے۔ اس کے بعد ابھی لوگ جلوس بنا کر مسجد سے نکلنے ہی کو تھے کہ حضور لفٹنٹ گورنر صاحب پنجاب نے تشریف لا کر جلسہ کو افتخار بخشا لوگ پھر واپس آ گئے۔ اور لاٹ صاحب موصوف نے جو شہنشاہ معظم کے لئے دعا مانگی جس میں حاضرین بھی شامل ہوئے بعدہ جلوس خاص سڑک سے شروع ہو کر براہ راجگھاٹ دروازہ ثمن برج کو گیا۔ اور ٹھیک بارہ بجے پہنچا اس موقع پر لوگ دعا مانگنے کے بعد شاہی میلہ میں چلے گئے۔ لیکن علماء دین وہیں موجود رہے اور نماز ظہر وہیں ادا کی۔ سہ پہر کے وقت پھر ثمن برج کے سامنے جمع ہوئے۔ اور شہنشاہ معظم اور ملکہ معظمہ کے روبرو تیسری دفعہ دعا مانگی۔ نواب فتح علی خان قزلباش سی۔ آئی۔ ای پریسڈنٹ جلوس کمیٹی اور جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب دہلوی سکرٹری اور دیگر ممبران کمیٹی قابل مبارکباد ہیں کہ رات دن محنت کر کے اس جلوس کو شاندار اور کامیاب بنایا۔ اس جلوس کو کرنیل عبدالمجید آف پٹیالہ نے مرتب کیا تھا۔ اور آنریبل ملک عمر حیات خان ٹوانہ انڈین سپرالڈ سی۔ آئی۔ ای۔ سربراہ تھے۔ لوگ میلہ میں شام تک رہے اور نواب فتح علیخاں کے انتظام سے کسی کو ذرا بھی تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔ بادشاہی بادشاہی میلہ میں تقریباً ۱۵ ہزار آدمیوں کو دو آنہ کھانا کھلایا گیا۔ مسلمانوں کا جلوس جس میں علمائے دین اور سجادہ نشینان اور خود ہز ہائنس میر خیرپور جی سی آئی ای شامل تھے سلطنت برطانیہ کی تواریخ میں نئی مثال ہے حضور شہنشاہ معظم نے بذات خاص مسلمانوں کے جلوس سے دلچسپی فرمائی

فوجی ریویو

۱۴ دسمبر اعلیٰ حضرت شہنشاہ معظم نے آج صبح کو ساری سپاہ مقیم دہلی کا ریویو فرمایا جس کا نظارہ بہت ہی شاندار و دل فریب تھا۔ ٹھیک دس بجے توپوں کی سلامی سے خبر ہوئی۔ کہ قیصر ہند و پک پہنچ گئے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد حضور اقدس مُشکی گھوڑے پر سوار معہ ولیسرائے حشم و خدم خراماں آتے ہوئے دکھائی دیئے قیصرہ ہند پیچھے شاہی گاڑی میں تھیں۔ اور جلو میں امپیریل کیڈٹ کور تھا۔ ملک معظم کے ہمرکاب جنرل ہیٹن مہاراجہ بیکانیر مہاراجہ ایدر وغیرہ تھے آپ کا لباس فوجی تھا۔ اور ولیسرائے سیاہ ایوننگ بوٹ پہنے ہوئے تھے۔ سامنے ایک افسر شاہی جھنڈا لئے ہوئے تھا۔ حضور اقدس نے تشریف لاتے ہی پہلے کچھ منٹ پرچم کے نیچے قیام کیا اور اس کے بعد آہستہ آہستہ تمام فوج کا معائنہ فرمایا۔ ملکہ معظمہ کی گاڑی معہ کیڈٹ کور کے حضور اقدس کے پیچھے تھی۔ جب پلٹن پر سے آپ کا گذر ہوتا۔ وہ شاہی سلامی اتارتی جاتی تھی۔ جب ایک سرے سے دوسرے سرے تک آپ نے کل فوج کا معائنہ فرمالیا۔ تو واپس تشریف لاکر پرچم شاہی کے پاس کھڑے ہوگئے اور ملکہ معظمہ کے لئے جو نشست بنی تھی۔ وہ وہاں رونق افروز ہوئیں حضور اقدس کے ہمرکاب ڈیسی ایڈ یکانگ وڈیوک اور گورنر جنرل بہادر تھے۔ گورنر جنرل بہادر کا گھوڑا مشکی رنگ کا بالکل قیصر ہند کے گھوڑے سے مشابہ تھا۔ اور آپ بہت پیچھے کھڑے ہوئے تھے۔ سب سے پہلے کمانڈر انچیف نے معہ اسٹاف کے سلامی دی اور پلٹ کر والیسرائے کے پاس کھڑے ہوگئے اس کے بعد رسالہ پلٹن اور توپ خانہ آہستہ آہستہ گذرنے جانے وقت افسر اور پلٹن جب قیصر کے مقابل پہنچتے۔ تو سلام کرتے ہز مجسٹی ان کا جواب بھی ہاتھ سے دیتے رہے جب تک پلٹن پوری نہ گذر جاتی ہز مجسٹی

ٹوپی پر ہاتھ رکھے رہتے۔ دوسری مارچ پاسٹ میں کل توپ خانہ اور رسالہ خیرہ دوڑاتے ہوئے سامنے سے گذرے جس سے ایک آدمی گر بھی پڑا۔ اس کے بعد ہز مجسٹی گھوڑا بڑھا کر آگے کو گئے۔ کمانڈر انچیف نے فوج سے تین چیرز دلوائے اور ریویو ختم ہو گیا۔ ہز مجسٹی کو فوج سے بڑی دلچسپی ہے۔ جب کوئی رجمنٹ یا رسالہ گزرتا تو آپ اس کے تفصیلی حالات دریافت فرماتے ایک اڈیکانگ نے پروگرام لاکر پیش کیا۔ اس کو حضور نہایت غور سے ملاحظہ فرماتے رہے اور جو فوج گزرتی آپ بھی اس کا نام اور پتہ بغور ملاحظہ فرماتے رہے اور پھر اسکی حالت دیکھکر کمانڈر ان چیف سے اظہار رائے فرماتے جب بھاولپور کے کمسن نواب اپنی شتر سوار فوج کو لیے ہوئے خود بھی ایک سانڈنی پر بیٹھکر نکلے۔ تو بڑی تعریف ہوئی۔ اسی طرح جس وقت کمسن مہاراجہ جودھپور اپنی فوج کو لیکر سر پٹ دوڑاتے ہوئے نکلے۔ تب بھی بہت چیرز دیئے گئے۔

اس موقع پر بہت ہی ممتاز مجمع تھا۔ ملکہ معظمہ کے دونوں طرف جو حلقہ تھا۔ ان میں ممتاز جگہ والیان ریاست کے لیے مخصوص کی گئی تھی۔ قریب ہی ہز ہائینس مہاراجہ کشمیر بیٹھے ہوئے تھے اور ولی عہد بھی بائیں ہاتھ پر تھے۔ پشت پر ہز ہائینس مہاراجہ کپور تھلہ اور سیدھے ہاتھ پر ہز ہائنس مہاراجہ سرمور ناہن تھے۔ غرض اتنے بہت سے والیان ریاست ایک جگہ جمع تھے۔ مہاراجہ کپور تھلہ تو لب و لہجہ کے لحاظ سے بالکل یوروپین معلوم ہوتے تھے۔ فوجی نقل و حرکت کو وہ سب غور سے دیکھ رہے تھے اور جب انکی فوج کا ریویو ہونے لگا۔ تو انہوں نے خود جاکر کمان لی اسی طرح ہر والیان ریاست نے جنکو فوجی اعزاز حاصل ہے نمبر وار فوجی کمان کرتے رہے جنکو جس فوج میں آنریری عہدے ملے ہوئے ہیں غرض یہ رسم بھی ساتھ خوش اسلوبی سے ختم ہوئی۔ اور سہ پہر کو ملکہ معظم نے ہاکی ٹورنمنٹ کا افتتاح فرمایا

دربار عطائے تمغہ جات و خطابات

۱۴ دسمبر کی شام کو حضور پر نور شہنشاہ معظم نے ایک اور دربار منعقد فرماکر مستحقین کو جنکے نام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں تمغہ جات عطا فرمائے۔ اس سے قبل ۱۲ دسمبر کی صبح کو ایک طویل فہرست خطابات کی شائع ہوئی تھی جسکو بسبب طوالت کے نظرانداز کیا جاتا ہے اور اختصار کے سات چند نام درج کئے جاتے ہیں

ایک شامیانہ میں جو شاہی مقیم گاہ کے متصل تھا۔ دربار منعقد ہوا۔ حاضرین کی تعداد کثیر تھی جو دو لائنوں میں کرسیوں پر متمکن تھے۔ اور اُن کے محاذ میں دربار کا نقرئی تخت بچھا ہوا تھا شہنشاہ معظم اور ملکہ معظمہ کی آمد پر نقیب نے بگل بجایا اور چند لمحہ کے اندر دونوں دربار میں داخل ہوئے۔ شہنشاہ معظم کے تخت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد چند معمولی رسمیں ادا ہوئیں اور دربار کو افتتاح فرمایا۔ سب سے پہلے حضور ملکہ معظمہ کو تمغہ جی سی۔ ایس۔ آئی کا عطا ہوا۔ اور تمغہ لینے کے بعد حضور ملکہ معظمہ بھی کرسی پر جا بیٹھیں۔ تمغہ جات پانے والوں کی فہرست اخباروں میں شائع ہو چکی ہے ہمیں صرف اس قدر بتادینا کافی ہے کہ حضور ہر ہائنیس بیگم صاحبہ بھوپال اور ہر ہائنس مہارانی سشندری نند کنور والی آف بھاؤنگر کو امپیریل آرڈر کراؤن آف انڈیا کے تمغے عطا ہوئے۔ اور لیڈی ہارڈنگ کو قیصر ہند کا تمغہ درجہ اول ملا۔ دربار تقریباً دو گھنٹہ تک ہوتا رہا۔ بعدہ شہنشاہ معظم و ملکہ معظمہ معہ حشم و خدم جن تقریبات سے تشریف لائے تھے۔ انھیں تقریبات کے ساتھ واپس ہوئے۔

نئے دارالسلطنت کا سنگ بنیاد

۱۵ دسمبر جمعہ کو حضور ملک معظم نے پولو گراونڈ میں پولیس کے جوانوں کا

ملاحظہ فرمایا۔ اور ہز بچے جنگی ٹورنمنٹ کی دوڑیں ملاحظہ فرمائیں اور بہت محظوظ ہوئے
اسکے بعد حضور پر نور شہنشاہ معظم نے ایک عظیم الشان مجمع کے روبرو جسمیں ہر قوم
اور ہر فرقہ کے رؤسا و امرا موجود تھے نئے دار السلطنت کا سنگ بنیاد خود دست مبارک
سے نصب فرمایا اور اس موقعہ پر حضور گورنر جنرل بہادر کی تقریر اور شہنشاہ معظم کا
جواب حسب ذیل ہے۔

تقریر گورنر جنرل

حضور اقدس بندگان عالی اعلیٰ حضرت۔ یور امپیریل میجسٹی نے نئے دار السلطنت کا
سنگ بنیاد دہلی میں خود دست مبارک سے نصب فرمانا منظور کرکے گویا اس شاہی
اعلان پر جو یور میجسٹی دربار تاجپوشی کیوں شائع فرمایا تھا۔ مہر ثبت کردی ہے دربار
تاجپوشی کا دن نہ صرف اپنی دھوم دھام اور شان و شوکت کی وجہ سے ہندوستان
کی تواریخ میں ہمیشہ یادگار رہیگا۔ بلکہ اس وجہ سے بھی کہ لوگوں میں صدق دل سے
وفاداری کا احساس پیدا ہوا ہے۔ دہلی کے قرب و جوار میں کتنے ہی دار السلطنتوں کا
سنگ بنیاد نصب ہوا ہے۔ ان میں سے بعض کو تو اس قدر زمانہ گزر گیا
ہے کہ اب ان کا ذکر کرنا بھی عجوبہ خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن ان میں سے دہلی کو
ایک دفعہ بھی ایسا خوش نصیب موقع حاصل نہیں ہوا ہے جیسا کہ آج جبکہ یور میجسٹی
خود اس رسم کو ادا فرمانے لگے ہیں۔ یقیناً کسی حکمران نے آجتک اتنے بڑے بڑے
وعدے عطا نہیں کئے۔ جنکا مستقبل اس قدر شاندار ہو۔ ہندوستان
کے دار السلطنت کو کلکتہ سے دہلی میں منتقل کرنے کا فیصلہ بلا کافی غور و خوض
اور قبل از وقت نہیں ہوا ہے۔ اس قسم کی تجویزات پر سنہ ۱۸۶۸ء سے مکمل طور پر
بحث و مباحثہ ہوتا رہا ہے اور اس بارہ میں جو فیصلہ ہوا ہے اس کے

تمام قابل مباحثہ نکات کے متعلق سل پہ کافی رائیں موجود ہیں۔ تمام بڑی بڑی تبدیلیاں بلا کسی قسم کی قربانی کئے یا بلا کسی ذاتی فوائد کو نقصان پہنچائے یا بلا کسی وفادارانہ جذبات کو تکلیف پہنچائے نہیں ہو سکتی ہیں۔ لیکن یور میجسٹی مجھکو یہ عرض کرنے کی اجازت دیویں جو میں خود بطور گورنر جنرل اور میرے ہمعصران کونسل خدمت اقدس میں عرض کرنا چاہتے ہیں۔ ہمکو یقین واثق ہے کہ موجودہ تبدیلی سے بڑھکر بہت کم تبدیلیاں ایسی ہوئی ہیں جو کثیر التعداد اصحاب کیلئے نہایت مفید اور معدودے چند آدمیوں کے لیے قدرے نقصان دہ ہوں۔ معدودے چند آدمی بھی جو نقصان کا اندیشہ کر رہے ہیں انکا نقصان یا تکلیف عارضی ہیں اور ان کو جو نقصان پہونچے گا اور ان فوائد کے سامنے ہیچ ہیں۔ جو موجودہ تبدیلی سے انکو پہنچنے والے ہیں۔ یور امپیریل میجسٹی کا فیصلہ جو مدبروں کی باضابطہ رائے حاصل کرنے کے بعد صادر ہوا ہے صرف چند مختصر تبدیلیوں کے بعد (جو ایسے موقعوں پر لازمی ہوتی ہیں) گورنمنٹ ہندوستان کے حق میں وسیع اور روز افزوں ترقیوں کا موجب ہوگا نارافگیوں اور بداطمینانیوں کو خاتمہ کر دیگا۔ اور ملک میں امن عامہ اور اطمینان پھیلائیگا۔ یور میجسٹی کا فیصلہ اور اس کا اعلان بلا قدرے قدرے اشتعال اور ناراضی پھیلائے یا رعایا کی تمام جماعتوں کی طرف سے تائید اور تحسین و آفرین حاصل کئے بغیر رہ سکتا تھا۔ ہم صدق دل سے یقین رکھتے ہیں۔ کہ ان پتھروں کے ارد گرد جو یہاں پڑے ہیں۔ ہم اس مقدس شہر کو خداوند کریم کی مدد پہ بھروسہ رکھکر بڑھانا چاہتے ہیں موزوں موقعہ ثابت ہوگا۔ اور یہ شہر جو ملک اور تہذیب کا قدیم تخت گاہ رہا ہے یور امپیریل میجسٹی کی اس موقع پر موجودگی اسی شاندار فیصلہ کا جو یہاں صادر ہو کر وفادار رعایا میں شائع ہوا ہے ہمیشہ کے لیے یادر ہے گا۔

تقریر شہنشاہ معظم

یہ امر بے انتہا خوشی کا باعث ہے کہ ملکہ معظمہ اور مجھکو یہ موقعہ بھی حاصل ہو گیا کہ دہلی سے روانہ ہونے سے پیشتر ہم شاہی دار السلطنت کا سنگ بنیاد بھی نصب کرتے جائیں جو آج اسی جگہ جہاں ہم سب کھڑے ہیں قائم ہو گا - یہ اس ضروری جو تین روز کا عرصہ ہوا ہیں نے اپنے دربار تاجپوشی کیوں شائع کیا تھا - پہلا قدم ہے - میری دلی تمنا ہے کہ وہ دور افتادہ نتائج اور فوائد جنپر ہمنے ان تبدیلات سے امید وابستہ کی ہیں - پوری ہوں - تاکہ ان سے انتظام سلطنت میں ترقی ہو - اور رعیت کی مزید خوشی اور بہبودی کا موجب ہوں - میری یہ بھی خواہش ہے کہ بننے والی پبلک عمارتوں کے نقشوں کو بہت غور وفکر سے مرتب کیا جائے گا - تاکہ جدید عمارتیں ہر طرح سے موزوں اور اس قدیم اور خوبصورت شہر کے شایان شان ہوں - میں دعا کرتا ہوں کہ اس کام میں جس کا سنگ بنیاد آج رکھا گیا ہے - خداوند کریم کا کرم شامل حال رہے -

شاہی معائنہ پولیس

۱۵ دسمبر کو حضور شہنشاہ معظم سرلی فریج انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب کے ہمراہ جمعیت پولیس متعینہ دربار کے معائنہ کے لیے تشریف لے گئے - جو مغربی پولو گراؤنڈ میں صف بستہ تھی - لارڈ ہارڈنگ اور شاہی مصاحبین بھی حضور ممدوح کے جلو میں تھے علیا حضرت ملکہ معظمہ گاڑی سے اتر کر شاہی شامیانے میں متمکن ہوئیں - اور حضور شہنشاہ معظم نے میدان کا عزم فرمایا - اس موقع پر پنجاب صوبجات متحدہ بمبئی - بنگال - مشرقی بنگال و آسام - مدراس - برما - ممالک متوسط صوبہ سرحدی - وسط ہند کے انسپکٹر جنرلان پولیس اور ریاست اندور کے انسپکٹر

جنرل پریڈ میں موجود تھے اور تمام گزٹ شدہ افسران جو دہلی میں کارِ سرکار پر حاضر تھے۔ اور تمام غیر گزٹ شدہ سرکاری افسر جن میں خاص طور پر اجازت دی گئی تھی اس موقعہ پر جمع ہوتے تھے۔ پولیس کے جوانوں کی تعداد ۲۰۲۲ تھی۔ پنجاب کے علاوہ دیگر صوبوں کے دستوں سے جو دہلی میں دربار کے موقعہ پر تعینات کئے گئے تھے ۲۵ فیصدی کے حساب سے سپاہیوں کا انتخاب کیا گیا تھا۔ اور کل کنٹجنٹ کی تعداد بہ لحاظ صوبہ جات حسب ذیل تھی۔ پنجاب سے ۱۲۰۰ صوبہ جات متحدہ سے ۵۵۰ صوبہ سرحدی سے ۱۰۰ بنگال اور آسام سے یعنی مشرقی بنگال ۲۷ ممالک متوسط سے ۱۰۰ بنگال سے ۲۷ صوبہ سرحدی سے ۱۰۱ مدراس سے ۲۴۶ وسط ہند سے ۸ بمبئی سے ۵۲ برما سے ۲۴۔ راجپوتانہ سے ۳۳ اور بلوچستان سے ۵۰ مسٹر لی فرنچ پریڈ کے کمان افسر تھے اور مسٹر سر بورٹا ملنسر بطور سٹاف افسر کے تھے تمام حصوں کو صوبہ وار تقسیم کیا گیا تھا۔ ہر صوبہ کی جداگانہ وردی مختلف صوبوں کے آدمیوں کی توانائی۔ بلندی اور جسامت ایک عجیب سماں پیش کر رہی تھی۔ عام طور پر خاکی وردی پولیس والوں کا ظاہری نشان تھا۔ مگر برہما اور ممالک متوسط کی گہری نیلگون وردی سب سے جدا تھی۔ پہلی صف کے پیچھے گھوڑ چڑھی پولیس اور سانڈنی سواروں کا ایک زبردست دستہ موجود تھا۔ اور پولیس بینڈ کی موجودگی نے اپنے دلکش نغموں سے تمام نظارہ کو دلچسپ بنانے میں سونے پر سہاگہ کا کام کیا تھا حضور شہنشاہ معظم نے اس مجمع کو بخوبی طور پر ملاحظہ فرمایا۔ اور گھوڑے سے اُتر کر اہل پولیس کو ان کے کارنمایاں و خدمات کے صلہ میں اپنے دست مبارک سے تمغہ جات تقسیم کئے۔ اخیر کا تمغہ برما پولیس کے ایک سپاہی کو دیا گیا۔ شہنشاہ معظم نے تمغہ عطا فرماتے ہوئے یہ معلوم کیا کہ سپاہی مذکور نے "ڈاہ" پہن رکھا ہے (یہ اہل برما کا قومی ہتھیار ہے) حضور ممدوح نے ملاحظہ کرنے کی خاطر اسے لیکر خوب

دیکھا بھالا اور فرمایا کہ یہ ہتیار سخت خطرناک ہے تقسیم تمغہ جات کے بعد پولیس نے شاہی
سلامی اتاری۔ اور شہنشاہ معظم کے لیے تین مرتبہ خوشی کے نعرے بلند ہوئے
جنکی شور کی آواز نے ایک عجیب لطف پیدا کر رکھا تھا حضور شہنشاہ معظم پھر گھوڑے
پر سوار ہو کر اور ملکہ معظمہ گاڑی میں بیٹھکر اپنے کیمپ کو روانہ ہوئے۔ ۷ رسالہ اور کنگس
ڈریگون گارڈ پیشروی کے طور پر شہنشاہ معظم کے ہمراہ تھے حضور ممدوح
کی روانگی پر قومی گت بجایا گیا۔ اور حاضرین اور پولیس کی جانب سے نعرہ ہائے
شادمانی بلند ہوئے۔ شہنشاہ معظم کی روانگی کے بعد پولیس افسران اور تمغہ
یافتگان کی تصویر لی گئی۔

شہنشاہ معظم کے حضور میں اظہار اطاعت

۱۱ دسمبر کے دربار کے بعد جن والیان ملک اور حکام سے اظہار اطاعت لیا گیا
تھا اُنکے نام نمبروار درج ہیں جس طرح کہ پیش ہوئے تھے۔

ہز اکسلنسی گورنر جنرل

ہز اکسلنسی جنرل سر او مور کریگ سپہ سالار ممبران اگزکٹیو کونسل والیسرائے حیدر آباد
(حضور نظام) معہ لفٹننٹ کرنل پی رزیڈنٹ۔

بڑودہ ہز ہائنس مہاراجہ صاحب۔

میسور ہز ہائنس مہاراجہ صاحب معہ لفٹننٹ کرنل ڈیلی رزیڈنٹ کشمیر ہز
مہاراجہ صاحب ڈیلی معہ آنریبل سٹوارٹ فریزر۔

راجپوتانہ

آنریبل مسٹر ایلیٹ کالون ایجنٹ گورنر جنرل ہز ہائنس مہاراجہ جے پور
ہز ہائنس مہاراجہ جودھپور ہز ہائنس مہاراؤ راجہ بوندی

ہز ہائنس مہاراؤ کوٹہ	ہز ہائنس مہاراجہ کشن گڈھ
" مہاراجہ بھرت پور	" مہاراجہ جلبسلمیر
" مہاراجہ الور	" مہاراؤ سروہی
" مہاراؤ ڈونگر پور	" راج رانا جھالاواڑ

سنٹرل انڈیا

آنریبل مسٹر مچل وڈائیر ایجنٹ گورنر جنرل۔ ہز ہائنس مہاراجہ اندور

ہر ہائنس حضور بیگم صاحبہ بھوپال	" مہاراجہ ریوان
ہز ہائنس مہاراجہ اورچھہ	" راجہ دہار
" راجہ دیواس	" جونیر
" راجہ سمتھر	" نواب جاؤرہ
" راجہ رتلام	" مہاراجہ پنا
" مہاراجہ چرکھاری	" مہاراجہ بجاپور
" مہاراجہ چھتر پور	" راجہ سیتاپور
" راجہ سیلانا	" راجہ راجگڈہ
" رانا پروانی	" رانا علی راجپور

بلوچستان

آنریبل جان رامسے کمشنر بلوچستان ہز ہائنس خان قلات

ہز ہائنس جام لس بیلا۔

سکم و بھوٹان

ہز ہائنس مہاراجہ سکم۔

مہاراجہ بھوٹان۔

ہائی کورٹ کلکتہ

سر لارنس جنکنس چیف جسٹس ودیگر ججان ہائی کورٹ

آراکین لیجسلیٹو کونسل گورنمنٹ ۔

مدراس

سر طامس کارمیکل گورنر مدراس ممبران اگزکٹیو کونسل گورنر ۔

ہز ہائنس مہاراجہ ٹراونکور | ہز ہائنس راجہ پدوکوٹہ

احاطۂ مدراس کے پراونشل قائم مقام ۔

بمبئی

سر جارج کلارک گورنر بمبئی ممبران اگزکٹیو کونسل گورنر ۔ ہز ہائنس مہاراجہ کوہلاپور

ہز ہائنس مہاراجہ راؤ کچھ	ہز ہائنس مہاراجہ ایدر
؍ میر خیرپور	؍ نواب پالن پور
؍ جام نوانگر	؍ مہاراجہ بھاؤنگر
؍ راجہ صاحب دہرنگدرا	؍ راجہ صاحب پیپلا
؍ نواب کھمبایت	؍ نواب رادھن پور
؍ ٹھاکر صاحب گونڈل	؍ نواب جنجیرہ
؍ سلطان لاہج	؍ سلطان سیدومکلا
؍ فضلی سلطان	؍ راجہ دہرم پور
؍ راجہ بانسدہ	؍ راجہ چھوٹا اودے پور
؍ مہاراول باریہ	؍ نواب ساجان
؍ راجہ صاحب دانکانیر	؍ ٹھاکر صاحب پالی ٹانہ
؍ ٹھاکر صاحب لیمڑی	؍ ٹھاکر صاحب راجکوٹ

ہز ہائنس چیف آف بھور
احاطہ بمبئی کے قائم مقام۔

ہز ہائنس چیف آف مدھول کر

بنگال

ہز آنر مسٹر فریڈرک ڈیوک لفٹنٹ گورنر۔
ممبران اگزکٹیو کونسل لفٹنٹ گورنر۔
ہز ہائنس مہاراجہ کوچ بہار۔
" راجہ صاحب کالاہانڈی
صوبہ کے قائم مقام

صوبجات متحدہ

مسٹر ہیولی لورٹر لفٹنٹ گورنر۔
ہز ہائنس مہاراجہ بنارس۔
" راجہ ٹیڑہی۔
صوبہ کے قائم مقام۔

پنجاب

ہز آنر سر لوئی ڈین لفٹنٹ گورنر
ہز ہائنس مہاراجہ پٹیالہ
" راجہ جیند
" راجہ کپورتھلہ
" راجہ منڈی
" نواب مالیرکوٹلہ
" راجہ چمبہ

ہز ہائنس نواب بہاولپور
" راجہ نابھہ
" راجہ سرمور
" راجہ بلاسپور
" راجہ فریدکوٹ
" راجہ سکیت

نواب بہادر -

صوبہ کے قائم مقام -

برہما

ہز آنر سر ہاروے ایڈمسن لفٹننٹ گورنر -

شوا بوا آف کنگ ٹنگ -

شوا بوا آف یاکہوے -

ء بیسی باؤ

صوبہ کے قائم مقام

مشرقی بنگال و آسام

ہز آنر سر چارلس بیلی لفٹننٹ

ہز ہائنس راجہ ہل ٹپرہ ہز ہائنس راجہ منی پور

صوبہ کے قائم مقام

سنٹرل پراونسز

مسٹر ریجینالڈ کریڈک چیف کمشنر -

قائم مقام مقامان جنوب -

ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان -

قائم مقام بلوچستان -

لفٹننٹ کرنل سر جارج روس

کیپل چیف کمشنر سرحدی صوبہ

قائم مقامان سرحدی صوبہ

علماء اسلام اور حضور شہنشاہ معظم

مراسم دربار تاجپوشی کے آخری دن ۱۰ دسمبر کو جبکہ شہنشاہ معظم و ملکہ معظمہ دہلی سے رخصت ہونے والے تھے حضور والا نے بوساطت جناب ہز آنرز سر لوئی ڈین بہادر لفٹننٹ گورنر پنجاب کی وساطت سے آٹھ ممبر آور دہ علماء کرام کو نہایت احترام سے شرف ملاقات بخشا اور اس وفد کے ساتھ نہایت خلوص اور محبت سے پیش آئے اور جتنی دیر علماء حضور ممدوحین کی خدمت میں موجود رہے اعلیٰ حضرت شہنشاہ معظم و علیا حضرت ملکہ معظمہ نے بھی بیٹھنا مناسب نہ سمجھا اور وفد کا دعائیہ اڈریس بنفس نفیس شہنشاہ معظم نے اپنے دست مبارک میں لیا۔ اور اختتام ملاقات پر ہر ایک عالم کو جناب حاذق الملک بہادر نے فرداً فرداً پیش کیا آپ نے اپنی خوشنودی و قدر روانی کا یقین دلا کر سب کو رخصت کیا۔

جو اس موقع پر علماء کرام باریاب ہوئے اُن کے اسماء ترتیب وار حسب ذیل ہیں۔

جناب مولانا شمس العلماء سید احمد صاحب امام جامع مسجد دہلی۔

جناب شمس العلماء مولوی عبدالحق صاحب حقانی دہلوی۔

جناب مولانا مولوی شبلی صاحب نعمانی ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

جناب شمس العلماء ابوالخیر صاحب غازی پوری۔

جناب مولانا مولوی سید علی الحائری مجتہد العصر لاہور

جناب مولانا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی

جناب مولانا مولوی محمد احمد صاحب مہتمم مدرسہ دیوبند

جناب مولانا مولوی سید عبدالسلام صاحب دہلوی

جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب دہلوی

جناب مولانا مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی بھی شامل ہونے والے تھے مگر آپ لاہور جلد تشریف لے گئے۔

انڈیا پریس پر شہنشاہ کی قدردانی اور پیغام

دہلی کا دربار شاہنشاہی جو ہر صورت سے لاثانی اور نتائج خیز تھا ختم ہو گیا اور اب روانگی کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ اعلان ہوا ہے کہ شہنشاہ معظم گیارہ بجے کیمپ سے روانہ ہو کر ایک بجے سلیم گڈھ اسٹیشن پر پہنچیں گے۔ شہنشاہ معظم کا ہندوستانی اخبارات پر یہ دوسرا لطف خسروانہ تھا۔ کہ حضور والا مقررہ راستہ کو چھوڑ کر ۱۱ بجے دن کے انڈین پریس کیمپ کے سامنے سے گذرے اس مہربانی کی اخبار نویسوں کو پہلے سے اطلاع دیدی گئی تھی۔ اس لیے تمام قائم مقامان پریس اپنے کیمپ کے کنارہ پر صف بستہ موجود تھے۔ اس موقعہ پر شہنشاہی جلوس حسب دستور شاندار اور ایک قابل دید نظارہ بنا ہوا تھا۔ شہنشاہ معظم کی طرف سے حسب ذیل پیغام ذریعہ دستخط مسٹر سی بی بیلی افسر انچارج پریس کیمپ دربار نا جوشی شائع کیا گیا تھا کہ امپیریل میجسٹی شہنشاہ معظم نے جنرل کیری شاہی ایڈیکانگ کو آج سہ پہر کو اس کیمپ میں بھیجا تھا۔ اور انہیں حکم دیا تھا کہ تمام وقائع نگاران کو ان شاندار خدمات کی بابت جو انھوں نے ایام دربار میں انجام دی ہیں حضور شہنشاہ معظم کا شکریہ پہنچا دیا جائے۔ ہز امپیریل میجسٹی وقائع نگاران کے ساتھ اس محنت انگیز کام میں جو انھیں انجام دینا پڑا۔ ہمدردی رکھتے ہیں۔ اور اس کے خواہشمند ہیں کہ آپ کی قدردانی سے انکو مطلع کر دیا جائے

شام کو بریگیڈیر جنرل برڈووڈ اے۔ ای۔ سی۔ اور شہنشاہ معظم کی طرف سے پریس کیمپ میں تشریف لائے۔ اور حضور شہنشاہ معظم و علیا حضرت ملکہ معظمہ کی طرف سے

اظہار شکرگذاری اور خوشنودی کیا۔ ایک وقائع نگار نے اپنے ہمعصروں کی جانب سے تقریر کرتے ہوئے جنرل موصوف سے درخواست کی کہ دیر میجسٹر کی حضور میں تمام وقائع نگاران کی طرف اس دلچسپی کے لیے جو حضور ممدوحین وقائع نگار ان کی بہبودی میں لیتے ہیں۔ عقیدت مندانہ شکریہ ادا کردیں۔ سرجیمس ڈبلیو۔ بی۔ سی کیمپ میں تشریف لائے اور لارڈ ہارڈنگ بالقابہ کی طرف سے اسی قسم کا ایک پیغام دیا جسکا جواب نہایت گرمجوشی اور دلی خوشی سے دیا گیا۔ ڈنر کے بعد مسٹر الما لطیفی سی۔ ایس۔ نے عقیدتمندانہ ٹوسٹ پر پرینڈ و چوز کیا۔ اور مسٹر محمد علی صاحب ایڈیٹر کامریڈ نے کیمپ افسراں کی خدمت کا اعتراف کیا۔

ملک معظم نے اپنا شکریہ وقائع نگاران تک پہنچانے پر اکتفا نہ فرما کر حضور قیصر ہند نے شاہی کیمپ سے روانہ ہوتے وقت مقررہ راستہ تبدیل کرکے پریس کیمپ کے برابر سے گزرنا منظور فرمایا اور اسی طرح قائم مقامان اخبارات کے ساتھ اس شفقت وقدردانی کا اظہار کیا جس پر ہندوستان کے پریس کو جائز طور پر فخر وناز ہوسکتا ہے

شہنشاہ معظم کی دہلی سے روانگی

شنبہ ۱۶ دسمبر کو بعد دوپہر اعلیٰ حضرت شہنشاہ معظم بار اور سیر وشکار ترائی دامن نیپال کا عزم فرمانے پر قدیم دارالسلطنت دہلی میں شہنشاہی دربار تاجپوشی کی شاندار مراسم کا وہ عشرہ اختتام کو پہونچا جسکی مسرت ودلاویزی کا خوشگوار اثر مدت العمر شرکائے دربار کے دلوں سے محو نہ ہوگا اور جو نہ صرف انگریزی حکومت ہند بلکہ ساری سلطنت انگلشیہ کی تاریخ میں بوجہ ان گرانقدر نتائج کے ہمیشہ یادگار رہیگا جو فرمانروائے برطانیہ وانڈیا کے اول مرتبہ اپنی مبارک رسم تاجپوشی کا اعلان

فرمانے کی خاطر اپنی قیصر ایک تخت و دولت سمیت بہ نفس نفیس ہندوستان میں تشریف لانا اور ہز ہائی نس دیگر معززنا ئبین رعایا کا اظہار اطاعت قبول فرمانے کے علاوہ دہلی پر اس کی قدیم پولٹیکل عظمت بحال کرنے سے مملکت ہند کی آئندہ نشوونما کے متعلق برآمد ہونے منصور ہیں۔

ملک معظم کی روانگی کا نظارہ بھی بہت شاندار تھا۔ سڑک پر دو رویہ تماشائیوں کا ہجوم تھا جنہوں نے زور شور سے چیرز دیے۔ تقریباً گیارہ بجے صبح کو تمام والیان ریاست حسب خواہش شہنشاہ معظم شاہی کیمپ کی ملاقات والے شامیانے کے نیچے جمع ہوئے اور الوداع کی رسم ادا ہوئی اور دروازہ پر ہندوستانی رسالے کے آدمی بطور گارد تعینات تھے۔ جو ہز ہائینس کی آمد پر سلامی دیتے تھے۔ سوا گیارہ بجے بگل بجا جس سے معلوم ہوا کہ حضور شہنشاہ معظم و علیاحضرت ملکہ معظمہ تشریف لے آئے۔ جب ہر رئیس اپنی اپنی کرسیوں پر جلوہ افروز ہو گئے تو ماسٹر آف سیریمونیز نے ہر ایک والیٔ ریاست کا نام پکارا اور ہر ایک نے آکر سلام عرض کیا۔ شہنشاہ معظم اور ملکہ معظمہ کی شامیانہ سے تشریف بری پر پھر بگل بجا۔ اور جب شاہی گاڑی پر سوار ہو گئے۔ تو باجے نے قومی گت بجائی کیمپ سے رخصت ہو کر حضور اقدس براہ سڑک چوبرجے علی پور۔ کشمیری دروازہ قلعہ میں براہ لاہوری دروازہ داخل ہوئے۔ قلعہ کے اندر بھی شاہنشاہ معظم کی آمد پر سپاہ نے جو وہاں موجود تھی سلامی اتاری اور ایک سو ایک توپین سر ہوئیں اور شہنشاہ معظم سلیم گڈھ اسٹیشن سے روانہ ہوئے۔

دربار دہلی کا خاتمہ

ملک معظم کے چلے جانے کے بعد درباری چہل پہل جاری ہی مگر رونق

دن بدن کم ہوتی جاتی ہے ہر ایک ریاست کے نواب و راجہ صاحبان نے علی قدر مراتب درباری اخراجات میں اپنی اولالعزمی کا ثبوت دکھایا ہے۔ گذشتہ جمعہ کو نواب صاحب بہاولپور نماز جمعہ کے لیے جامع مسجد میں تشریف لائے اور آپ نے فراخ دلی سے شمس العلما مولوی سید احمد صاحب امام مسجد جامع کو پانسو روپیہ نذر کئے عیدالضحیٰ کے روز بھی نواب صاحب خیرپور سندھ نے امام صاحب موصوف کو چار پارچہ کا خلعت اور سو روپیہ مرحمت فرمائے تھے۔ دربار کے ایام میں متواتر چار ماہ تک جمعہ کے روز جامع مسجد میں نمازیوں کا مجمع کثیر رہتا تھا ہر طبقہ کے آدمی نہایت ذوق شوق سے امام صاحب کی دست بوسی کرتے نظر آتے تھے۔ امام صاحب نے مسلمانوں کے عظیم الشان مجمعوں میں برٹش گورنمنٹ کی وفاداری اور قیام سلطنت کے متعلق کئی مرتبہ عمدہ پیرایہ میں تقریریں فرما کر نہایت خلوص اور جوش عقیدت کے ساتھ دعائیں مانگیں۔ حضور نظام بحسن عقیدت بغرض فاتحہ خوانی ہر ایک بڑے مزار پر تشریف لے گئے اور اپنے خسروانہ عطیات سے مسلمانوں کے گلشن اُمید کو سرسبز فرمایا دو مرتبہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مزار پر گئے۔ اور وہاں کے خدام کو مبلغ ڈھائی ہزار روپیہ مرحمت فرمائے۔ اور حضرت نظام الدین سلطان الاولیاؒ کے مزار پر جا کر وہاں کے متوسلین درگاہ کو پانسو روپیہ عطا کئے بعد ازاں حضرت سرمد شہید کے مزار پر ایک ہزار روپیہ چڑھایا۔ اور زیر لال قلعہ پریڈ کے میدان میں حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادیؒ کا مزار واقعہ ہے اس پر حضور نظام نے پانچ سو روپیہ چڑھایا۔ اخیر میں آپ نے درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے مزار پر پانچ سو روپیہ چڑھایا۔ سجادہ صاحب نے تبرکات حضور نظام کے روبرو پیش کئے۔ آپ نے اونہیں قبول فرمایا۔ حضور ملک معظم نے بھی مبلغ تین ہزار روپے جامع مسجد کو عطا کئے۔

رئیسوں کی روانگی ہفتہ کے روز سے شروع ہو گئی تھی۔ کیونکہ سفر کی سہولیت کی خاطر چند والیان ریاست نے شہنشاہ معظم کے جاتے ہی اپنے خیمے او کھڑ واکر اور اسباب بند ہوا کر ریلوے اسٹیشن کو روانہ کر دیا تھا۔ اور خود سپیشل ٹرینوں میں سوار ہو کر اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ شنبہ کے دن جانے والوں میں گورنر صاحب مدراس۔ ممبران کونسل صوبہ متحدہ۔ مہاراجہ صاحب بڑودہ۔ نواب صاحب بہاولپور اور راجہ صاحب کوٹہ۔ اتوار کے روز صبح کو سڑکوں پر جس طرف نگاہ ڈالتے یا تو مال و اسباب سے لدی ہوئی گاڑیاں نظر آتی تھیں۔ یا دہلی سے جانیوالوں کی موٹر گاڑیاں اور تانگے۔ دوپہر تک کنگ سوئے سٹیشن سے ۱۲ سپیشل ٹرینیں روانہ ہو چکی تھیں۔ جن میں لاٹ صاحب برہما چیف کمشنر صاحب صوبہ متوسط نظام حیدرآباد مہاراجہ گوالیار۔ مہاراجہ بوندی۔ مہاراجہ صاحب ٹیڑھی وگڑھوال روانہ ہوئے تھے۔ مہمانان پنجاب کی سپیشل اور فوج کی آٹھ سپیشل ٹرینیں بھی اسی دن روانہ ہوئیں دوشنبہ کے روز ۲۳ سپیشل ٹرینیں کنگ سوے اسٹیشن سے روانہ ہوئیں جن میں لفٹننٹ گورنر صاحب پنجاب لفٹنٹ گورنر صاحب مشرقی بنگال و آسام راجہ صاحب منی پور۔ حضور ہر ہائینس جناب بیگم صاحبہ بھوپال راجہ صاحب سمور راجہ صاحب سمتھر۔ مہاراجہ صاحب جنید۔ مہاراجہ صاحب بھرت پور راجہ صاحب کوٹھا پور۔ راجہ صاحب بنارس۔ راجہ صاحب دہار راجہ صاحب جھالاواڑ اور نواب صاحب مالیر کوٹلہ۔

سہ شنبہ کے روز جانے والے والیان راست۔ مہاراجہ صاحب پٹیالہ۔ مہاراجہ صاحب ٹراونکور۔ راجہ صاحب رج گڈہ۔ راجہ صاحب پدوکوٹہ۔ راجہ صاحب اورچھا۔ راجہ صاحب دیواس کلاں۔ راجہ صاحب فریدکوٹ نواب صاحب بھاولپور۔ اور میر خیرپور سندہ۔ اسی طرح باری باری سب رئیس

روانہ ہو گئے۔ چند روز کے اندر یہ عارضی شہر جس پر لاکھوں روپیہ خرچ ہوئے تھے چٹیل میدان رہ گیا۔

قلعہ کی نمائشگاہ

قبل اسکے کہ ہم کیمپوں اور بادشاہی میلہ کی سیر بیان کریں ہمیں نمائش کا حال مختصراً بیان کر دینا ضروری ہے کہ ناظرین اس دلچسپی سے محروم نہ رہ جائیں۔

ٹھیک ساڑھے تین بجے کے قریب شہنشاہ ہند اپنے جلوس راستہ سے کشمیری دروازہ کے اندر سے یہاں داخل ہوئے۔ حضور کا داخلہ قلعہ کے لاہوری دروازہ سے ہوا سڑکوں پر دو رویہ تیسرے اور ساتویں ڈویژن کی پیادہ فوجیں دسویں اور سترہویں رسالے۔ رائل بر کنشائر رجمنٹ دہلی کی فوج ۳۲ ویں پنجابی۔ ۳۵۰ امپیریل سروس انفنٹری۔ امپیریل سروس کیولری صف بستہ تھیں۔ ملک معظم اپنی گاڑی میں تشریف فرما تھے۔ آپکی جلو میں گورا اور دیسی فوجیں تھیں۔ دیوان خاص اور نوبت خانہ میں بھی فوجیں نصب کی گئی تھیں۔

ملک معظم نیلے رنگ کا جنگی فراک کوٹ زیب تن کئے ہوئے تھے اور ملکہ معظمہ ایک پھول دار خوشنما گون پہنے ہوئے تھیں۔ قلعہ میں داخل ہوتے ہی ملک معظم معہ ملکہ معظمہ کے باغ میں تشریف لائے اور آپ نے نمائش اور عجائب گھر کو ملاحظہ فرمایا۔ نمائش ممتاز محل میں کی گئی تھی۔ جہاں پردہ نشین بیگموں کے لیے عارضی طور پر کمرے بنائے گئے تھے۔ جو نادر اشیا یہاں جمع کی گئی تھیں ان کا ذکر کر دینا مناسب ہوگا۔

سنگتراشی

سنگ تراشی کے نمونے اکثر مسلمانوں سے پہلے اہل ہنود کی سلطنت کے زمانہ

سکے ہیں مسلمانوں کے وقت کے کتبے نہ صرف خوشخطی کا کمال ظاہر کرتے ہیں بلکہ پاکیزگی کلام کے اچھے نمونہ ہیں۔

اللہ اکبر	بحکم پادشاہ ہفت کشور	یافتاح
جل جلالہ	شہنشاہ بعدل و داد و تدبیر	
یا ناصر	جہانگیر ابن شاہنشاہ اکبر	یا حی
یا فیاض	کہ شمشیرش جہان را کرد تسخیر	
سنہ ۱۰۲۰	چو این پل گشت در دہلی مرتب	
جلوس	کہ وصفش را نشاید کرد تحریر	جہانگیری
باہتمام	پے تاریخ اتمامش خرد گفت	
حسین حلبی	پل شاہنشہ دہلی جہانگیر	

کتبوں کا ذخیرہ ۱۱۹۳ سے ۱۸۵۸ء کے زمانہ سے تعلق رکھتا ہے۔

انہیں محمود رکابدار کے گور خانہ کا کتبہ قلعہ سلیم گڈھ کی تاریخ فرخ سیر کے زمانہ کا پچہ اور سنگ تراشی کے کام اچھے اچھے ہیں۔ سنگ تراشی میں فرہاد کا نام مشہور ہے کہ

تراشد چون شود وستش سبک پے ز لعل دلبران الا آیش مے

پتھر میں مسلمانوں نے جو گل و بوٹے اور خوشخطی دکھائی اسکے سامنے فرہاد کا ذکر محض افسانہ رہ گیا۔

ذخیرہ اسلحہ

قدیم ونادار اسلحہ کا ذخیرہ نہایت عجیب تھا کہ تیر و خنجر سے لیکر توپ و تفنگ کے عجیب عجیب نادر نمونے ہیں۔ ہر ایک ہتھیار کا حال کہ کس طرح کام آتا ہے اور اسکی اصل کیا ہے بڑی خوبی سے لکھا گیا ہے۔

ابوالفضل نے آئین اکبری میں اپنے زمانہ کے ہتھیاروں کی تفصیل لکھی ہے اس

عجائب خانہ میں اُس سے زیادہ عجیب عجیب قدیم ہتھیار دیکھنے میں آئے۔
نادر کی تلوار۔ اودے پور کے مہاراجہ پرتاب سنگھ جی کی زرہ بکتر۔ ایران کی تلواریں نامور لوگوں کے خنجر۔ کٹار پیش قبض وغیرہ۔ اورنگ زیب کا ظفر تکیہ۔ چار آئینہ کا نمونہ وغیرہ۔

ماہی مراتب

ماہی مراتب اور نشانات شاہی کا حال اکثر تاریخوں میں مفصل لکھا ہوا ہے مسلمانوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو یداللہ کا لقب ہے۔ ید یعنی ہاتھ سے پنجہ کا تعلق سمجھا جاتا ہے۔ آفتاب وشیر وماہی ایرانیوں کے نشان ہیں۔ جو اُنکے یہاں قدیم سے رائج تھے اور جس طرح سلطنت انگریزی کی تعریف میں ہے کہ اسپر آفتاب غروب نہیں ہوتا فارسی وسعت عملداری کی نسبت مشہور ہے کہ "از ماہ تا بماہی" کہتے ہیں کہ زمین سے آسمان تک حکم جاری ہے۔ ماہ اونچی چیزوں میں اور ماہی نشیب کی چیزوں میں ظاہر ہے۔
نشان کو کہہ۔ چوبے باشد بلند وکج کہ از سر آن گوے فولادی مصیقل آویزند وپیش سواری ملوک مے برند وآن از لوازم بادشاہی است قمقمہ ظروف کوچک کہ آنرا کوزہ گو بند

خلعت

خلعت جامہ باشد کہ از تن کشیدہ بہ دیگرے دہند۔
خلعت کی بڑی عزت یہ ہو کہ بادشاہ کا پہنا ہوا لباس کسی کو عطا ہو۔ بہادر شاہ کے اخبار قلعہ معلے سراج الاخبار نامی ہفتہ من ابتدائے روز پنجشنبہ نعایت شام چہار شنبہ شعبان المعظم ۱۲۵۸ھ (مطابق ۱۸۴۲ء) کی خبروں میں لکھا ہو کہ فرزند ارجمند معظم الدولہ بہادر جناب صاحب رزیڈنٹ بہادر دہلی مع سکتر صاحب بآستان بوسی فائز شدہ صیقل آئینہ اعزاز ورنگ چہرۂ امتیاز گردیدہ بعرض رسانید کہ فدوی ارادہ روانگی کوہ شملہ برسم دورہ دارد چون معمول ایں خاندان رفیع الشان است کہ ہنگام رخصت امرا بعطائے

خلعت سرفراز میگردند بہا در موصوف بعنایت دو شالہ ملبوس خاص ممتاز گردیدہ نذر
تہنیت گزرانید۔ خلعت شاہی تین پارچہ سے کم کا نہیں ہوتا تھا۔
اسی طرح کھانے کی عزت اس بات کی تھی کہ خاصہ سے بہیجا جائے جسکو الش کہتے ہیں

فرامین

فرامین شاہی کی تحقیق میں صاحب فہرست نے کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا سلطنت
مغلیہ میں فرمان نویسی کا صیغہ ہی علیحدہ تھا جو مسلمانوں کیوقت میں ایک خاص فن
کے مرتبہ کو پہنچ گیا۔ اچھے سے اچھے خوش نویس اور اہل کمال اس صیغہ کے
متعلق تھے۔ ایک ایک کاغذ پانچ چھہ جگہ اور دس بارہ معرز اہل کاروں کی نظر سے
گزرتا تھا انکی تصحیح ونقل کی اصطلاحیں جدا جدا تھین۔ مہر ثبت کرنیکی تاریخ بھی باتحقیق
لکھی جاتی تھی۔ اہل علم وتحقیق کیواسطے فرامین شاہی بڑے دلکش اسباب میں
سمجھیئے۔ ان فرمانوں میں سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد کا ایک فرمان خط نسخ
میں ہر کہ اسوقت نستعلیق کا رواج نہ تھا۔ ہندوستان مین خط نسخ پٹھانوں کے زمانہ
تک جاری رہا۔ خاندان مغلیہ کے فرمان سب نستعلیق خط میں ہیں۔ اور خط نستعلیق
کے بہت اچھی طرز کے بقول صاحب فہرست جون جون سلطنت میں ضعف
آتا گیا فرمانون کی حالت میں بھی زوال آتا گیا۔ دکھن میں عالمگیر کا فرمان پہنچنے پر
مرہٹون کا سردار راجہ تین میل مع لشکر شہر سے باہر استقبال کو آیا تھا اُس وقت کے
فرامین شاہی کی شان ایسی تزک واحتشام کی تھی جسکے لیے کتاب علیحدہ لکھی جائے
تو مناسب ہے۔ فرمان نویسی میں قدیم تعلیم کا کیسا اچھا ثبوت ہے کہ بڑے کے نام کا
بڑا ادب تھا۔ خدا۔ رسول۔ بادشاہ اور بڑوں کے نام ہمیشہ اوپر سے لکھے جاتے تھے اور اگر
کوئی نام عبارت میں کہیں نیچے آجاتا تو وہ جگہ خالی چھوڑ کر اوپر لکھا جاتا تھا۔ یہ حفظ مراتب
ہماری گھٹی میں پڑا ہوا ہے۔ فرامین کے ساتھ جرنیل پیرامم صاحب کا ایک

قول (عہد نامہ کے طور پر) ہے جس میں جناب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام آیا تو نیچے جگہ خالی چھوڑ کر اوپر لکھا اسوقت کی طرز تحریر اور تاریخ لکھنے کے لیے یہ فرامین اور خطوط اس نمائش گاہ میں جمع کیے گئے تھے۔

خوشخطی

یہ فن ہندوستان اور ایران کا حصہ ہے۔ چھاپہ خانہ کی وجہ سے یورپ میں اس کا رواج نہ ہوا۔ خوشخطی کی قدر ہندوستان میں سلاطین مغلیہ کے زمانہ میں زیادہ ہوئی اور جوں جوں چھاپہ خانہ کا رواج ہوا کم ہوتی گئی۔ اس فن کے صاحب کمال اور شوقین روز بروز گھٹتے جاتے ہیں۔ خط نستعلیق ہاتھ سے لکھا جاتا ہے اس کا ٹیپ اب تک ایجاد نہیں ہوا بہت سے قطعات اور تغرے اور قلمی کتابیں اس نمائش گاہ میں کھی ہوئی تھیں

تصویریں

تصویروں کا ذخیرہ واقعی لاجواب تھا جنکی فہرست تیار کرنے اور ترتیب دینے میں بڑی لیاقت دکھائی گئی تھی۔ اکثر تصویریں ایسی بے مثل تھیں جنھیں فن مصوری کی جان کہیئے یہ فن مسلمانوں میں باوجود شرعی ممانعت کے کمال کو پہونچا دیا۔ فن مصوری اب ہندوستان سے مٹا جاتا ہے اول تو اس فن کے اہل کمال نہیں رہے۔ دوسرے شوخ رنگ کے وہ مسالے جو مچھلی کے پوٹے سے تیار ہوتے تھے۔ ہمارے یہاں کے مصور چہرہ تو ایسا پاکیزہ بناتے ہیں کہ اور ملکوں میں یہ بات میسر نہیں اور تصویر بھی جسقدر چھوٹی بنائی اسی قدر خوبصورت شروع میں تو مغلیہ اسکول میں تاتاریوں کی تقلید رہی جن میں مانی اور بہزاد کا نام ہے۔ پھر ہندوستان کے خط وخال علیحدہ پیدا ہوا۔ بہادر شاہ کے زمانہ میں مسٹر سوفٹ صاحب بہادر نامی مصور انگریز نے سواری کی تصویریں اچھی کھینچیں ہندوستان کے مصوروں کو ہاتھی گھوڑے کی تصویریں کھینچنے میں کمال نہیں ہوا بلکہ تصویر کے خط وخال میں کمال رکھتے تھے جس کے صدہا نمونہ اس نمائش میں موجود تھے۔

والیان ملک

حسب ذیل والیان ریاست دربار میں مدعو کئے گئے تھے۔

نواب حیدرآباد	مہاراجہ پٹیالہ
نواب بہاولپور	مہاراجہ جنید
راجہ نابھہ	راجہ کپورتھلہ
راجہ سرمور	راجہ منڈی
راجہ فرید کوٹ	مہاراجہ کشمیر
نواب رامپور	مہاراجہ بنارس
راجہ ٹیہڑی	مہاراجہ ہڑادنکورہ
راجہ کوچین	راجہ کوچ بہار
مہاراجہ بھوٹان	راجہ سکم
پولٹیکل آفسر	راجہ بلاسپور
نواب مالیر کوٹلہ	راجہ چمبا
راجہ سکیت	راجہ کلسیا
جام بیلا	خان قلات
رانائے جوبل	باگ ہاٹ
نواب دوجانہ	نواب پاٹودی
نواب لہارو	راجہ چھتر پور
راجہ بادنی	راجہ بجاور
راجہ چرکھاری	راجہ پنا

راجہ رتلام — نواب جاؤرہ

دیواس کلاں — دیواس خورد

پولیٹیکل افسر — راجہ دہار

راجہ دیتیا — راجہ اورچھا

راجہ ریواں — حضور علیا بیگم صاحبہ بھوپال

مہاراجہ اندور — مہاراجہ گوالیار

مہاراجہ میسور — مہاراجہ بڑودہ

مہاراجہ اودے پور — مہاراجہ ڈونگرپور

مہاراجہ بیکانیر — مہاراجہ جیسلمیر

راجہ سروہی — مہاراجہ جے پور

راجہ کشن گڈھ — نواب صاحب ٹونک

راجہ بوندی کوٹہ — راجہ جھالاواڑ

راجہ قرولی — مہاراجہ الور

مہاراجہ دھولپور — راجہ بھرتپور

راجہ پرتاب گڈھ — راجہ بانسواڑہ

راجہ شاہ پور — ٹھاکر لاواس

خوشحال گڈھ — اجمیر مارواڑ

راجہ منی پور — نواب جنجیرہ

کھمبایت — راج پیپلا

راجہ گونڈل — راجہ موروی

راجہ دہرنگدرا — راجہ بھاؤنگر

نواب رادہن پور	نواب پالن پور
پونچھہ	نواب جوناگڈہ
میر خیرپور	راؤ کچھ
کولاپور	ایدر
بستر	سرگوجا
سارن گڈہ	رائے گڈہ
دہراج کنکر	نبیکن پلی
دہن کنال	ٹمبرہ
سونپور	موربھنج
ہانڈی	کروند
پولٹیکل ایجنٹ	سبلپور
جاگیردار علی پور	ٹھاکر پلوڈا
راجپور	بڑوانی
نرسنگہ گڈہ	سیلانا
سیتامئو	راجہ برودان

راجہ بلرام پور و دیگر تعلقداران اودہ

یہ سب نام بلا ترتیب لکھدیئے گئے ہیں کوئی نمبر کا لحاظ نہیں ہے ۔

شاہی میلہ کی سیر

اس شہنشاہی دربار دہلی کو جو فائدہ پہنچا ہے اور وہ بھی چند روز میں یقیناً نصف صدی میں بھی اتنا فائدہ نہیں پہنچ سکتا تھا پہلے آپ شہر کی اندرونی حالت پر نظر کریں کہ ہزار ہا مکانات کی اس طرح مرمت ہوگئی گویا وہ بالکل نئے بنگئے کیونکہ

لوگوں کو کرایہ پر دینے کا خیال تھا اور جو بلا مرمت عرصہ دراز سے یوں ہی پڑے ہوئے تھے ۔ سینکڑوں مکانات اور کوٹھیاں نئی بن گئیں ۔ بازار چوڑے ہو گئے ۔ سڑکیں وسیع کردی گئیں ۔ پہاڑی راستے وسیع بھی ہوئے اور آئینہ کر دیئے گئے ۔ غرض کچھ نہ پوچھئے کہ کیا صورت نکل آئی شہنشاہی دربار کی برکت شہر ۔ سول لین اور ایمفی تھیٹر تک ہی نہیں رہی بلکہ اُس نے اپنا پرتو دریا پر بھی ڈالا کہ زمین کی صد ہا برس کی کثافت آناً فاناً میں دور ہو گئی ۔

جامع مسجد کے مشرقی دروازہ کے سامنے دو راستے کُھلے ہوئے ہیں ایک راستہ سیدھا قلعہ میں جاتا ہے اور جامع مسجد کا یہ دروازہ شاہی دروازہ کہلاتا ہے کیونکہ شاہان مغلیہ قلعہ میں سے برآمد ہو کے اِسی دروازہ سے جامع مسجد میں داخل ہوتے تھے یہ دروازہ اب بند پڑا رہتا ہے ۔ ایک راستہ سیدھا دریا میں جاتا ہے جو راج گھاٹ دروازے سے ہو کے سیدھا پانی میں چلا جاتا ہے ۔ دروازہ تک پہنچنے کے لیے پُرانی وضع کی سنگی چوڑی سیڑھیاں ہندوانی تراش کی بنی ہوئی ہیں جن پر نہ صرف پیادہ بلکہ سوار بھی آسانی سے اُتر سکتا ہے اس سے پہلے دروازہ کے اندر کا منظر نہایت غلیظ اور بدنما تھا ۔ کثرت سے جھاڑیاں دلدل اور چوپایوں کا میلہ اس کثرت سے پڑا رہتا تھا کہ چند قدم چلکے جی متلا جاتا تھا ۔ میلوں تک لال قلعہ کی مشرقی دیوار کے نیچے جھاڑ جھنکار کا ہی سلسلہ چلا گیا تھا ۔ ایک طرف دروازہ کی سیدھ میں دریا میں جانیکا راستہ بنا ہوا تھا جہاں سرے پر کچھ پختہ گنبد بنے ہوئے ہیں جنھیں اشنان کے گھاٹ کہنے چاہیئے ۔ جب پانی زیادہ چڑھتا ہے تو اس ساری زمین کو لیتا ہوا راجگھاٹ کی سیڑھیوں تک آجاتا ہے ۔ مگر جاڑے میں دریائے جمنا اس قدر اُتر جاتا ہے کہ کوسوں تک ریت کے سوا اور کچھ معلوم نہیں ہوتا ۔

شاہی میلہ کے انعقاد کے لیے مقامی حکام نے دریا کا مقام تجویز کیا

اور اب یہ گویا اِس غلیظ مقام کی قسمت کھلی۔ لاکھوں روپیہ کے خرچ سے جھاڑ جھنکاڑ کاٹ ڈالا گیا۔ اور میلوں تک دریا کی زمین کو ایسا صاف کیا گیا کہ یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ یہاں کبھی بھی جھاڑیاں تھیں۔ پردیسی اِس نظارہ سے زیادہ لطف نہیں اُٹھا سکتے۔ کیونکہ اونھوں نے ایک پاکیزہ اور مسطح میدان کی صورت میں پہلے پہل اسے دیکھا ہے مگر زیادہ کیفیت ان لوگوں کو آسکتی ہے کہ جو ان جھاڑیوں اور غلاظت کو نہ صرف دیکھ چکے ہیں بلکہ بوقت ضرورت اِس میں چل بھی چکے ہیں حقیقت میں سماں ہی بدل گیا اور ایسا سماں بدلا جو انسان کے خواب و خیال میں بھی نہیں آسکتا۔ لال قلعہ کی مشرقی دیوار کے پائیں میں یہ تماشہ ہو رہا تھا۔ اِس صفائی سے قلعہ کی بھی ایک شاندار صورت نکل آئی ہے۔ اس شاہی میدان کا اتنا بڑا رقبہ تھا کہ ایک بہت بڑی آبادی کا شہر بسایا جا سکتا ہے۔

جوں ہی سیڑھیوں سے اُتر کے دروازہ میں آدمی داخل ہوتے تو اُون کو عجیب چہل پہل نظر آتی۔ آدمیوں کے غول کے غول دکھائی دیتے۔ نئی قسم کے جھولے ہنڈولے اور تماشے نظر پڑیں گے۔ نئی نئی وضع کے جھولے جن میں لوگ بکثرت بیٹھتے تھے اور لطف اُٹھاتے تھے۔ پھر خوانچہ والوں کی کثرت۔ دال سیو۔ خستہ کچوریاں۔ کچالو۔ سگرٹ پان۔ بیڑی۔ یہاں فروخت ہو رہی تھیں۔ اور سقہ کے کٹورے کی جھنکار ایک عجیب لطف پیدا کر رہی تھی۔ قریب ہی تین چار ہاتھی جن کی لڑائی ہو گی کھڑے جھوم رہے ہیں۔ یہ ہاتھی ریاست جے پور سے آئے ہیں۔ لوگ خوش و خرم فرحان و شادان اودھر اودھر گشت کر رہے تھے۔ کچھ ہاتھیوں کو دیکھنے کھڑے ہو گئے ہیں آگے آگے ایک طرف ایک بازی گر یا مداری اپنا تھیلا کھولے ہوئے کرتب دکھا رہا ہے دوسری طرف چند نٹ اپنی بازی دکھا رہے ہیں لنگوٹے کسے ہوئے ہیں اور قلابازیاں کھا رہے ہیں۔

اور ذرا آگے بڑھیے تو بالکل نیا سماں نظر آتا ہے۔ چند نوجوان ادھیڑ اور بوڑھے چست وار پیشوازیں پہنے ہوئے کمریں بندھی ہوئیں ایک دوسرے کی کمر میں ہاتھ ڈالے اس سکون اور سہولت سے ناچ رہے تھے کہ ایسا ناچ آجتک نہیں نظر پڑا یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایک ہی تار میں بندھے ہوئے ہیں۔ سب کے ہاتھوں میں تیشے ہیں اور سب ایک ہی بار جھکتے ہیں ایک ہی بار سیدھے ہوتے ہیں۔ کمر کے ساتھ ہاتھ بھی حرکت کرتے جاتے ہیں ظاہرا یہ فوجی سپاہی معلوم ہوتے تھے بیچ میں چند آدمی جو انہی کے ساتھی ہیں بیٹھے ہوئے ہیں اور دوسرے باجا بجا رہے تھے باجے کی سریلی آوازوں پر ان لوگوں کی حرکات وسکنات کا مدار تھا یہ ناچ انگریزی ناچ سے بہت ملتا جلتا تھا۔ فرق صرف اس قدر تھا کہ انگریزی ناچ میں بار بار جھکا نہیں جاتا بلکہ سیدھا حلقہ کی صورت میں چکر لگایا جاتا ہے اور ناچنے والوں کے ہاتھوں میں کچھ نہیں ہوتا ادھر مرد کے ہاتھ عورت کی کمر میں ہوتے ہیں۔ مگر ان میں سب مرد ہی مرد ہیں۔ مونہ سے خاموش رہتے ہیں یہ تماشہ بھی قابل دید تھا۔

اس سے ذرا دور قریب نصف میل کے فاصلہ پر پہلوانوں کا دنگل بندھا ہوا تھا جہاں دو تین بجے سے کشتیاں شروع ہو جاتی تھیں۔ ہندوستان کے کل نامی گرامی پہلوان آئے تھے دنگل کے واسطے اس قدر احاطہ گھیرا گیا تھا کہ اگر پچیس تیس ہزار آدمی اس میں سما سکتے۔ اس دنگل کا ٹھیکہ دہلی کے ایک ہندو رئیس نے لیا تھا چونکہ اس فن سے محض بے بہرہ تھے اس لیے تماشائیوں کی نشستیں ٹھیک نہیں بنائیں یہ فطری مذاق ہر تماشائی کا ہے کہ پہلوانوں کی صورت اور اُن کے داؤں پیچ کو اچھی طرح دیکھے اور پہلوانوں کی ہر حرکت اچھی طرح نظر کے سامنے رہے مگر اس دنگل میں یہ بات نصیب نہیں تھی۔ غرض کئی روز تک یہ دنگل رہے اور بڑی بڑی نامی کشتیاں ہوئیں میندھوں کی لڑائی کا تماشہ بھی قابل دید تھا۔ میندھوں کی لڑائی مغلیہ زمانے

کی ایک پرانی لڑائی ہے مگر اب دہلی میں شرفا میں سے مفقود ہو چکی ہے۔ کوٹھی حلال خور وغیرہ ان جانوروں کو پالتے ہیں اور وہ ہی کشتی لڑاتے ہیں۔ مینڈھوں کی لڑائی خوفناک لڑائی ہوتی ہے جس وقت دنگل میں جوڑ چھوڑی جاتی ہے تو دونوں مینڈھے بغیر تحریک کے پیچھے ہٹ کے اس زور سے ایک دوسرے کے ٹکر مارتا ہے کہ اگر دیوار ہو تو بھی گر پڑے چونکہ شاہی میلہ میں یہ تہیہ کر لیا گیا تھا کہ کل مغلئی کھیل تماشے ہوں گے اسلئے مینڈھوں کی لڑائی بھی ضروری تھی ہم نے ایک مقام پر اس لڑائی کو دیکھا اور بہت سے سیلانی لوگ بھی وہاں کھڑے ہوئے اس تماشہ کو دیکھ رہے تھے۔

مرغ بازی کی پالیاں بھی خوب جمی ہوئی تھیں۔ دہلی میں مرغ بازی کا رواج بہت کم ہو گیا ہے مگر پھر بھی بعض شوقین مرغ پالتے ہیں۔ اصیل مرغوں کو بڑی محبت سے تیار کرتے ہیں انکی خوراک اور بنانے میں وقت اور روپیہ کافی صرف ہوتا ہے چنانچہ ایک مرغ کی قیمت سو سو روپے تک پہنچ جاتی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ لڑانے والے مرغ کے خاروں میں لوہے کے خول چڑھا دیتے ہیں مرغ کی لڑائی حقیقت میں بڑی خطرناک ہوتی ہے۔ یہ بہادر پرندے جب تک دنگل میں گر نہیں پڑتا منہ نہیں پھیرتا اندھے ہو جاتے ہیں دماغ نکل پڑتا ہے غرض ان پرندوں کی بہت ہی بری کیفیت ہوتی ہے۔ واقعی مرغ کی لڑائی بھی قابل دید ہے۔

پتنگ بازی کا دنگل بھی ایک حد تک ان سب دنگلوں سے بڑھ گیا پنجاب سے لوگ پتنگ بازی کے لیے بلائے گئے تھے یہ خبر نہیں کہ دربار کمیٹی کی طرف سے ڈور اور پتنگ کا انتظام ہوا یا وہ اپنے پاس سے لائے یہ پتنگ بازی ہندوستان کی جان ہے کم شہر ہندوستان میں ایسے ہیں جہاں پتنگ بازی نہ ہوتی ہو غدر سے پہلے تو اس کا رواج اور زور تھا بادشاہ سے لیکے غریب شخص تک سب اڑاتے تھے مگر اب بھی اس کے شوق میں کمی نہیں آئی ہے یہی وجہ ہے کہ پتنگ بازی میں خلقت کا ہجوم بہت رہتا ہے

قصہ مختصر یہ کہ شاہی میلہ کی پتنگ بازی بے اصول ہی سہی مگر خوب رونق پر ہوئی چھوٹی چھوٹی تکلیں ریل پر اور نہر پر اڑائی جا رہی تھیں۔ دہلی کے وہ لوگ جو پتنگ بازی میں اپنے کو بڑا ماہر سمجھتے ہیں پنجابیوں سے لڑا رہے تھے۔

شاہی میلے کی کبڈی۔ یہ سپاہیانہ کھیل زیادہ تر دہلی میں کھیلا جاتا ہے اگرچہ اس کا رواج دور تک ہو گیا ہے مگر اس فن کے جتنے ماہر اب بھی دہلی میں موجود ہیں اور کہیں نہیں نکلنے کے اس کھیل کے بھی خاص ارکان ہیں جو شخص اس کے اصول سے واقف ہے وہ کمزور ہونے پر بھی قوی سے قوی شخص پر غالب آ سکتا ہے مگر بد قسمتی سے شرفا نے اس پر سے توجہ اٹھا لی ہو عموماً ادنے طبقہ میں اس کا رواج بہت ہے اور برسات کے دنوں میں کھیلی جاتی ہے غرض اس طرح کی کبڈی شاہی میلے میں بھی کھیلی گئی تھی ایک طرف دلی والے تھے اور ایک طرف پنجابی تھے ہمنے تو جب جا کے دیکھا تو دلی والوں ہی کو غالب پایا کیونکہ دہلی اس فن کی مولد ہے اگرچہ اس زمانہ میں اہل فن نہیں ہیں پھر بھی کچھ نہ کچھ انکا بچا کھچا اتنا موجود ہے کہ وہ خاص اپنے موروثی فن میں تو کسی سے مونہ کی نہیں کھا سکتے دبلے پتلے مانجھیرے والوں نے موٹے موٹے پہلوان کے حواس باختہ کرا دئے اور یہ کھیل میلہ میں کئی روز تک ہوتا رہا۔

شاہی میلے کے بازار اور دوکانیں

راج گھاٹ کے دروازہ سے کچھ کم ایک میل کے فاصلہ پر تمام ہنڈولوں جھولوں اور مختلف قسم کے ناچوں اور کھیلوں کے بعد جنکا ذکر آپ ابھی اوپر پڑھ چکے ہیں شاہی میلے کے بازار بھی دیکھنے کے قابل ہیں بازاروں کے پاس میں اس شاہی میلے کے وسیع اور عریض رقبے کے گرد ایک پتلی پٹڑی کی ریلوے لائن ڈال گئی اسپر ریل کا ٹھیلہ چلتا تھا اور ۲ آنہ فی کس دیکر لوگ اسپر بیٹھکر سیر

کرتے تھے ۔

بادشاہی میلہ میں چار بڑے بڑے بازار مختلف سمتوں میں بنائے گئے تھے دو بازاروں کا رُخ جو آمنے سامنے تھے مشرق و مغرب کی طرف تھا اور دو بازار شمالی اور جنوبی سمت میں تھے بازار کی دوکانیں بانس کی تھیں مگر اُپر سفید اور سُرخ کپڑا منڈھ دیا گیا تھا جس سے وہ خوشنما ہو گئے تھے اس بازار کی دوکانیں جو شرقی رویا تھیں حلوائیوں چاء والوں اور پان والوں وغیرہ سے بھری ہوئی تھیں ایک طرف نان بائی تنور میں روٹیاں پکا رہے ہیں دوسری طرف حلوائیوں کے کڑھاؤ چولھوں پر چڑھ رہے تھے ایک طرف پوریاں تلی جا رہی تھیں اور دوسری طرف قلمی بڑے ۔

مسلمان میرٹھ اور مراد آباد سے چار کی دکانیں لے کے آئے تھے ہندوؤں نے بھی چار کی دوکانیں کھولی تھیں جہاں کثرت سے ہجوم رہتا تھا۔ ایک شخص نے ایک لمبی میز اور اُسکے دونوں طرف کرسیاں لگا رکھی تھیں وہ بجائے دو پیسہ کے ایک آنہ کو پیالی چار کی قیمت لیتا تھا اسکی چار نہایت عمدہ ہوتی تھی اور پیتے وقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ چار پی رہے ہیں۔ اسی سمت میں دو تین شخص باوا گرونانک کا بت دکھا رہے تھے اندر ایک شخص بیٹھا ہوا تاشہ بجا رہا تھا باہر پتھر کا ایک مجسمہ رکھا ہوا تھا جس کا دہنا ہاتھ کہنی پر سے ٹوٹا ہوا تھا اس کے برابر ایک پیر مرد لمبی ڈاڑھی بت کی صورت میں کھڑا کیا گیا تھا یہ خبر نہیں کہ وہ کاغذ کا تھا یا مٹی کا پردے کے اندر باوا گرونانک کا بت تھا جسکی زیارت کی فیس دو پیسے تھی غرض اس بازار میں اول سے آخر تک قریب قریب کل کھانے پینے کی دوکانیں تھیں معلوم ہوتا تھا کہ ان دوکانوں کا بکرا زیادہ ہے اس لیے کہ ایک حلوائی کی دوکان پر متعدد بوریاں میدے کی رکھی تھیں ۔

شرقی رویا بازار میں مراد آباد کے برتنوں کی کئی خوشنما دوکانیں لگائی گئی تھیں اسکے علاوہ کملوں۔ جاءنموں۔ دریوں۔ غالیچوں۔ کھلونوں۔ کپڑے والوں۔ تسری کے

تھانوں ۔ غرض بہت سی قسم کی اشیاء کی دوکانیں تھیں جن کا مال بھی اچھا فروخت ہو رہا تھا۔ دوکاندار بنارس ۔ میرٹھ ۔ بریلی ۔ مرادآباد وغیرہ سے آئے تھے اس کے برابر ایک اور بازار جنوب رویا راج گھاٹ دروازے تک چلا گیا تھا۔ یہاں تجارت کی مختلف اشیاء فروخت ہوتی تھیں ۔ جوہریوں کی اسی بازار میں دوکانیں تھیں ۔ ایک دوکان بنارسی سیلوں ۔ مندیلوں کی ۔ کمخاب اور زربفت کے تھانوں سے جگمگا رہی تھی ۔

آگرہ سے بھی پتھر کی چیزوں کی ایک دوکان یہاں لا کے سجائی گئی تھی ایک دوکان آبنوس کے صندوقچے تپائیاں ۔ چھوٹی چھوٹی میزیں اور مختلف قسم کی چیزیں بکثرت دیکھی گئیں ۔ گھڑیوں کی دوکانیں بھی یہاں لگائی گئی تھیں ۔ چاندی کے برتن ہر قسم کے یہاں دستیاب ہو سکتے تھے ۔ اسی طرح سے قریب قریب بہت سی سوداگری کی چیزوں کی دوکانیں لگائی گئی تھیں ۔ شمال رویا بازار میں ۱۱ تاریخ تک دوکانوں کا پورا سامان نہیں آراستہ کیا گیا تھا۔ اس پر بھی بہت سی دوکانیں سامان سے بھری ہوئی تھیں اور سامان کثرت سے تھا ۔

شاہی میلے کا دوسرا حصّہ

اب ہم آپ کو شاہی میلے کے دوسرے حصّہ کی سیر کرانا چاہتے ہیں اس حصے میں سارا زمینداری کارنگ ۔ زمینداری کھیل کود ۔ زمینداری تماشے ۔ زمینداری لباس اور ہر شے سے زمینداری رنگ بو پائی جاتی تھی ۔ اس حصّے میں داخل ہونے کا راستہ دریا گنج کی چھاؤنی سے تھا کئی طولانی سڑکوں کو طے کرنے کے بعد مسجد گھاٹ کا دروازہ آتا ہے جس کے پاس سنگ سرخ کی ایک عالیشان مسجد تعمیر ہے جس کا نام زینت المساجد ہے یہ بہت ہی شاندار مسجد ہے اور آباد ہے دروازہ وہی بادشاہی وقت کا ہے ۔

جگادھری وغیرہ کے آدمیوں کی دو تین دن سے اس دروازے سے آمد و رفت ہونے لگی تھی ورنہ آمد و رفت کا راستہ اول دن سے راج گھاٹ دروازے سے تھا جو جامع مسجد کے متصل ہے اور جس کا ذکر اوپر آچکا ہے آدمیوں کے اژدہام اور آمد برآمد سے سنا گیا ہے کہ دو بچے کچل گئے تھے فی الواقع اژدہام اس شدت کا ہوتا تھا کہ بمشکل دروازہ سے نکلا جاتا تھا اس واسطے پھر یہ قاعدہ مقرر ہو گیا تھا کہ راج گھاٹ دروازے سے شاہی میلے میں داخل ہو اور مسجد گھاٹ دروازے سے نکلے یہ انتظام بہت ہی اچھا کر دیا گیا تھا۔

دیسی پولیس سوار اور یورپی پولس سوار دروازوں پر پہرا باندھے ہوئے تیار رہتے تھے اور بہت مستعدی اور تندہی سے انتظام کرتے رہتے تھے جس وقت مسجد گھاٹ دروازے میں داخل ہو کے دریا کے میدان میں آتے تو پہلے خیموں کا ایک قصبہ ملتا بلب گڈھ۔ گوڑگانوہ۔ سونی پت۔ لائل پور۔ گورداسپور۔ اٹاوہ وغیرہ کے کیمپ اور اُنکی زمیندارانہ سجاوٹ۔ زمینداری کے تکلف اور زمینداری رنگ و بو کا نقشہ کھینچ دے گی۔

یہاں مہاراجہ پٹیالہ۔ جنید۔ اور نابھہ کے زمینداری کیمپ بھی نصب ہیں خیموں کے اس قصبے میں ہر مقام پر زمینداری گانا۔ زمینداری ناچ بڑے زور شور سے ہو رہے تھے۔ ایک سیاہ فام عورت ایک حلقے میں کھڑی ہوئی دیکھی گئی اسکے پیچھے ایک سارنگیا تھا اور تیسرا ایک شخص پنجابی زبان میں کچھ مذاق کی باتیں کر رہا تھا نہ تو عورت ہاتھ پیر ہلاتی تھی اور نہ سازندہ ساز بجاتا تھا مگر تیسرا شخص اپنی زبان میں کچھ کہتا جاتا تھا اور لوگ اسپر واہ واہ کرتے تھے۔ پنجابی زمیندار اس سے بہت خوش ہو رہے تھے ہماری سمجھ میں تو خاک نہیں آیا کہ یہ کس قسم کا گانا اور کس قسم کا ناچ ہے آگے ایک بہت بڑا حلقہ سکھوں کا تھا جہاں ایک بوڑھا سکھ غالباً شہنشاہ ہند کا پروگرام سکھوں

سو سمجھا رہا تھا۔ اور سرکار کی وفاداری کے متعلق کچھ گفتگو کر رہا تھا اس سے آگے ایک بڑے شامیانے میں جہاں بہت سی کرسیاں بچھی ہوئی تھیں گویئے فرش پر بیٹھے ہوئے گا رہے تھے انکا گانا تال وسُر سے درست تھا کسی خیمے یا ڈیرے میں یا کسی چھوٹی بڑی فرودگاہ میں تماشائیوں کے آنے جانے کی بندش بند نہیں تھی خیموں کا یہ قصبہ ایک وسیع رقبے میں پھیلا ہوا تھا۔ اور اس کا سلسلہ فیروز شاہ کے کوٹلے تک کم وبیش برابر چلا گیا تھا۔ جہاں ہاتھیوں کی لڑائی کا ایک دنگل بنایا گیا تھا۔ یہاں ہاتھیوں کی لڑائی ۱۴ و ۱۵ دسمبر کو ہوئی تھی جسپر ٹکٹ لگایا گیا تھا۔ ٹکٹ کی قیمت آٹھ آنے سے لگا کے چالیس روپے تک تھی جس کا ذکر بسبب طوالت نظر انداز کر دیا گیا۔

دہلی کی شکرگذاری

میرے شہنشاہ میرا شکریہ قبول کیجئے۔ آپ نے میرا تاج و تخت مجھے دیا۔ اور مجھکو وہ عزت دی جسکا اب کسی کو سان وگمان بھی نہ تھا حضور کے اس اعلان پر لوگ حیران رہ گئے۔ اور میں نے جب سُنا کہ آپ نے ہندوستان کا دارالصدر مجکو قرار دیا ہے کہ خود مجھے اپنی اس خوش نصیبی کی خبر سے اتنی حیرت ہوئی کہ میں نے خیال کیا کہ الٰہی یہ بیداری ہے یا خواب ہے۔

جنکو میرے کھنڈروں سے محبت اور میرے نام سے الفت ہے کہ میں اُنکی قومی سلطنتوں کا صدر مقام رہی ہوں۔ اور میری تاریخ دونوں کے دلوں میں انکے شاندار زمانوں کی پھر فخر یاد تازہ کردیتی ہے۔ اسلئے میں وہ کہتی ہوں کہ میرے سب بچے بے انتہا مسرور ہیں اور آپ کی خسروانہ عنایت سے میری قدیمی عزت دوبارہ مجھے ملی۔ اس خوشی میں میرے کھنڈروں کا ایک ایک پتھر اگر زبان گویا ہو جاوے جب بھی اس

قدردانی اور مہربانی کا شکریہ مجھسے ادا نہ ہو سکے گا۔ آپ نے مجھے عزت دی۔ میرے بچوں کو خوش کیا۔ خدا آپ کو ہمیشہ خوش رکھے۔ اور میرے بچوں کے حال پر آپکو مہربان رکھے۔ تاکہ میری ہڈیوں میں سچ مچ کی روح پیدا ہو جائے۔ اور میں ہزاروں برس تک آپکے نام کی تعریف اور ستایش کرتی رہوں۔

میرے جوان بخت شہنشاہ! آپ نے میری تاجپوشی سے نیک دل شہنشاہ جہاں کی روح کو بھی خوش کر دیا ہے۔ میں نے انھیں کے ہاتھوں نئی زندگی پائی تھی شاہ جہاں کے لیے ان کی عقلمندی کا ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔ جس پر ان کی قوم کو ہمیشہ ہمیشہ فخر رہے گا کہ سولہویں صدی جیسے زمانہ میں انکی حکومت کس قدر شائستہ اور عظیم الشان تھی۔ میرے شہنشاہ اب میں اپنا شکریہ یہ توقع پر ختم کرتی ہوں کہ آپ کے اعمال آپ کے پسندیدہ اور عزت یافتہ شہر کو ہر ایک حیثیت سے ترقی دینے کی پوری پوری کوشش کرتے رہیں گے اور میرے غریب بچے جو میری چاردیواری سے باہر جانا نہیں چاہتے انکی ترقی و بہبودی کی ہر ایک آرزو جو میرے دل میں ہے اپنے اپنے وقت پر پوری ہو گی۔

دسواں باب

کیمپوں کی سیر

اسوقت اس جدید اور نوآباد شہر کی سیر قابل دید ہے یہ خیموں کا شہر جس کو دربار کیمپ کہتے ہیں ہندوستان کے ہزاروں شہروں سے بڑا ہی اس کا رقبہ قریب ۵ میل مربع ہے اس کی شان اس کی عظمت حسن، نفاست، پاکیزگی اور دلربائیاں واقعی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس کی ہر چیز نئی ہے اور نئی میں وہی لذت ہی جو ایک جدید چیز میں ہوتی ہے اس کے وسیع اور مصفا سڑکیں بجلی کے چراغ مختلف مقامات پر خوشنما باغیچے ہر جگہ سبز مخملی گھاس کا فرش پھر اس میں پے درپے لائٹ ریلوے کا دوڑنا موٹر کاروں لینڈو ویکٹوریوں اور تانگوں کی بھرمار ایک عجیب گہماگہمی پیدا کر رہی ہے ملک معظم ابھی لندن میں ہیں مگر ان کی آمد کی خبریں اور پھر اس کے ساتھ شب و روز کیمپ کی تیاریاں ایک ایسا غیر معمولی لطف پیدا کر رہی ہیں جس کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔

شہر میں جلوس کے لیے جابجا تیاریاں ہو رہی ہیں۔ اب ہم چاہتے ہیں کہ آپ کو ایک سرے سے لگا کے دوسرے سرے تک پوری سیر کرادیں تاکہ آپ گھر میں بیٹھے بیٹھے دربار کا سارا نقشہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ پہلے آپ جامع مسجد کے سامنے ٹھنڈی سڑک کی طرف آگے بڑھیے جو سیدھی لوتھن برج ہوتی ہوئی کشمیری دروازہ اور پھر کیمپ کو چلی جاتی ہے یہاں اس

سڑک پر کمیٹی نے معمولی لالٹینیں لگا رکھی تھیں مگر اب دونوں طرف قریب قریب بجلی کی لالٹینیں لگ گئی ہیں سڑک از سر نو بنائی گئی ہے دونوں طرف نہایت شاندار پٹریاں پیدل چلنے کی ہیں ان پر نہایت خوشنما بجری بچھی ہوئی ہے پولیس کے آدمی جا بجا متعین ہیں جو آنے جانے والوں کو کہتے رہتے ہیں کہ پٹری پر چلو پولیس والوں کی گفتگو شائستہ مہذب اور نرم ہے زبان میں پہلی سی کرختگی نہیں ہے سڑکوں پر قریب قریب تیل کا چھڑکاؤ ہوا ہے جس سے گرد کا نام و نشان نہیں رہا اور سڑک کا حسن دوبالا ہو گیا۔

یہاں سے ہوتے ہوئے لوتھیں برج کے چھتے سے نکل کے آپ کو بڑا ڈاکخانہ اور مشن کالج کی شاندار عمارتیں تاجروں کی بڑی بڑی کوٹھیاں اور ان میں مال بھرا ہوا پائیں گے اور وہ اخیر سڑک پر ختم ہو گیا ہے۔ بائیں طرف بھی تجارتی کوٹھیاں برابر سلسلے وار کشمیری دروازہ تک چلی گئی ہیں گھوڑے گاڑی کا ہر قسم کا سامان فوٹوگرافر موٹر کار بائسکلیں ہر قسم کا فرنیچر شیشے آلات کا سامان آپ یہاں دوکانوں میں موجود پائیں گے۔

دائیں طرف دوکانوں کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد وہاں سے ایک راستہ کچہری اور ہوٹل کی طرف چلا جاتا ہے جس کے سرے پر انگریزوں کا بہت بڑا گرجا بنا ہوا ہے اور پھر اُسکے آگے نہ صرف ہوٹل ہیں بلکہ نئی دوکانیں زیادہ تر لیڈیوں کے لباس کی کھل گئی ہیں بائیں طرف ایک دوسرا راستہ ریل کے پل تک چلا گیا ہے یہاں بھی بڑی بڑی شاندار دوکانیں سوداگروں کی ہیں۔

اب آپ کشمیری دروازہ تک پہونچ گئے۔ کشمیری دروازہ میں داخل ہونے کے دو راستے ہیں ایک دایاں اور ایک بایاں بائیں دروازے سے لوگ جاتے ہیں اور واپسی کے وقت دائیں دروازے سے آنا ہوتا ہے کشمیری دروازہ کے باہر

کا حصہ جو ایک غیر مربوط چٹان یا منہدم گرجے یا ہسی کے ایک بڑے پشتے سے نہایت
بدنما ہو۔ یا تھا اب اس قدر درست کر دیا گیا ہے کہ جگہ پہچانی نہیں جاتی سڑک کسیقدر
چوڑی ہوگئی ہے دونوں طرف پختہ پشتے کی پٹریاں پیدل رستہ چلنے والوں کے
لئے بنادی گئی ہیں ان رستوں کے بیچ میں دائیں جانب پشتہ کی جگہ جو ایک ہموسہ نکل
آیا ہے سبزہ دوب بچھا دی گئی ہے مگر دروازے کو اور دروازے کی دیواروں کو ویسا ہی
رکھا ہے اس کی دیوار جا بجا سے ٹوٹی ہوئی ہے گولیوں اور گولوں کے چھید ہو رہے ہیں
کیونکہ یہ ایک تاریخی دروازہ ہے ۱۸۵۷ء میں جب دہلی کے شہر پر انگریزی فوج نے دھاوا کیا
تھا جو جنرل نکلسن کی سرکردگی میں تو اسی دروازہ پر گولہ باری کر کے فوج شہر کے اندر
گھسی تھی اس لیے جوں کا توں اس دروازے کو رہنے دیا اور اس میں کسی قسم کی کوئی ترمیم نہیں کی

دروازے کی سیڑھی کو عبور کر کے آپ کے سامنے تین کھلی ہوئی سڑکیں آ جائینگی
ایک سڑک تو سیدھی ہوری دروازے کی طرف ایک جانب دوسری طرف سبزی منڈی تک
چلی گئی ہے اس سڑک کے دونوں جانب خیموں کے شہر کا سلسلہ آپ کو معلوم ہوگا یہاں صدہا خیمے
نصب ہیں اور اس کا نام وزیٹر کیمپ ہے یعنے جو بڑے بڑے انگریز یہاں ٹھہرینگے اور
جن سے گیارہ روپے سے چالیس روپے روزانہ تک لئے جائیں گے انکے
لیے یہ کیمپ ترتیب دیا گیا ہے۔ دوسری طرف ایک سڑک نکلسن باغ کی بائیں میں مڑتی
ہوئی پولیس لین اور ڈویژنل کورٹ تک نکل گئی ہے اور پھر وہاں سے دورا ہا ہو کر
ایک راستہ ہندو راؤ کی کوٹھی سے سرکٹ ہوس تک چلا گیا ہے اور دوسرا راستہ
فتح گڈھ اور سبزی منڈی کی طرف۔ اس سڑک پر زیادہ اہتمام نہیں ہوا جس سے
معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کی دربار کے موقعہ پر زیادہ آمد و رفت اس طرف نہیں ہوگی
سڑک کے کنارے پر نکلسن باغ کا نفیس لوہے کا کٹہرا لگا ہوا ہے جس میں جنرل
نکلسن کا سنگ مرمر کے چبوترے پر بت کھڑا ہوا ہے۔ اور دوسری سڑک جو بہت

ہی آباد ہے اور جسے بہت کچھ آراستہ کیا گیا ہے سیدھی کیمپ کی طرف جاتی ہے یہاں
پہ انتظام بھی بہت ہی جا بجا پولیس کے سپاہی کھڑے ہوئے ہیں کوئی پیدل شخص
سڑک پر نہیں چلنے پاتا سڑک پہ اسی طرح تیل کا چھڑکاؤ ہے صفائی اسقدر ہے کہ نظر نہیں
ٹھہر سکتی بجلی کی لالٹینیں بہت قریب قریب لگی ہوئی ہیں سڑک بہت ہی چوڑی ہے
دونوں طرف شاندار پٹریاں سرخ بجری کی بنی ہوئی ہیں جو حال ہی میں تیار کی گئی ہیں
اس سڑک کے داہنے جانب اسی ونٹر کیمپ کا سلسلہ چلا گیا ہے صدہا خیمے سفید رنگ کے پاکیزہ
صورت کے یہاں نصب کئے گئے ہیں اسی سڑک کی بائیں طرف کوٹھیوں کا سلسلہ
ہے ان کوٹھیوں کا بڑا حصہ ابھی کرایہ کے لیے خالی ہے بعض کوٹھیاں آباد ہو گئی ہیں
شام کے وقت ایک عجیب لطف ہوتا ہے گاڑیوں موٹر کاروں اور تانگوں سے یہ سڑک
بھر جاتی ہے چونکہ سڑک زیادہ وسیع ہے اس لیے ہٹو بچو کی آواز کم آتی ہے اب آپ سلسلہ وار
پٹری ہی پٹری برابر چلے جائیں تو آپ کو کئی جدید دوکانیں عجیب شان کی معلوم ہوں گی
اور آپ دیکھکر دنگ رہجاوینگے ایک خوشنما دوکان سگار اور سگرٹ کی کھلی ہے اور وہ
دوکان پٹری پر سے ایک بقعہ نور معلوم ہوتی ہے دوکان بجلی کے چراغوں سے شب کو
جگمگایا کرتی ہے دیکھنے والے کا ادہر اسکے جی چاہتا ہے کہ کم سے کم اس دوکان سے
چرٹ یا سگرٹ ضرور خریدیئے۔ دوکان کا مالک ایک یورپین ہے اور ایک نوجوان لیڈی
سودا فروخت کرتی ہے بائسکوپ نے بھی یہیں آس پاس تماشہ کرنے کے لیے ایک
بڑا میدان گھیر رکھا ہے تماشہ تو جیسا اچھا ہوگا ہوگا مگر باہر کی خوشنما صورت دیکھنے کے
قابل ہے اسی طرح بجلی کے چراغوں کی روشنی راستوں کی صفائی عمارت کی پاکیزگی
چلنے والے کا دل غیر معمولی طور پر لبھاتی ہے یہیں میڈنز ہوٹل کی ایک شاہانہ
عالیشان عمارت ہے جسکے دروازے پر لوہے کی ایک کمان لگی ہوئی ہے اور
اسکے بیچ میں بجلی کا ہنڈا آویزاں ہے یہ عمارت فی الواقع شاندار ہے مہاراجہ میسور نے

اسے ور بار سے کے پیسے کرایہ پر لیا ہی جب آپ اس سے آگے بڑہیں گے تو ذرا دور جا کے آپ کو دو راستے ملیں گے ایک راستے کے سرے پر راجپور روڈ لکھا ہوا ہی وہ راستہ سیدھا چبوترے کی طرف چلا گیا ہی یہاں سے چبوترہ غالباً چار میل کے فاصلہ پر ہوگا دوسرا راستہ جو بائیں طرف آپ کو ملے گا سیدھا باوٹے پر چلا گیا ہی اور یہیں سے آپ کیمپ میں پہونچ سکتے ہیں آپ کیمپ کی سیر کرنا چاہیں تو رات کے وقت جا بے باوٹے کے بلند پشتے پر چڑھیئے اور جانب غرب نظر دوڑائیے تو ایک عجیب سماں آپکو معلوم ہوگا ہوا بالکل صاف اور ہلکی ہے گرد غبار کا نام و نشان نہیں خنک اور اس کی خنکی دلفریب ہے جہاں تک نظر جائے گی بجلی کے چراغ ہی چراغ نظر آئیں گے پچاس ہزار دیوالیاں ایک طرف اور یہ روشنی کا سماں ایک طرف اسے دیکھ کے بے ساختہ آپکی زبان سے نکل جائے گا کہ قطعی یہ شہر چراغان ہے۔ دل نہیں چاہتا کہ وہاں سے آگے بڑھیئے ایک لمحہ کے لئے بھی اس نورانی منظر سے نظر کا اٹھنا ناگوار نہیں ہوتا آسمان کی سیاہی چاروں طرف سنسانی آواز و غل و شور کا نام و نشان نہیں سکوت اور خاموشی اور امن کے سوا وہاں دوسری چیز آپ کو نہ معلوم ہوگی بجلی کے چراغ ایسے جگمگ کرتے ہیں کہ آسمانی ستاروں کی روشنی اسوقت آپکے آگے ماند پڑ جائے گی اس سے بہتر منظر آپ اور کہیں نہیں دیکھ سکیں گے۔

باوٹے تک تو آپ پہونچ گئے۔ اب رہی پوری کیمپ کی سیر نہ تو لائٹ ریلوے میں بیٹھ کے ہو سکتی ہے اور نہ تانگے لینڈو اور موٹر کاروں بلکہ آدمی اگر سیر کرنا چاہے تو پیادہ ہو سکتی ہی کیونکہ کیمپ جس کا رقبہ ۲۵ میل مربع ہے اسمیں بیسیوں عالیشان سڑکیں نکالی گئی ہیں جہاں لائٹ ریلوے نہیں جاتی وہاں تانگے اور گاڑیاں وغیرہ جاتی ہیں سڑکیں نہایت صاف جا بجا سنتری کھڑے ہوئے ملینگے جو پیدل چلنے والوں کو پٹری پر چلنے کی ہدایت کرتے رہتے ہیں سڑکیں اسقدر کشادہ

اور مصفا ہیں کہ دیکھ کے آنکھوں میں تازگی آتی ہے اور اگر کئی میل تک بھی آدمی چلے تو تھکتا نہیں
کیمپ کی کل سڑکوں پر بہت قریب قریب بجلی کی لالٹینیں نصب ہیں اور ان میں
اب روشنی ہونے لگی ہے شاہی لیمپ کی لالٹینیں اور بھی زیادہ قریب قریب
اور شاندار ہیں مگر شاہی کیمپ میں جتنے روشنی کے تار دوڑائے گئے ہیں وہ سب زمین
دوز ہیں آپ اگر اچھی طرح سیر کرنا چاہتے ہیں اور ساتھ ہی اسکے پیادہ پھرنے کے بھی
عادی ہیں تو تین دن کے عرصہ میں خیموں کے شہر کا ایک حصہ اچھی طرح ملاحظہ فرما سکتے ہیں
دربار کے خیموں اور مکانات دوکانوں اور بازار کی ترتیب اس خوش سلیقگی اور
عمدگی سے کی گئی ہے کہ جنگل میں منگل بن گیا ہے وہاں سے پھرنے کے بعد شہر کچھ اچھا نہیں
میں نہیں جچتا۔ وہاں کی گہما گہمی۔ آدمیوں کی کثرت ہزارہا آدمیوں کا کام میں مصروف ہونا
سینکڑوں گاڑیوں۔ تانگوں اور موٹروں کا دوڑنا۔ برٹش عظمت اور شان کا جیتا
جاگتا نمونہ پیش کرتا ہے آپ جب دور دراز شہروں سے آئیں تو جس طرح ہو
پیدل ہی اس عظیم الشان خیموں کے شہر کی سیر کریں۔ ایک ایک
مہاراجہ نواب عمائدین اور خاندان خوانین کے خیموں کو دیکھئے اور ان کی
ترتیب۔ گملے۔ شامیانے۔ دروازے۔ چمن۔ حوض اور گنبدوں کو ملاحظہ
فرمایئے کہ ہر ریاست نے اپنی پوری قوت اور عقل سے کام لے کے
اپنے کیمپ کو سجانے اور آراستہ کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا
کیونکہ یہ ایک یادگار دربار ہے۔ آج تک اس سرزمین پر نہ کسی راجہ کا
اتنا بڑا دربار ہوا اور نہ کسی بادشاہ کا یہ سب سے پہلا موقعہ ہے کہ مغرب کا تاجدار
جو سینکڑوں جزائر بیسیوں ممالک بیسیوں سمندروں اور ہزاروں لاکھوں شہروں کا بادشاہ
ہے دہلی جیسے حیرت انگیز شہر میں اپنی تاجپوشی کی رسم ادا کرنے کے لیے قدم رنجہ فرماتا ہے
جو اپنا آپ ہی نظیر ہے اور جسکی قوت اور دبدبے کو دنیا کے دیگر تاجداروں نے تسلیم

کرلیا ہے یہ وہی تاجدار ہے جس کی عملداری میں آفتاب غروب نہیں ہوتا جسکے رحم اور انصاف کی دھاک تمام دنیا میں بیٹھی ہوئی ہے وہ نہایت احتشام سے ہند کی شاہنشاہی کا تاج بھرے دربار میں اپنے سر پر رکھے گا اور نسلوں کے لیے ایک عظیم الشان یادگار ہی نہیں چھوڑے گا بلکہ تاریخ کے ایک جدید باب کا ایسا افتتاح کرے گا کہ اس فن میں جدت کے ساتھ ایک شان پیدا ہو جائے گی۔

اب ہم آپ کو ایک جانب سے دربار کیمپ یا خیموں کے شہر میں پہنچتے ہیں اور یہاں کی بالتفصیل سیر کراتے ہیں۔ آپ میٹھائی کے پل سے لائٹ ریلوے میں بیٹھ کے پولو گراونڈ اسٹیشن پر اتر پڑیں جو پانچواں یا چھٹا اسٹیشن ہے۔ اور پھر یہاں سے خیموں کے شہر میں آیئے سب سے پہلے آپ کو پولو کے میدان میں ملیں گے جنہیں ایسا مسطح کیا ہے اور اس پاکیزگی اور خوش سلیقگی سے دوب بچھائی ہے کہ ہیچ مخملی فرش معلوم ہوتا ہے۔ دونوں میدانوں کے سروں پر تماشہ دیکھنے والوں کے لیے نہایت خوبصورت شاندار۔ رنگ۔ روغن سے درست عمارتیں بنی ہوئی ہیں جہاں سیڑھیاں طے کرکے پہنچتے ہیں۔ ملک معظم اور رئیسوں کے لیے ایک عمارت مخصوص ہے اور ایک عام تماشائیوں کے لیے دونوں کا فاصلہ کسی قدر زیادہ ہے کیونکہ ایک ایک سرے پر ہے اور ایک دوسرے سرے پر۔ یہاں ٹکٹ لگائے جائیں گے ٹکٹوں کی ٹھیک قیمت معلوم نہیں کہ کیا ہے۔ یہ دونوں عمارتیں اور ان کی ایرانی وضع کی سیڑھیاں بن بنا کے تیار ہو گئی ہیں اور فی الواقع دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ پولیس کا پہرہ لگا ہوا ہے اندر کسی کو جانے کی اجازت نہیں ہے اور نہ سیڑھیوں پر کوئی چڑھ سکتا ہے۔ اس عمارت اور پولو کے میدانوں کو دیکھ کے آپ کیمپوں کی طرف آئیں کئی سڑکیں آپ کے آگے کھلی ہوئی معلوم ہوں گی جانب شرق سب سے پہلے آپ کو پولیٹکل ایجنٹ راجپوتانہ کا کیمپ ملے گا۔ یہ کیمپ ایک وسیع رقبہ پر نصب کیا گیا ہے۔ بڑے بڑے خیمے

ڈیرے اور چھولداریاں نظر پڑیں گی جن میں خوشنما بجری کی سڑکیں نکالی گئی ہیں اور چاروں طرف ایک چمن لگایا گیا ہے۔ اس کیمپ کی جیسی سادگی ہے اسیقدر شان و شوکت و دبدبہ ہے جسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی بڑے انگریزی عہدہ دار کا یہ کیمپ ہے اندر جانے کی کسی کو اجازت نہیں ہے۔ ہاں کیا تو پاس والا جا سکتا ہے یا خاص وہ شخص جسے پولٹیکل ایجنٹ سے ملنا ہو۔

پولٹیکل ایجنٹ کے کیمپ سے سڑک کے دونوں طرف ریاستوں کے کمپوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔

سڑک کے کنارہ پر مہاراجہ بڑودہ کا شاندار کیمپ ہے۔ لکڑی کا نہایت خوبصورت سفید رنگ کا عالیشان دروازہ کئی درجہ کا بنایا ہے۔ اس میں ہندوں کے مندروں کی آن بان پائی جاتی ہے۔ کیمپ کے گرد خوبصورت سفید لکڑی کا کٹہرا لگایا ہے۔ کیمپ کے شاندار ڈیرے خیمے خوشنما باغیچہ اچھی رونق ظاہر کرتے ہیں۔

بڑودہ کیمپ کے مقابلہ میں دربار ریلوے کا کنگ سوے اسٹیشن ہے یہ خود ایک شاندار عمارت ہے اس کے باہر ایک وسیع میدان گاڑی بگھیوں کے کھڑا رہنے کے لیے چھوڑا گیا ہے۔ اس پر خوب بجری کوٹ دی گئی ہے اور نہایت عمدہ بنا دیا گیا ہے۔

اسٹیشن کے متصل ہی راجپور روڈ پر کورنیشن دربار پوسٹ آفس اور ٹیلیگراف آفس کی مشترکہ بلڈنگ ہے۔ یہ عمارت بھی دربار کی شان کے شایان ہے اور یہاں کا انتظام کلرکوں کی خوش اخلاقی دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے ہر ایک کھڑکی کے اوپر ایک سنہری خوشنما تاج بنا ہوا ہے اسکے نیچے لکھا ہوا ہے کہ اس کھڑکی میں یہ کام ہوتا ہے۔ صرف تحقیقات کی چھ کھڑکیاں ہیں کٹہرا لکڑی کا روغنی

ایسا ہی شاندار اور خوشنما ہے جیسا انگریزی بنگلون مین ہوتا ہے۔ اپنی وضع مین ایک ہی نرالا معلوم ہوتا ہے۔

اسٹیشن اور بڑودہ کیمپ کے درمیان ایک عالیشان دروازہ راستہ پر بنایا گیا ہے اسکے نیچے سے شاہی جلوس نکلے گا۔

بڑودہ کیمپ کے متصل مہارانا اودے پور میواڑ کا سیدھا سادہ کیمپ ہی اسمین ابھی بہت سا کام باقی ہے۔

اودے پور کے مقابلہ مین مہاراجہ ایدر کا کیمپ ہی اسکے باہر لوہے کی چادر اور لکڑی کا دروازہ ہے۔ کیمپ معمولی طور کا ہے۔

مہاراجہ ایدر کے برابر ڈونگر پور کا کیمپ ہے۔ مگر سیدھا سادہ ہے کوئی فوق البھڑک نہین ہے۔

بیکانیر کیمپ مین لکڑی کا دروازہ لگایا گیا ہے۔ اور اندر کیمپ کی سٹرکین قرینے سے بنائی ہین۔ رونق معمولی ہے۔

کولھاپور کیمپ خاصہ شاندار ہے۔ لیکن ابھی کام باقی ہے جو نہایت عجلت کے ساتھ تیار کیا جارہا ہے۔

جیسلمیر کیمپ انگریزی طرز کا بنا ہوا سڑکین مصفا گملے قرینے سے خیمون کی آراستگی بہت موقع سے۔

مہاراجہ سروہی کے کیمپ کا دروازہ لکڑی کا ہے اس پر پینٹنگ کا کام اعلیٰ درجہ کا ہو رہا ہے۔

مہاراجہ جے پور کا کیمپ لمبائی مین بہت زیادہ ہے کیونکہ اسکے بیچ مین ایک گاؤن آگیا ہے۔ کیمپ کے دروازے لکڑی کے ہین مگر ان پر کام اچھا بنا ہوا ہے رونق معمولی ہے ؞

بھاونگر کیمپ کا دروازہ سرخ کپڑے کا ہے جیسے قرینے سے لگے ہوئے ہین۔ رونق معمولی ہے۔

کشن گڈھ کیمپ کا دروازہ لوہے کی چادرون کا بنایا گیا ہے بہت اچھا خوبصورت اور شاندار ہے۔

جھالرا پاٹن کیمپ مین اچھی رونق ہے۔ دروازے بھی خوبصورت ہین جو کام ہے سلیقہ کا ہے۔

قرولی کیمپ کا دروازہ کپڑے لکڑی کا ہے۔ رونق خاصی ہے اس کے مقابلے مین دیکھیے۔ گجرات کیمپ ہے دروازہ زرد رنگ کا ہے اور اُن پر کام نہایت خوشنما ہے۔

نواب صاحب جھجرا کا کیمپ بہت شاندار ہے۔ دروازے لکڑی کے بنائے گئے ہین کہ رات کیوقت بجلی کی روشنی مین عجب بہار دینگے۔

مہاراجہ الور نے اپنے کیمپ مین علاوہ لکڑی کے دروازے کے ایک خوشنما مختصر سی کوٹھی بھی لکڑی کی بنائی ہے۔ اسپر روغن کرکے سنہری کام ہو رہا ہے اور رونق بھی بہت اچھی ہے۔

مہاراجہ کچھ کا کیمپ اچھا شاندار ہے۔ دروازے بھی بہت اچھے ہین کیمپ کو اچھا سجایا ہے۔

اسکے برابر نواب صاحب خیرپور کا کیمپ اچھا شاندار ہے۔ لکڑی کے دو خوشنما دروازے لگائے گئے ہین۔

اس کے مقابلہ مین مہاراجہ صاحب جودھپور کا کیمپ بھی قابل دید ہے دروازہ پر رنگ کا کام اعلی درجہ کا ہو رہا ہے۔ دربار کا عالیشان خیمہ خوب سجایا گیا ہے۔ قالینون سے اوپر چاندی کا تخت اسکے گرد چاندی سونے کی کرسیان تخت پر زرنگار

گدے بچھے ہوئے اچھے بہار دیتے ہین +

اِس کے مقابلہ مین نواب صاحب پالن پور کا کیمپ ہی دروازے اچھے ہین اور کیمپ اوسط درجہ کا۔

نوانگر کیمپ کا دروازہ لکڑی کا ہے اسپر ایسا اعلیٰ درجہ کا روغن کیا ہے کہ بالکل سنگ یشب کا دروازہ معلوم ہوتا ہے۔

اور کیمپ کے متصل دو کیمپ ہین۔ ایک مہاراجہ بھرتپور۔ دوسرا مہاراجہ دھولپور کا۔ بالکل سیدھا سادھا کیمپ ہے۔ رونق معمولی۔

ریاستون کے کیمپ کا سلسلہ یہین ختم ہو جاتا ہے۔ دوسرا سلسلہ ہم پھر اس وسیع راجپور روڈ سے شروع کرتے ہین۔ اِس راستہ پہ پنجاب اور سنٹرل انڈیا کی ریاستین ہین۔

راجپور روڈ کے کنارہ پر ہندوستان کی سب سے عظیم الشان دو ریاستون کے کیمپ ہین۔ یعنے ایک جانب حضور نظام کا کیمپ ہی دوسری جانب مہاراجہ میسور کا کیمپ ہی۔ دونون مین طرز انگریزی ہے۔ کٹہرہ۔ لکڑی کا نہایت خوبصورت ہے نظام کیمپ مین دو دروازے پیتل کے ڈھلے ہوئے نہایت خوبصورت لگائے گئے ہین۔ ہر دو کیمپ نہایت وسیع شاندار ہین۔ باغیچے خوبصورت ہین حضور نظام نے اِس کیمپ کے علاوہ پانچ کوٹھیان انڈرہل روڈ پر لیکے ایک عالیشان کیمپ خاص اپنی اور بیگمات کی رہائش کے لیئے تیار کرایا ہے۔

اسی طرح مہاراجہ میسور نے میڈن ہوٹل اور لالہ سلطان سنگھ کی کوٹھی کرایہ پر لی گئی ہے۔

نظام کیمپ کے متصل مہاراجہ پٹیالہ کا شاندار کیمپ ہی دونوں دروازون پر چاپ پیتل کی خوشنما توپین چڑھی ہوئی ہین کیمپ کا باغیچہ بڑا دلکش ہے کیاریون

مین سرخ شیشہ کے فرشی جھاڑ بڑی رونق دیتے ہین۔

پٹیالہ کیمپ کے مقابلہ مین مہاراجہ گوالیار کا انگریزی طرز کا کیمپ بھی اچھا شاندار ہے اور قابل دید ہے۔

پٹیالہ کیمپ کے متصل نواب بھاولپور کا کیمپ بھی اچھا شاندار ہے۔ دربار کا ڈیرہ نہایت فراخ اور خوشنما ہے۔

گوالیار کیمپ کے برابر اندور کیمپ ہے۔ مہاراجہ صاحب نے بھی الور مہاراج کی طرح ایک کوٹھی بنائی ہے۔ رونق بہت اچھی ہے۔

بھاولپور کیمپ کے برابر مہاراجہ فریدکوٹ کا کیمپ ایک نہایت شاندار ہے۔ دروازہ نہایت اعلیٰ درجہ کا ہے۔

اس کے مقابلہ مین حضور علیا جناب بیگم صاحبہ بھوپال کا کیمپ انگریزی طرز کا ہے۔ خیمے نہایت سلیقے سے لگائے گئے ہین۔ بیچ کا بڑا درباری خیمہ نہایت عمدگی سے آراستہ کیا گیا ہے۔ دروازے نہایت عمدہ خوبصورتی سے بنائے گئے ہین۔ دونون دروازون سے دو سڑکین نکالکر بڑے درباری خیمے تک لائی گئی ہین جن پر سرخ بجری بچھائی گئی ہے تمام اہلکارون کے خیمے دونون سڑکون کے کنارے اور بہت سے پشت پر نصب ہین۔ کیمپ کی خوش سلیقگی دیکھکر بے ساختہ اہلکاران ریاست کی تعریف کرنی پڑتی ہے۔

کوٹہ بوندی کیمپ بالکل سیدھے سادھے طرز پر سجایا گیا ہے دروازے معمولی طور کے ہین۔

ان کے مقابلہ مین گونڈل کیمپ بہت اچھا ہے دروازے اور سڑکین خوبصورت ہین۔

موروی کیمپ بھی سیدھا سادھا ہے۔

نواب صاحب ٹونک کا کیمپ اعلیٰ درجہ کا ہے۔ پینٹنگ کا کام خوب ہو رہا ہے دروازے بھی اچھے اور خوبصورت بنائے ہین۔

مہاراجہ صاحب دہارنگدھر کا کیمپ بھی بہت اچھا شاندار ہے خیمون کی ترتیب بہت قرینے سے ہے۔

دھار کیمپ سادی وضع کا ہے زیادہ فوق البھڑکی اور سجاوٹ نہین ہے۔ دروازے بھی معمولی ہین۔

پنجاب کے کیمپون مین سب سے زیادہ اور شاندار اور اپنی وضع مین نرالا اور قیمتی کام کا کیمپ مہاراجہ کشمیر کا ہے۔ خاص کشمیر کا بنا ہوا لکڑی کا شاندار کٹہرا اور دروازے لگے ہوئے ہین۔

اس کے مقابلہ مین دیواس خورد کلاں کے کیمپ ہین جو بالکل سادہ ہین۔ اور کوئی نئی جدّت نہین ہے۔

مہاراجہ صاحب بنارس کا کیمپ انگریزی طرز کا ہے اور بالکل سیدھا سادھا ہے۔ دروازے بھی اوسط درجے کے ہین۔

اسی طرح نواب صاحب جاورہ کا کیمپ بھی انگریزی وضع کا تھا اور پرانی طرز کی کوئی بات نہ تھی۔

پُرانی ایشیائی سجاوٹ کا کیمپ مہاراجہ چرکھاری کا تھا جو سارے کیمپون مین ایک تھا۔ بیچ کیمپ مین ایک بارہ دری بنائی گئی تھی جو دور سے بالکل سونے چاندی کی معلوم ہوتی تھی۔ اور بارہ دری مین شیشہ آلات اور جھاڑ فانوس اس کثرت سے لگائے گئے تھے کہ شب کی روشنی مین بقعہ نور معلوم ہوتی تھی۔ بارہ دری کے پیچھے درباری خیمہ تھا۔ اور خیمہ کے آگے دروزی شامیانہ نصب تھا جسوقت ہم راجہ صاحب سے ملنے گئے ہین تو اسی شامیانے کے نیچے نشست تھی۔ مہاراجہ صاحب عمر سے آدمی ہین۔

مگر نہایت با اخلاق اور بہت متواضع - بعد ملاقات مہاراجہ صاحب نے ہمیں ایک انگشتری طلائی مرحمت فرمائی - ساری کیمپ کی تیاری اور بارہ دری کی سجاوٹ پروفیسر احمد حسین صاحب کے زیر اہتمام ہوئی - پروفیسر صاحب کی محنت اور جانفشانی اور سلیقہ شعاری قابل ستائش ہے -

نابھہ کیمپ کا کٹڑی کا دروازہ بہت شاندار ہے - اور کیمپ کو اندر سے دیکھا بے انتہا سلیقہ سے ہر چیز کو لگایا تھا -

مہاراجہ کپورتھلہ کا کیمپ بھی انگریزی طرز کا ہے - دروازے بہت بڑے عالیشان ہیں - اور اوسپر قلم کا کام بھی بنا ہے -

ان کے برابر برابر سہور - اور چھا - منڈی - دیتا کے کیمپ انگریزی طرز کے سیدھے سادھے ہیں -

راجہ صاحب رتلام - اور راجہ صاحب پنا کے کیمپ انگریزی طرز کے معمولی ہیں - دروازے بھی اُسی مذاق کے ہیں -

ان کے مقابلہ میں بھوٹان سکھم کے پہاڑی کیمپ ہیں - مختصر سے ڈیرے اور معمولی بانس کی ٹٹیون کا احاطہ - رونق معمولی - باغیچہ وغیرہ بھی انہیں کے برابر ہے کوئی نمایان چیز دیکھنے مین نہین آئی -

سجاور کیمپ بھی سیدھا سادھا ہے - اسکے برابر باؤنڈ کی غیر آباد زمین پڑی ہے - جہان سوائے بجلی کے تھمبون کے کچھ نہین -

اس کے بعد چند چھوٹے چھوٹے کیمپ ہین - مثلاً چھترپور - بلاسپور - پاٹودی ان چھوٹے کیمپون مین نواب مالیر کوٹلہ کا کیمپ بہت اچھا شاندار ہے اور بہت عمدگی اور قرینے سے سجایا گیا ہے - اسکے بعد پھر وہی تین چار سادہ کیمپ ہین - مثلاً نواب لوہارو - دوجانہ - چمپہ - سکیت - کلسیہ وغیرہ -

پنجاب کیمپون کے ختم ہونے پر دو کیمپ بلوچستان کے ہین ایک خان قلات کا اور دوسرا جام صاحب لس بیلا کا اسکے بعد جنگی کیمپ ہین۔

یہان سے قریب ہی لائٹ ریلوے کا اسٹیشن نجف گڑھ ہے جس سے سوار ہو کے آپ شہر واپس آسکتے ہین۔

اس خوبصورت شاندار اور عظیم الشان جدید شہر کی سیر المیطرف سے ہم آپ کو کراچکے اب اسکی دوسری طرف آئیے اور نئی سیر دیکھئے۔ سٹھائی کے پل سے جہان لائٹ ریلوے کا اسٹیشن قائم ہوا ہے۔ دو ریل گاڑیان پولو گراؤنڈ اسٹیشن تک اور ایک ایمفی تھیٹر اسٹیشن تک ہر روز کئی کئی مرتبہ برابر جاتی ہین غالباً آدھ آدھ گھنٹے مین گاڑی چھوٹتی ہے۔ پولو گراونڈ تک جیساکہ پہلے لکھا جاچکا ہے پانچ چھ اسٹیشن بیچ مین پڑتے ہین۔ مگر ایمفی تھیٹر کا فاصلہ یہان سے دور ہے۔ یعنی نو دس اسٹیشن بیچ مین آتے ہین۔ کرایہ دونون کا ایک ہے۔ یعنے دو آنے اور آٹھ آنے درجہ اول کے اور ۲؍ عام درجو کے اس لائٹ ریلوے مین صرف دو ہی درجے قائم کئے گئے ہین مگر درجون کی صورت شکل مین فرق نہین ہے۔ اسوقت ہم آپ کو ایمفی تھیٹر تک لیجانا چاہتے ہین۔ بیچ مین آپ کہیں نہ اتریئے۔ اور سیدھا ایمفی تھیٹر کا ٹکٹ لیجئے جو ۲؍ مین ملجائیگا۔ آپ قریب قریب نو اسٹیشن طے کرکے غالباً دسوین اسٹیشن پر ایمفی تھیٹر پہنچ جائینگے اسٹیشن سے اترکے آپ قریب ہی وہ چبوترہ دیکھیں گے جہان ملک معظم دربار تاجپوشی فرمائینگے۔ چبوترے کے گرد مٹی کے سلامی دار پشتے بنے ہوئے ہین۔ اور ان پشتون مین چند چند گز کے فاصلہ پر لوگون کے چڑھنے کی سیڑھیان دیسی طرز کی تعمیر کی گئی ہین یہان بغیر پاس کے جو دربار کمیٹی سے ملتا ہے کوئی شخص اندر نہین جا سکتا۔ پولیس ان پشتون مین برابر پہرا دیتی رہتی ہے پہلے اندر جانے کی اجازت تھی لیکن جب سے اسکی تکمیل ہوگئی ہے عام طور پر جانے

کی مانند ہے۔ اس چبوترے کی پشت پر گوروں کی فوجیں خیمہ زن ہیں چاروں طرف
فوج ہی فوج نظر آتی ہے ایک فوجی مذاق رکھنے والے کے لیئے حقیقت میں یہاں
کا نظارہ بہت ہی دلکش ہے یہاں ایک چھوٹا سا ڈاکخانہ بھی بنا ہوا ہے اسی طرح ایک
مختصر سا اسٹیشن بھی موجود ہے جس کے باہر دیوار پر ایک نقشہ فوجی کیمپ کا آویزاں ہے۔
اِس نقشے میں فوجوں اور رسالوں کے نام لکھے ہوتے ہیں جن کی عارضی طور پر یہاں
چھاؤنی ہے۔ فوجیں اپنے معینہ وقت پر برابر قواعد کرتی رہتی ہیں۔ اور وہ نظارہ
اِس سنسان جنگل میں بہت ہی دلکش معلوم ہوتا ہے اس مقام پر کئی سڑکیں نکلی ہوئی
ہیں۔ مگر عام آدمیوں کو سوائے ایک کے جو سیدھی رئیسوں کے کیمپ تک جاتی ہے۔
اور سڑکوں پر چلنے کا حکم نہیں ہے۔ ہر جگہ فوجی انتظام ہے۔ انگریزی دبدبے
قوت اور شان وشوکت کی اس فوجی کیمپ سے ایک عجیب صورت معلوم ہوتی
ہے۔ فوجی لوگ خواہ وہ کسی قوم اور کسی ملت کے ہوں۔ زیادہ خلیق زیادہ منکسر المزاج
اور بہت ہی متواضع ہوتے ہیں۔

اب بجائے اِسکے کہ آپ کو اس فوجی کیمپ کی سنسان سڑکوں پر پھرایا جائے
بہتر معلوم ہوتا ہے کہ آپ واپسی کا ٹکٹ لے کے سیدھے مٹھائی کے پل چلے آئیں
اور وہاں سے خواہ سواری میں خواہ پیادہ موری دروازہ پر پہنچیں۔ موری دروازہ
کے اندر داخل ہوتے ہی آپ کو ایک بہت بڑا کیمپ نظر پڑے گا جس کا احاطہ کھنچ
چکا ہے اور جبکی ایک سڑک جو کشمیری دروازے سے نکلجاتی ہے اس کی وجہ سے بند
ہو چکی ہے۔ ایک عالیشان دروازہ اِس سڑک کے اختتام پر بنایا گیا ہے جہاں پولیس
کا پہرا رہتا ہے۔ یہ وزیٹر کیمپ ہے اور نکلسن گارڈن یعنی جنرل نکلسن صاحب بہادر کے
پائیں میں ڈالا گیا ہے۔ جسکا سلسلہ قدسیہ باغ تک برابر چلا گیا ہے۔ آمد
ورفت کا راستہ یعنی موری دروازے سے کشمیری دروازے تک اور پھر وہاں سے

قدسیہ باغ کی سڑک تک نکلسن گارڈن کی سڑک سے لوہے کے تاروں کے جال سے اس ڈنر کیمپ کا
احاطہ محدود کر دیا گیا ہے۔ اور اب اسے ایک چھوٹا سا محفوظ خیموں کا شہر سمجھنا چاہیے سوائے
وزیٹروں کے جو وہاں مقیم ہونگے اور سوائے ان لوگوں کے جو وزیٹروں سے ملنے جائیں عام
آدمیوں کی آمد و رفت خواہ پیادہ پا ہوں یا سواری میں بالکل بند کر دی گئی ہے خیمے بہت
ہی قریب قریب نصب کئے گئے ہیں یہانتک کہ ایک خیمے کی رسیاں دوسرے خیمے سے
مل گئی ہیں۔ ہر خیمے کے دروازے پر اس شخص کے نام کی ایک تختی لگی ہوئی ہے جو
اس میں مقیم ہے یا ہوگا بہت سے خیمے پُر ہو چکے ہیں۔ اور بہت سے خالی ہیں خیموں کی
درمیانی زمین یا وہ زمین جسپر خیمے نصب ہیں سطح ضرور کیگئی ہے مگر پھلواری وغیرہ کی
زیادہ آرائش نہیں ہے ہاں ایک ایک دو دو گملے ضرور رکھ دئے گئے ہیں۔ اب آپ اس
سڑک سے موری دروازہ سے جو پولیس لائن جاتی ہے پھر جائیے آپ ایک عجیب و غریب
صورت پولیس لائن کے پاس دیکھیں گے۔ دائیں جانب پولیس لین ہے اور بائیں جانب
فتحگڈھ اور سبزی منڈی ہے۔ پولیس لین کے اندر اور اسکے سامنے جو ایک رقبہ بہت بڑا زمین
کا پڑا ہوا تھا۔ اسپر پولیس نے سلامی کی سیڑھیاں جیسی لکڑی کے تختوں کی تماشائیوں کی نشست
کے لیئے بنا دی ہیں۔ جہاں تک ہمارا خیال ہے یہاں کئی ہزار آدمی آرام سے بیٹھ کے جلوس
کی سیر دیکھ سکتے ہیں۔ ملک معظم کا جلوس یہیں سے نکلیگا۔ اس سڑک پر سیدھے چلے جائیے
تھوڑی دُور جا کے آپ کو جدید بازاروں کی دوکانیں عجیب سادگی اور شان سے ملینگی۔
زیادہ تر بائیں جانب دُکانیں بنائی گئی ہیں۔ دوکانیں نری چھپچیوں کی ہیں۔ اسپر کہیں سفید
کپڑا کہیں لال قند اس عمدگی سے منڈھا گیا ہے کہ یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اندر چھپچیاں ہیں ان
سب دوکانوں میں ایک دوکان پارچہ فروش کی بہت ہی اچھی ہے دوکان اندر سے
بہت اچھی طرح سے سجائی گئی ہے یعنے کل بنارسی مال دہلی کے سلمے ستارے کا سامان سیغہ بند چپے
گوٹے اور سلمے موجود ہیں۔ اس خوش سلیقگی سے ان زریں سلوں اور زربافی کے کپڑوں کو سجایا ہے کہ آدمی

دیکھ کے غش غش کر جائے۔ دوکاندار خوش پوش ہیتیں اور سنجیدہ معلوم ہوتا تھا۔ اور اس تہذیب سے وہ دکان مین بیٹھا ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ کسی دربار مین بیٹھا ہوا ہے۔

اس جگہ میوے فروشون کی بھی دوکانین ہین۔ مگران دوکانون مین نہ کوئی سجاوٹ ہی نہ مال زیادہ ہی۔ جہان سے یہ نیا بازار شروع ہوتا ہے۔ سب سے پہلے ایک حلوائی کی دوکان ہی حلوائی کی پشت پر لائٹ ریلوے کا غالباً فلیگ اسٹاف نامی ایک اسٹیشن ہی۔ اور اُسکے قریب ہی اور دکانین ہین۔ انہیں دکانون مین آگے بڑھ کے ایک دکان مئے فروش کی بھی ہی۔ جہان انگریزی شراب کی بوتلین کسیقدر بے ترتیبی سے رکھی ہوئی دکھی گئین۔ دُکان مین میز بچھی ہوئی ہے۔ سفید میزپوش اُسپر پڑا ہوا ہے اور کچھ شراب پینے کے گلاس اسپر رکھے ہوئے ہین۔ آگے ایک چاربسکٹ والے کی دوکان ہے۔ بہت معمولی طور پر اسیطرح ایک میز پر سفید رنگ کا میز پوش چار کی چند پیالیان رکھی ہوئی ہین۔ اور دور کا بیون مین بھرے ہوئے انڈے جو اُبلے ہوئے معلوم ہوتے ہین رکھے ہوئے ہین دو شخص صرف چار پی رہے تھے۔ باقی کسی قسم کی سجاوٹ یا کسی قسم کا فرنیچر دوکان مین نہین دیکھا۔ بہت سی ٹٹیون کی دوکانین غیر پوشش کی اور خالی پائین۔ جن پر ٹولیٹ کی تختی لٹک رہی ہے۔ جسکے معنی یہ ہین کہ یہ دوکان کرایہ کے لیئے خالی ہے۔

اب آپ اس دیسی اور کم مایہ بازار کو چھوڑ کے گراں قدر اور یورپی بازار مین آئیے آپ دیکھ کے دنگ رہجا دینگے کہ اتنی شاندار دوکانین۔ کلکتہ۔ بمبئی۔ حیدرآباد۔ رنگون مین تو آپنے بھی دیکھی ہونگی۔ مگر اور کہین آپ کو نظر نہ آئین گی۔ ایک لحاظ سے یہ جدید طرز کی عارضی ساخت کی دوکانین اپنی وضع اپنی پہنائی اپنے عرض و طول اور سجاوٹ کے لحاظ سے شاید ہندوستان بھر مین نرالی ہون۔ ان کے بلند بلند دروازے عالیشان محرابین محرابون پر دو دو تین تین انچ طول سے برقی لیمپ لگے ہوئے روشن اور زیادہ چمکدار روغن پھرا ہوا پر تکلف اور دولت مند اثاث البیت کی سجاوٹ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کا ہر قسم کا سامان بافراط تمام

قرینے سے رکھا ہوا یورپینوں اور دیسی شرفا کے غول کے غول اور اِن کی آمد و رفت ایک ایسا
نظارہ آپ کی آنکھوں کے آگے کھینچیگا کہ آپ تھوڑی دیر کے لیئے تو یقیناً دنیا کی اچھی سے اچھی
شاندار دوکانون کو بھول جائینگے۔ اسی یورپین بازار مین آپ ایک عظیم الشان خوشنما سائبان
ٹین کی چادرون کا ملاحظہ کرینگے۔ جس کی وسعت بہت معقول پیمانے پر رکھی گئی ہے جسمین
نفیس سے نفیس اور اعلیٰ درجہ کے محرابی دروازے بنائے گئے ہین۔ یہان صرف موٹر کارین فروخت
ہوتی ہین۔ سو سے زیادہ تعداد مین اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کی اور زیادہ سے زیادہ قیمت کی موٹر کارین
یہان کھڑی ہوئی دیکھی گئین۔ یہ کسی انگریزی کمپنی کی دوکان معلوم ہوتی ہے۔

اِسی سلسلہ مین اور بڑے بڑے دوکاندار اور سوداگر اپنی اپنی دُکانین سجائے ہوئے
ہین۔ جہان پر دو نون کا سلسلہ ختم ہوتا ہے۔ اُسکے داہنی طرف حضور نظام کا کیمپ ہے جو سب سے
اول لب سڑک واقع ہوا ہے۔

آپ ملاحظہ فرمائین کہ ہندو ہون یا مسلمان نظام اور اُنکی سلطنت سے سب کو بہت
ہی مذاق ہے اور ہر شخص چھوٹی سے چھوٹی خبر سننے کا حیدرآباد کیمپ کے متعلق شائق رہتا ہے
اِس وسیع و عریض مملکت کا سابق حکمران میر محبوب علیخان گزر چکے ہین اور اب اُن کے
صاحبزادے میر عثمان علیخان کے ہاتھ مین اس ریاست کی باگ ہے۔ جس وقت نوجوان
نظام دہلی تشریف لائے۔ اور دہلی صدر اسٹیشن پر پہونچے ہین تو کئی شخص دہلی کے بھی
اسٹیشن پر پہنچے مگر وہی جنکو وہان سے تنخواہین ملتی ہین۔ پلیٹ فارم پر موجود تھے دو تین
ایسے تماشائی بھی تھے۔ جنھین حیدرآباد سے کوئی تعلق نہین تھا۔ اِن مین سے ایک صاحب
نے قریب ہو کے اور دوسری طرف پہلو مین سے آکے بہت زور سے السلام علیکم کہا
نوجوان نظام اِس آواز سے چونکے تو نہین مگر ہان سلام کرنے والے کو غور سے دیکھا
اور نہایت متانت سے سلام کا جواب دیا۔ اگر اہل دہلی کو خبر ہو جاتی تو ممکن ہے اسٹیشن
پر مجمع ہو جاتا۔ آپ وہان سے اُتر کر سیدھے اپنی کوٹھی مین چلے گئے۔ اور وہین قیام فرما ہوئے

نظام کیمپ ریاست کی حیثیت کے مطابق نہایت خوش وضعی سے ایک وسیع قطعہ ارض پر نصب کیا گیا ہے۔ گرداگرد خوشنما لکڑی کا ایک جالیدار کٹہرا بنایا گیا ہے اور اس کٹہرے مین چند چند قدم کے فاصلے پر خوش سلیقگی کے ساتھ موجودہ وضع کی گول لالٹینین کھڑی کی گئی ہین۔ شب کو ان مین روشنی ہوتی ہے۔ دور سے دیکھنے والون کی نظرون مین ان لالٹینون کا سماں بالکل حسین ساگر تالاب کا سا معلوم ہوتا ہے اور ریل کی تیز رفتاری سے وہ لالٹینین جو حسین ساگر کے گرد نصب کی گئی ہین۔ بالکل ایک روشنی حلقے کی صورت مین بنجاتی ہین اسی طرح نظام کیمپ کی گرد کی لالٹینین اگر مسافر لائٹ ریلوے مین بیٹھ کے دیکھے تو یقیناً اسے یہی معلوم ہو کہ مین حیدرآباد کی زمین پر سفر کر رہا ہون۔

کٹہرے سے ملے ہوئے سلسلے وار سفید کپڑے کے شیٹ برابر نصب کئے گئے ہین اور اسی طرح چارون گرد نصب ہین۔ اندر داخل ہونے کے دو وسیع محراب دار دروازے ہین۔ دروازون کے بیچ مین بجلی کے ہنڈے آویزان کئے گئے ہین دروازے جس قدر سادہ ہین اسی قدر خوبصورت ہین۔

دروازے کے اندر کئی سڑکین بجری کی بنائی گئی ہین سڑکونکی بغل مین خوشنما کیاریان ہین۔ اور انہیں عمدگی سے تیار کیا گیا ہے۔ گو یا وہ ایک عرصہ درازکی بنی ہوئی ہین کیاریونکی تراش مین اگرچہ فن باغبانی سے زیادہ مدد نہین لی گئی تو بھی پھلواری گل دبلٹے دوب اور اسکی تراش اس عمدگی سے کی گئی ہے کہ دیکھنے والے کی نظرین خود بخود اسپر دوڑتی ہین۔ وسط مین ایک عظیم الشان خیمہ مثل دربار عام کے نصب کیا گیا ہے۔ باہر سے اسکی سجاوٹ جس قدر سادہ ہے اُسیقدر خوشنما ہے۔ پٹاپٹی کے باریک پردون کو علیحدہ علیحدہ اکٹھا کرکے برابر باندھ دیا ہے۔

اندر ایک وسیع ہال ہے جو نہایت اعلی درجہ کے اثاث البیت اور سامان سے سجایا گیا ہے۔ سب سے بڑی کوتاہی ریاست کے کارکنونکی یہ ہوئی۔ کہ انھون نے تماشائیون کو

اندر جانے کی بالکل ممانعت کردی اور ابتدائی تیاری سے لے کے اخیر تک کسی کو وہان نہیں جانے دیا۔ جبکہ اور ریاستون کے کیمپ تماشائیون کے لیئے بالکل کھلے ہوتے تھے مگر حیدرآباد کے کیمپ پر منتظمین نے اول ہی دن سے پہرا بٹھا دیا تھا۔ اس سے عام طبائع مین ایک بد دلی سی پیدا ہوگئی۔ اور جو ان کا شوق تھا وہ سرد پڑ گیا اور دیکھنے کا ارمان دل ہی دل مین رہا۔

اسکے مقابلے مین شہنشاہی کیمپ عام طور پر متواتر تین دن تک کھلا رہا اور ہر شخص کو اجازت دیگئی۔ جس کا جی چاہے شہنشاہی کیمپ مین جائے اور ہر شے کا معائنہ کرلے۔ یقیناً اگر یہ بات نوجوان ہز ہائنس کو معلوم ہو جاتی تو وہ کبھی ایسی بندش کا حکم نہ دیتے۔ خود ہز ہائنس کی موجودگی مین اگر کیمپ مین جانے کی ممانعت ہوتی تو چندان ناگوار نہ تھی۔ مگر خالی وقت مین تو کوئی ہرج نہ تھا۔

شہنشاہی کیمپ کو چھوڑ کے کشمیر کا کیمپ ایک عرصہ دراز تک تماشائیوں کیلیئے کھلا ہوا تھا۔ کشمیر کیمپ کے منتظمین کا اخلاق۔ انسانیت۔ اور مہمان نوازی دیکھ کے دنگ رہگئے وہان کے لوگ نہایت خوش اخلاقی سے پیش آتے اور خاطر کرتے اور ایک ایک چیز اچھی طرح سے دکھا دیتے۔

دو شاہی خیمے پشمینے کے بنے یہان لگے ہوئے دیکھے جو خاص مہاراجہ صاحب کے لیئے نصب کیئے گئے ہین۔ پھر مہاراج کا توشہ خانہ۔ سلح خانہ۔ جواہر خانہ۔ اشنان کرنے کی جگہ۔ آبدار خانہ۔ رسوئی خانہ۔ غرض ہر ایک مقام تفصیلوار اس عمدگی سے دیکھا کہ طبیعت بہت محظوظ ہوئی۔ مگر حیدرآباد کیمپ مین یہ بات نہ تھی۔ دور دور سے نظارہ کرلو اندر جانیکی سخت ممانعت ہے۔ سابق نظام حیدرآباد کا کچھ ایسا اثر دہلی کے ہندو مسلمانون پر تھا کہ سب آپکی نہ بحیثیت ایک رئیس کے بلکہ بحیثیت ایک فیاض اور سیر چشم انسان کے عزت کرتے تھے اور اسی وجہ سے عام طور پر ہندو مسلمانون کی نظرین نظام کیمپ کی طرف اٹھتی تھین وہ چاہتے تھے کہ آپکی

ایک ایک چیز کو دیکھیں اور خوش ہوں۔

مہر عثمان علیخان حال تاجدار دکن نے کیمپ کی آراستگی اور کل سامانوں کے بہم پہنچانیکا ٹھیکہ ایک انگریزی کارخانہ کو دیا ہے۔ اور نہایت فراخ حوصلگی سے بھرپور رقم مذکور کارخانہ کے حوالہ کی ہے ایسی حالت میں لوگوں کے اندر جانے کی بندش واقعی بہت نازیبا ہے۔

پورے کیمپونکی سیر تو آپنے کر لی۔ مگر پراونشل کیمپ کا حصّہ دیکھنے سے رہ گیا جو سڑک سیدھی سبزی منڈی ہوتی ہوئی محل دارخان باغ کے برابر سے نکلتی ہوئی آزاد پور کو جاتی ہے۔ درمیان میں سے اکثر سڑکیں مختلف طرف نکلجاتی ہیں۔ مثلاً پولو گراؤنڈ۔ یا پنجاب پراونشل کیمپ۔ اسکے آگے آزادپور کے بائیں طرف پراونشل کیمپ ہے۔ اس کا رقبہ بھی بہت بڑا ہے۔ اس طرف اکثر سرکاری عہدہ داروں کے کیمپ ہیں۔ یا آسام و برہما وغیرہ کے رئیسوں کے جو بالکل انگریزی وضع اور طرز کے ہیں۔

ان کیمپوں کے درمیان میں تعلقداران اودھ کے کیمپ ہیں۔ جن میں زیادہ ممتاز کیمپ مہاراجہ بلرامپور کا ہے۔ جسمیں دو خوشنما دروازے بھی لگائے ہیں۔ اور کیمپ بہت شاندار ہے۔ اور اسکے برابر راجہ محمود آباد کا کیمپ ہے مگر بالکل انگریزی طرز کا۔ ان کے برابر جناب راجہ جہانگیرآباد کا کیمپ اور اُنھی کے متصل خان بہادر راجہ شعبان علیخان صاحب کا کیمپ ہے غرض اسیطرح برابر برابر سلسلہ وار دو رویہ تمام تعلقداران کے کیمپ ہیں۔ مگر سب انگریزی طرز پر لگائے گئے ہیں جو اپنی وضع میں نہایت بھلے معلوم ہوتے تھے۔

تمّت

اسمائے گرامی اُن احباب اور سرپرستون کے جنہون نے کتاب شروع ہونیکے وقت پیشگی قیمت سے امداد فرمائی اور ہمیشہ کارخانہ کو امداد پہونچاتے رہتے ہین ہم ان احباب کا شکریہ ادا کرتے ہین اور اُمید کرتے ہین کہ کارخانہ پر ہمیشہ نظر عنایت رکھینگے

غلام محی الدین شاہ صاحب رئیس
مولوی عبد السبحان صاحب
سید محمد علی صاحب افسوس وکیل
شیخ سدہو رحمت اللہ صاحب
جناب علی محمد صاحب
ملا غلام حسین محمد علی صاحب
جناب راجہ مہدی علیخان صاحب بہادر تعلقدار
جناب محمد عبد الجلیل خانصاحب رئیس اعظم
نواب صدر الدین حسین خانصاحب رئیس
سید عبد اللہ خانصاحب رئیس اعظم
سید محمد کمال صاحب آنریری مجسٹریٹ
ملا حسن علی طیب بھائی صاحب
محمود حسن صاحب وکیل سر رشتہ
محمد عبد الرحیم صاحب وکیل
عبد الرحمان صاحب وکیل

خانبہادر نواب سیف اللہ خان صاحب
منشی محمد عبد الکریم صاحب وکیل
منشی عبد الرحیم صاحب سکرٹری ریڈنگ کلب
محمد عاشق حسین خان صاحب
جناب محمد علی صاحب پولیس انسپکٹر
محمد عبد اللہ صاحب
جناب محمد اکرام علیخان صاحب بہادر رئیس اعظم
نواب سید علیخانصاحب بہادر رئیس اعظم
محمد صفدر علیخانصاحب و محمد مظفر علیخانصاحب تعلقدار
محمد اکبر خانصاحب رئیس
نذر علی شمس الدین صاحب
سیٹھ فدا علی شیخ جعفر جی صاحب
محمد ولی اللہ صاحب تحصیلدار
سید جلال الدین احمد صاحب
محمد حفیظ الرحمان صاحب

حکیم عبدالستار صاحب	حافظ میران محی الدین صاحب	جناب سلطان حسین صاحب مختار
حکیم پیر محمد معشوق شاہ صاحب	منشی علی رضا صاحب	جناب محمد علی خانصاحب رئیس
امیر خان صاحب صوبہ دار	ہارون یوسف سیٹھ صاحب	محمد عبدالرزاق صاحب
عبدالعزیز صاحب مختار	سید شاہ عباس صاحب	خانصاحب منشی پیر محمد خانصاحب
سید محمود صاحب جاگیردار	جناب حسین بھائی صاحب	مولوی نظام الدین احمد صاحب
محمد لیسین صاحب	غلام حسین اینڈ قمر علی مرچنٹ	مشکورالدین صاحب
غلام حسین فضل حسین	جناب شیخ اشرف علی صاحب	عبدالرحمان صاحب تاجر چرم
سید اکبر صاحب راگی مرچنٹ	عبدالخالق صاحب وکیل	منشی وحیدالدین صاحب
منشی پیر محمد خانصاحب انسپکٹر	عبدالقیوم صاحب	سید علی امام صاحب
منشی محمد جان صاحب	قاضی سید محمد ابوظفر صاحب	سید محمود شاہ صاحب
محمد شفیع مرزا صاحب	سید محمد عمر صاحب اہلمد	جناب رسول احمد صاحب
قاضی محمد امداد علی صاحب	مولوی عبدالعظیم ابو النعیم صاحب	جناب عبدالواحد صاحب
جناب سید سراج الہدے صاحب	چودھری محمد مرتضے صاحب	جناب توحید حسن صاحب
سید احسن علی صاحب	حکیم شریف احمد خانصاحب دہلوی	جناب میاں بھائی عبدالحسین صاحب
محمد عبداللہ خان صاحب	محمد تفضل حسین صاحب	جناب ملا اسمٰعیل صاحب
محمد قیوم خان صاحب	محمد دولہ خانصاحب جاگیردار	منشی عبدالعزیز صاحب
مولوی سمیع احمد صاحب	سید احمد حسن صاحب رئیس	بدرالدین احمد صاحب
جناب چھوٹے شاہ صاحب	رائے جوالہ پرشاد صاحب	نورتن لال صاحب
محمد اسحاق صاحب آپچی	ایم علی محمد صاحب کلرک	وحیدالنبی صاحب ہیڈ ماسٹر
دی محمد عبدالشکور صاحب	سید علی بر مکان سید محمد سعید صاحب	یوسف حاجی حسین صاحب
نور محمد عثمان صاحب	جناب ممتاز الدین خان صاحب نائب تحصیلدار	عبدالشکور صاحب

جناب سید عیسیٰ صاحب مہدوی منصف مجسٹریٹ درجہ اول علاقہ نظام